عشرۂ مجالس

حیاتِ امام حسینؑ

یکم تا ۱۰ محرم سنہ ۱۴۲۱ھ مطابق سنہ ۲۰۰۰ء

......بمقام......

امام بارگاہ آلِ عباؑ گلبرگ کراچی

............انیسِ خطابت......

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی
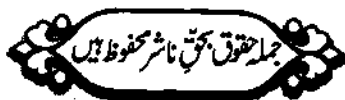
نام کتاب : عشرۂ مجالس حیاتِ امام حسینؑ

مقرر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۴ء)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : طارق وحید

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن
فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ،
سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی،
کراچی، فون:02134306686
website: www.allamazameerakhtar.com

---- { کتاب ملنے کا پتہ } ----

MUSTAFA ARCADE Flat #102, Plot 119-A S.M.C.H.S, KARACHI PAKISTAN Ph# 02134306686	IMAM BARGAH DUA-E-ZEHRA 2 Lorne Road NN 1 3RN U.K. Ph# 07989344151	Community News & Views 11 Amesbury Court Robbinsville N.J. 08691 U.S.A Ph# 0016093360015
H.NO.22-3-145, DarabJang Lane, Yakutpura, Hyderabad A.P. INDIA Ph# 00918099247402	6 Edwards Mews Islington London N1 1SG Ph# 00447958344614 00442072269057	Abbas Book Agency Rustam Nagar Dargah Hz. Abbas Lucknow-3 U.P. INDIA Ph# 00919389444864
Alamdar Book Depot Imam Bargah Shuhda-e-Karbal Ancholi Society Karachi Ph# 02136804345	Iftikhar Book Depot 43-Main Bazar Islampura, Lahore Ph# 042-37223686	Ahmed Book Depot Phatak Imam Bargah Shah-e-Karbala Rizvia Society Karachi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پہلی مجلس
خاندانِ حسینؑ کی فضیلت

......صفحہ نمبر ۲۷ تا ۵۱......

دوسری مجلس

حسینؑ کا ذکر عالمِ نور میں

......صفحہ نمبر ۵۲ تا ۷۷......

Presented by: https://jafrililibrary.com

۲۷۔ جبریلؑ اور میکائیل کی معراج کیا تھی؟ ____________

۲۸۔ چکی بھی چل رہی ہے، جھولا بھی چل رہا ہے ____________

۲۹۔ حسینؑ کے ناز کیوں اُٹھائے گئے؟ ____________

۳۰۔ چالیس برس کی عمر میں نبیؐ سے وعدہ اور حسینؑ سے پانچ برس میں ____________

۳۱۔ حسینؑ کے وعدے کا اِنعام کس کو ملا؟ ____________

۳۲۔ انبیاء کا کام ہم کر رہے ہیں ____________

۳۳۔ نبیؐ پر الزام، قوم پر لگ گئے تو کیا ____________

۳۴۔ یہ کائنات کے شہزادے کی سوانح حیات ہے ____________

۳۵۔ زہراؑ کے انعام کو لوگ بدعت سمجھتے ہیں ____________

۳۶۔ رونا عبادتوں سے بڑا انعام ہے ____________

۳۷۔ ہم آدمؑ سے پہلے پیدا ہوئے تھے ____________

۳۸۔ حسینؑ کی عمر اپنے چاہنے والوں کے برابر ہے ____________

۳۹۔ امام وہ جو قوم کو ساتھ لے کر چلے ____________

۴۰۔ آنکھوں سے گرنے والی چیز ذلیل ہوتی ہے ____________

۴۱۔ آنسو آنکھ سے گر کر موتی بنتا ہے ____________

۴۲۔ ستاون سال پڑھنے کے لئے قیامت تک کا وقت چاہئے ____________

۴۳۔ حدیث رسولؐ میرے بچے کھڑے ہو جائیں تو امام بیٹھ جائیں تو امام ____________

۴۴۔ حسنؑ اور حسینؑ اپنے نانا سے مُشابہ تھے ____________

۴۵۔ حسنؑ کا لکھنا اور حسینؑ کا کربلا جانا فعلِ رسول تھا ____________

۴۶۔ دنیا کی سب سے بڑی فضیلت شہادت ہے ____________

تیسری مجلس

حسینؑ کی نسلی برتری

......صفحہ نمبر ۷۸ تا ۱۰۶......

چوتھی مجلس

حسینؑ کا ظہورِ نور

پانچویں مجلس

حسینؑ تاریخ بناتے ہیں

چھٹی مجلس

زوجۂ حسینؑ حضرت شہربانوؑ

ساتویں مجلس

شاہ است حسینؑ

۴۔ ''ماؤں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے'' یہ قولِ امام حسینؑ ہے ....

۵۔ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے ....

۶۔ کربلا کا رُخ کیا علمِ الٰہی میں تھا؟ ....

۷۔ تاریخ مرثیہ، چودہ جلدیں، ہر جلد ڈیڑھ ہزار صفحات کی ....

۸۔ سب سے پہلے امیر خسرو نے منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ....

۹۔ پہلا صاحبِ دیوان شاعر قطب علی شاہ ہے ....

۱۰۔ گجرات (انڈیا) میں بیک وقت دس ہزار اہلِ سنت مرثیہ گو ....

۱۱۔ امام حسینؑ پر دس ہزار مرثیے ہمارے پاس ہیں ....

۱۲۔ میں ہر مرثیہ گو شاعر کی پوری سوانح حیات بتا سکتا ہوں ....

۱۳۔ معین الدین چشتی اجمیری کا حسینی ترانہ منتخب ''شاہ است حسینؑ'' ....

۱۴۔ امام کی سوانح حیات چار مصرعوں میں ....

۱۵۔ اَجمیری شیعہ نہیں تھے، اُن کی قبر کے دروازے پر ....

۱۶۔ مولوی عبدالحق کا اس رُباعی پر اعتراض اور جواب ....

۱۷۔ مخالفت کے باوجود یہ رُباعی ہر اخبار میں چھپتی ہے ....

۱۸۔ اِس رباعی کے پڑھے بغیر محرم سمجھ میں نہیں آتا ....

۱۹۔ حسینؑ دین و دنیا کے مالک ہیں ....

۲۰۔ حسینؑ کی بیٹی بھی شاہ ہے ....

۲۱۔ حسینؑ کا احترام پورا عرب بطورِ بادشاہ کرتا تھا ....

۲۲۔ ۲۸ رجب کو حسینؑ کی روانگی ایک بادشاہ کی روانگی تھی ....

۲۳۔ حسینؑ کا قافلہ کئی میل لمبا تھا ....

آٹھویں مجلس

امام حسینؑ کی فصاحت و بلاغت

......صفحہ نمبر ۱۹۸ تا ۲۲۶......

نویں مجلس

عظمتِ شبِ عاشور

دسویں مجلس

عاشور کا دن

صفحہ نمبر ۲۴۷ تا ۲۵۳......

۵۔ خیمے جلنے لگے، زینبؑ جلتے خیمے میں ----------------------------

۶۔ شمر نے خنجر کی دھار کو کند کیا، قصا کی طرف سے سات ضربیں ....

۷۔ خون کی دھار لا الٰہ الا اللہ لکھتی چلی ....

۸۔ شمر نے خوشی میں سر امام حسینؑ خاک پر ....

۹۔ عمرِ سعد کرسی پر، قصیدۂ حسینؑ دشمنوں نے پڑھا ....

۱۰۔ عرب میں پہلا سر جو نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا ....

۱۱۔ پرندوں کی کربلا میں آمد اور روانگی ....

۱۲۔ یہودی کی بیماری بیٹی کا صحت یاب ہونا ....

۱۳۔ خون آلود پرندہ کی مدینے میں آمد ....

پیش لفظ

''حیاتِ امام حسینؑ'' کے عنوان سے یہ عشرۂ محرم یکم محرم تا عاشورہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء امام بارگاہِ آلِ عبا گلبرگ کراچی میں پڑھا گیا۔

امام باڑے کے ٹرسٹیز حضرات جب علّامہ صاحب سے وعدہ لینے آئے تو آلِ عبا مسجد کے پیش نماز مولانا سیّد ناصر عباس زیدی مرحوم بھی ساتھ تھے۔

تقریباً بارہ عنوانات علّامہ صاحب کو پیش کیے گئے، علّامہ صاحب نے کہا کہ مولانا موجود ہیں استخارہ کیجیے جس عنوان پر استخارہ آتا ہے وہی عنوان مقرر کرلیا جائے۔

استخارہ دیکھا گیا اور ''حیاتِ امام حسینؑ'' کے عنوان پر استخارہ آگیا۔

آلِ عبا کے امام باڑے میں علّامہ صاحب نے دس یا بارہ برس محرم کا پہلا عشرہ پڑھا، ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔ امام باڑے کے سامنے کے میدان میں کار پارکنگ ہوتی تھی، ہزاروں کی تعداد میں موٹر کاریں آتی تھیں۔ دس روز امام باڑے میں روحانی دھوم دھام ہوتی تھی۔ فضائل و مصائب سے امام باڑہ بارونق ہوجاتا تھا۔

۲۰۰۰ء میں جب ''حیاتِ امام حسینؑ'' کے موضوع پر عشرہ پڑھا گیا اُس سال علّامہ صاحب شہر کراچی میں پانچ عشرے پڑھ رہے تھے۔ پہلا عشرہ

ڈیفنس کے امام باڑے میں، دوسرا آلِ عبا میں اور تیسرا کاظمین ڈرگ روڈ، چوتھا عشرہ جعفر طیار سوسائٹی میں اور پانچواں عشرہ شہدائے کربلا انچولی سوسائٹی میں، آلِ عباؑ کا یہ عشرہ منفرد تھا۔

اِس عشرۂ مجالس میں علامہ صاحب نے ''حیاتِ امام حسینؑ'' کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی جو مومنین کے لیئے معلومات کا خزانہ تھا۔ پہلی مجلس ''خاندانِ حسینؑ کی فضیلت'' دوسری مجلس ''حسینؑ کا ذکر عالمِ نور میں'' تیسری مجلس ''حسینؑ کی نسلی برتری'' چوتھی مجلس ''حسینؑ کا ظہورِ نور'' پانچویں مجلس ''حسینؑ تاریخ بناتے ہیں'' چھٹی مجلس ''زوجۂ حسینؑ حضرت شہر بانوؑ'' ساتویں مجلس ''شاہ است حسینؑ'' آٹھویں مجلس ''امام حسینؑ کی فصاحت و بلاغت'' نویں مجلس ''عظمتِ شبِ عاشور'' دسویں مجلس ''عاشور کا دن'' اِس طرح اِن دس مجالس کے عنوانات سے اندازہ لگانا آسان ہے کہ کس قدر مودّت اور محبت کے ماحول میں یہ تقریریں ہوئیں۔

فضائل کے دوران امام باڑے کا ہال واہ واہ اور صلوٰۃ کے پُر جوش نعروں سے گونج اُٹھتا اور مصائب پر فلک شگاف گریہ ہوتا۔ غرض یہ عشرۂ علامہ صاحب کے شاہکار عشروں میں سے ایک ہے۔

یکم محرم سے پہلے دو تقریریں اور ہوئی تھیں جن کے کیسٹ تلاش کے باوجود نہیں مل سکے۔ تلاش جاری ہے وہ دونوں تقریریں حضرت آدمؑ اور امام حسینؑ کے موضوع پر تھیں۔ اگر دستیاب ہوگئیں تو دوسرے ایڈیشن میں شائع کر دی جائیں گی۔ (ادارہ)

پہلی مجلس

حضرت امام حسینؑ کے اجداد اور صفات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

امام بارگاہ آلِ عبا میں ۲۰۰۰ء کے عشرۂ محرم کی پہلی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، یہاں کی مجالس کے لئے موضوع ''حیاتِ امام حسینؑ'' منتخب کیا گیا ہے۔ مولانا ناصر عباس صاحب جو اس امام بارگاہ کی مسجد میں نمازِ جماعت پڑھاتے ہیں اور خطیب بھی ہیں انھوں نے یہاں کے عشرے کے لئے چند عنوانات پر استخارہ کیا تھا۔ ''حیاتِ امام حسینؑ'' کے موضوع پر استخارہ بہتر آیا اس لئے یہ موضوع منتخب کر لیا گیا ہے۔ کئی موضوعات تھے لیکن یہ طے تھا کہ استخارہ اِسی موضوع پر آئے گا۔

آج چودہ سو سال کے بعد بھی حسینؑ کی عظمت اللہ کی نگاہ میں کیا ہے۔ اس لئے کہ کائنات میں اللہ نے اگر کسی کی یادگار کو زندہ رکھا ہے تو اس کا نام حسینؑ ہے لیکن دنیا والے اپنی اپنی پسند کی ہستیوں کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں، دنیا کا ہر ملک ہر قوم یہ چاہتی ہے کہ ہم اپنے بڑے رہنما اپنے بڑے لیڈر کو کسی طرح زندہ رکھیں اُس کے لئے جلسے کریں اُس کے لئے یادگار عمارتیں بنوائیں، اُس

کے لئے وظیفے، اُس کے لئے کالج و اسکول، اُس کے لئے ہاسپٹل (Hospital) بنوائیں، حسینؑ کو دنیا والوں کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ حسینؑ کا وعدہ دنیا والوں کے لئے نہیں ہے حسینؑ کا وعدہ اللہ سے ہے کہ اللہ کہتا ہے حسینؑ تم نے لا الٰہ کو بچایا، توحید کو بچایا اس لئے قیامت تک کوئی تمہیں مار نہیں سکتا، عشرہ تو ہم نے نام رکھا ہے اپنے دل کو سمجھانے کے لئے عشرہ تو ہم دس دن کا کرتے ہیں فرشتوں سے پوچھو کہ وہ سال میں کتنے عشرے کرتے ہیں، وعدہ تو اُس کا ہے، شروع میں ہی آپ کو یہ بتاتا چلوں پہلی تقریر میں کہ یہ وعدہ کیسا وعدہ ہے آپ کو معلوم ہے جب قبر حسینؑ بنی تو آسمان پر عالمِ بالا میں گریہ کا ایک شور تھا اور ملائکہ نے آواز دی پروردگار قبر بن گئی ہے ہمیں اس قبر کا زائر بنا دے کہتے ہیں معصومینؑ کی روایات میں ہے کہ چودہ سو برس گزر گئے جو فرشتوں کا پہلا کارواں آیا تھا وہ اب تک واپس نہیں آیا اس لئے کہ اس کے بعد جو فرشتے آ رہے ہیں ابھی اُن کی باری نہیں آئی کہ دوبارہ آ سکیں اور آج بھی لاکھوں فرشتے انتظار میں ہیں کب ہمارا دن آئے گا کہ ہم زائر بنیں گے کروڑوں فرشتے آتے ہیں طوافِ قبرِ حسینؑ کرتے ہیں جب وہ فرشتے عرشِ اعظم پر واپس جاتے ہیں تو جواب تک آ نہ سکے وہ کہتے ہیں آؤ ہمارے قریب آؤ ہم تم سے قبرِ حسینؑ کی خوشبو پا رہے ہیں ذرا ہمارے پاس سے گزر جاؤ تاکہ ہم حسینؑ کی خوشبو تم سے محسوس کریں تم نے اپنے پروں کو مس کیا ہے حسینؑ کی قبر سے، ہمارے قریب سے گزرو ہم تم کو دیکھیں تو سجدے میں ہیں نماز میں ہیں، جو رکوع میں ہیں فرشتے لیکن جب زائر آتے ہیں تو فرشتوں کی عبادت پھر یہ ہو جاتی ہے کہ ان فرشتوں سے باتیں ہوتی ہیں کہ تم قبرِ حسینؑ پر

گئے تھے تو مجلس ہوتی ہے فرشتے بیان کرتے ہیں کیا دیکھ کر آئے ہم نے وہاں کیا دیکھا تھا وہاں والے ہوتے کیسے ہیں وہاں ذکرِ حسینؑ ہوتا کیسے ہے تو ہر مَلک یہ چاہتا ہے کہ ہم اس ذکر میں شریک ہو جائیں تو یہاں ذکرِ حسینؑ ہو رہا ہے تو اس کی کوئی پروا نہیں ہے کون آیا ہے کون نہیں آیا پیچھے مڑ کے نہ دیکھیے کہ کون آیا ہے یہ دیکھیے آپ کے پہلو میں کون کون لوگ بیٹھے ہیں آپ کے لئے دعا کر رہے ہیں ایک عظمت کا مقام ہے ایک ایسا نام عطا کر دیا اُنتیس، تیس ذی الحجہ کی تقریر میں مَیں نے صرف کہا کہ نام حسینؑ کے معنی کیا ہیں؟ اس کی وضاحت ہم آنے والی تقریروں میں کریں گے جب کسی کی سوانح حیات بیان ہوتی ہے تو کچھ چیزیں شروع میں لازمی ہوتی ہیں نام کیسے رکھا گیا نام کس نے رکھا کس گھرانے میں بچہ پیدا ہوا؟ اور جب بڑی شخصیت ہوتی ہے تو اس کی سوانح حیات میں یہ بھی لکھا جاتا ہے اس کا خاندان کیا ہے یہ کس خاندان سے ہے؟

جو حسینؑ کا خاندان ہے وہی تو رسول اللہ کا خاندان ہے، رسولؐ اللہ کا خاندان ایک بیٹی سے باقی رہ گیا، اللہ نے اپنے رسولؐ کو بیٹے دے کر واپس لے لئے اور رسولؐ اللہ کا خاندانی سلسلہ حضرت فاطمہ زہراؑ سے قائم و دائم رکھا، ایسی بیٹی جنھیں رسول اللہ نے دنیا بھر کی عورتوں کی سردار کہا، جن کے لئے آپ فرماتے تھے کہ ''فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے'' اُن کی شادی اللہ کے حکم سے علی ابن ابی طالب کے ساتھ ہوئی، کون علی؟ وہ علیؑ خانۂ کعبہ میں جن کی ولادت ہوئی، وہ علیؑ، اللہ ہی کے گھر میں جس کی شہادت ہوئی، وہ علیؑ جو آنکھیں کھولے تو نبی ہی کے چہرۂ انور پر اس کی نگاہ پڑے اور نبیؐ اگر آنکھیں

بند کرے تو اس کے چہرے کو دیکھتا سدھارے، وہ علیؑ جس کی تربیت پیغمبرؐ کی آغوش میں ہو، وہ علیؑ جس کی معراج رسولؐ کے دوش پر ہو، وہ علیؑ جس نے خیبر کے روز مسلمانوں کو ذلت سے بچایا، اُحد کے دن مسلمانوں کی پیشانی سے رسوائی کا کلنگ چھڑایا، خندق میں عمرو ابن عبدود سے پہلوان کو پچھاڑا، حنین میں انھوں نے ہی اسلام کا پرچم گاڑا، رسولؐ نے جن کو اپنا بھائی کہا،

آنحضرت نے جس کو انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ کہہ کر اپنا خلیفہ بنایا ہو، آنحضرت نے تمام اصحاب واقربا کو چھوڑ کر صرف اسے دین ودنیا میں اپنا بھائی بنایا ہو۔ جس نے کبھی بتوں کے سامنے اپنا سر نہ جھکایا ہو، جس نے مع اپنے اہلبیتؑ کے بحسرت ویاس نبیؐ کا جنازہ اُٹھایا ہو! جس کی وجہ سے عالم میں نسل رسولؐ باقی رہ کر سورۂ کوثر کی تفسیر کر رہی ہو، سردارِ جوانانِ جناں جس کے بچے ہوں، سیّدہ نساء عالمیان جس کی زوجہ ہو، سردارِ دوجہاں جس کا بھائی ہو، آیۂ مباہلہ میں جو نفس رسولؐ ! قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (سورۂ آلِ عمران، آیت ۶۱) آیۂ ''نسب ومہر'' میں جو زوج بتول!

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا

(سورۂ فرقان آیت ۵۴)

آیۂ ''تطہیر'' میں چادر پوش عصمت وطہارت!،

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (سورۂ احزاب ۳۳)

آیۂ مودّت میں شریک اجرِ رسالت

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

آیۂ ''مرضات'' میں جان کی بازی لگا کر اللہ کے ساتھ تجارت

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

(سورۂ بقرۃ آیت ۲۰۷)

آیۂ ''کفایت'' میں رسولؐ کی تصدیق وشہادت!

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورۂ الرعد، آیت ۴۳)

آیۂ ''طعام'' میں یادگارِ سخاوت وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (سورۂ دہر۔ آیت ۸)

آیۂ ''نور'' میں رفعت کی سند لینے والی بے نظر عبادت!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۂ نور۔ آیت ۳۵)

آیۂ ''ولایت'' میں سریر آرائے تختِ ولایت!

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (سورۂ مائدہ آیت ۵۸)

آیۂ ''امر'' میں تاج پوش امارت

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(سورۂ نساء۔ آیت ۵۹)

آیۂ ''صدق'' میں خلعت پوش لباس صداقت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۂ توبہ ۱۱۹)

آیۂ ''صراط'' میں ظلمت شکن منارۂ ہدایت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (سورۂ الفاتحہ۔ آیت ۵)

اللہ نے رسولؐ کی بیٹی کو دو فرزند عطا کیے حسنؑ اور حسینؑ، رسولؐ اللہ دونوں شہزادوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ دونوں شہزادوں کے اطوار و عادات میں پیغمبرؐ کو اپنے کردار کی تصویر نظر آتی تھی۔

امام حسینؑ ۳؍شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت چھ مہینہ میں ہوئی اور یہ خصوصیت و شرف صرف آپ کو، حضرت یحییٰؑ ابنِ زکریا کو اور حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کو حاصل ہوا۔

آپ کے جدِ بزرگوار حضرت محمدؐ مصطفٰے نے جب آپ کی خبرِ ولادت سنی تو خانۂ جناب فاطمہ زہراؑ میں تشریف لائے اور فرمایا ''میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ'' جناب صفیہ نے عرض کیا ''یارسولؐ اللہ! ابھی میں نے بچہ کو پاک نہیں کیا'' آنحضرتؐ نے جواب دیا ''تم اسے کیا پاک کروگی؟ اس کو تو خدا نے پاک و پاکیزہ خلق فرمایا ہے''۔ پھر آپ نے نومولود کو اپنی آغوشِ مبارک میں لیا، داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی بحکمِ خدا بچہ کا نام حسینؑ رکھا۔

میر انیسؔ کہتے ہیں :-

فرمانے لگے ہنس کے شہِ یثرب و بطحا   بھائی کہو فرزند کا کچھ نام بھی رکھا
کی عرض یہ حیدرؑ نے کہ اے سیّدِ والا   سبقت کروں حضرت پہ یہ مقدور ہے میرا
فرمایا کہ موقوف ہے یہ ربِّ عُلا پر
میں بھی سبقت کر نہیں سکتا ہوں خدا پر
بس اتنے میں نازل ہوئے جبریل خوش انجام   کی عرض کہ فرماتا ہے یہ خالقِ علّام
پیارا ہے نہایت ہمیں زہراؑ کا گُل اندام   یا ختم رسل ہم نے حسینؑ اس کا رکھا نام

یہ حُسن میں سردارِ حسینانِ زمن ہے
مشتق تو ہے احسان سے تصغیرِ حسنؑ ہے

"ح" سے ہے اشارہ کہ یہ ہے حامیٔ اُمّت سمجھیں گے اِسی "سین" کو سینِ سعادت

"ی" اس کی بزرگی میں ہے یٰسین کی آیت ہے "نون" سے ظاہر کہ یہ ہے نورِ نبوت

ناجی ہے وہ اس نام کو لے گا جو دہن سے
یہ حُسن میں دس حصّے زیادہ ہے حسنؑ سے

دو نور کے دریاؤں کو ہم نے کیا اک جا تب اس سے ہوا گوہرِ نایاب یہ پیدا

توقیر میں بے مثل، شجاعت میں ہے یکتا اب اور نہ ہوگا کوئی اس حُسن کا لڑکا

ہم جانتے ہیں جو نہیں ظاہر ہے کسی پر
کام اس سے جو لینا ہے وہ ہے ختم اِسی پر

امام حسینؑ معصوم تھے اور معصوم کی صلب سے رحمِ معصومہ میں مستقر ہو کر آغوشِ عصمت میں تشریف لائے تھے۔ آغوشِ رسالتؐ آپ کا گہوارۂ تربیت بنا۔ اور سایۂ دامنِ عصمت میں آپ کی پرورش ہوئی۔ پیغمبرؐ اسلام نے آپ کی تعلیم و تربیت کا ہر طرح لحاظ رکھا اور آپ کو اپنے اوصاف و کمالات کا آئینہ بنا دیا۔ جرأت، شجاعت اور سخاوت آپ کو پیغمبرؐ اسلام سے وراثت میں ملی۔ طبرانی جناب فاطمہؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

اَمَّا حَسَنٌ فَلَهُ هَيْبَتِي وَسُؤْدَدِي وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهُ جُرْأَتِي وَجُودِي۔

"حسنؑ میری ہیبت اور سیادت کے اور حسینؑ میری جرأت و سخاوت کے وارث ہیں"۔ امام حسینؑ صرف حامل صفات رسولؐ ہی نہ تھے بلکہ صورت و شکل میں

بھی آنحضرت سے مشابہ تھے۔ ہانی ابن ہانی کا بیان ہے کہ "کَانَ الْحَسَنُ اَشْبَہَ رَسُوْلِ اللہِ مَابَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہَ بِرَسُوْلِ اللہِ مَاکَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِکَ۔ حسنؑ سر سے لے کر سینہ تک اور حسینؑ سینہ سے لے کر قدم تک رسولِ خدا سے مشابہ تھے"۔ سرکار ختمی مرتبت نے بحکم خدا امام حسینؑ کی ہر طرح دلداری کی۔ کبھی آپ کو اپنے سینے پر سلاتے، کبھی کاندھے پر بٹھاتے، کبھی آپ کے ساتھ گھٹنیوں چلتے، کبھی فرماتے "حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا والبغض اللہُ مَنْ اَلبغضَ حُسینَا حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اس کو خدا دوست رکھتا ہے اور جو حسینؑ کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے"۔ (ترمذی) کبھی کہتے "ھُمَا رَیحَانَۃ من الدُّنیا"۔ حسنؑ اور حسینؑ میری دنیا کی خوشبو ہیں"۔ (سُنن نسائی) کبھی فضیلت امام کا اس طرح اظہار فرماتے "اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔ کبھی فرماتے "مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اَحَبِّ اَھْلِ الْاَرْضِ لِاَھْلِ السَّمَاءِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الْحُسَیْنِ۔ جو شخص ایسے انسان کو دیکھنا چاہے جو آسمان والوں کو تمام زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو چاہیئے کہ حسینؑ کو دیکھے"۔ کبھی امامؑ کو خطاب کر کے فرماتے۔ "یَا بُنَیَّ لَحْمُكَ لَحْمِیْ وَدَمُكَ دَمِیْ۔ بیٹا تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے"۔ (بحار الانوار)، کبھی اس طرح مخاطب ہوتے "اَنْتَ سَیِّدٌ اِبْنُ سَیِّدٍ اَخُوْ سَیِّدٍ وَاَنْتَ اِمَامٌ اِبْنُ اِمَامٍ اَخُوْ اِمَامٍ وَاَنْتَ حُجَّۃٌ اِبْنُ حُجَّۃٍ اَخُوْ حُجَّۃٍ

وَاَنْتَ اَبُو حُجَجٍ تِسعَةٍ قَاسِمُھُمْ قَائِمُھُمْ ۔ اے حسینؑ تم خود سردار، سردار کے فرزند، سردار کے بھائی، خود امام، امام کے فرزند امام کے بھائی اور خود حجت خدا حجت خدا کے فرزند اور حجت خدا کے بھائی ہو اور تم نو حجت خدا کے باپ ہو جن میں کا نواں قائم آلِ محمدؐ ہوگا"۔

اگر کبھی امام حسینؑ حالتِ نماز میں آنحضرتؐ کی پشتِ مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدہ کو طول دے دیتے مگر امامؑ کو اپنی پشتِ مبارک سے نہ ہٹاتے اور اگر کبھی امامؑ روتے تو پیغمبرؐ کو سخت تکلیف پہنچتی۔ ایک روز آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر کی طرف سے گذرے نواسہ کے رونے کی آواز سُنی تو بے چین ہو گئے۔ گھر میں تشریف لائے اور بیٹی سے فرمایا۔ اَمَا تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَائَهٗ یُؤْذِیْنِیْ۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس بچہ کے رونے سے مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے؟۔ ایک روز رسولؐ کریم مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی جو امام حسینؑ کی آواز سے بہت مشابہ تھی۔ حضرت آواز سنتے ہی پریشان ہو گئے، وعظ کو موقوف فرمایا اور صحابہ سے دریافت حال کا حکم دیا۔ چند اصحاب گئے اور واپس آ کر عرض کیا "یارسول اللہ! یہ حسینؑ کی آواز نہیں بلکہ اس بچہ کی آواز ہے جس کو معلّم نے سبق یاد نہ کرنے پر سزا دی ہے"۔ آنحضرتؐ نے اس معلّم کو مع بچہ کے طلب کیا اور معلّم سے فرمایا "بھائی اس بچہ کو نہ مارا کرو! اس کی آواز میرے حسینؑ کی آواز سے بہت مشابہ ہے"۔ اس طرح امام حسینؑ نے اپنی عمر کے تقریباً چھ سال سایۂ نبوت میں گذارے۔ اسی طرح رسولؐ اللہ اور حضرت علیؑ کی سیرت اس طرح یک رنگ ہوئی کہ حضرت علیؑ کو قرآن میں نفسِ رسولؐ کہہ دیا گیا۔ جس خدا نے

حضرت محمد مصطفیٰؐ کو دینِ اسلام کا آخری پیغمبرؐ بنا کر بھیجا تھا اُسی نے چاہا کہ رسولؐ اللہ کے بعد مسلمانوں کے رہبر، امام اور خلیفہ اور اسلامی حاکم حضرت علیؑ ہوں، پھر ان کے بعد امام حسنؑ اور اُن کے بعد امام حسینؑ حاکمِ اُمت ہوں، اور امام حسینؑ کے بعد اُن کی اولاد کے ائمہ میں مسلمانوں کی ریاست باقی رکھی جائے۔ اللہ کی مرضی یہ تھی کہ دین اور دنیا دونوں کا نظام ایک ہی ساتھ ایسے بندوں کے حوالے کیا جائے جو مکمل طور پر اللہ کی مرضی پر چلتے ہوں اور اس طرح یہ نظامِ دیں پھیلتا پھولتا رہے، دوسری طرف دنیا کی مشکلات پر قابو پانے کی طاقت بھی اُن میں ہو، اس نظامِ زندگی اور اسلامی حکومت کی تفصیل میں اللہ نے قرآن میں آیات نازل کردی تھیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کے کچھ طبقے اسلام کے اقتدار کی ترقی دیکھ کر اس بات کے خواہش مند تھے کہ اسلامی حکومت ہمارے قبضے میں آجائے، مسلمانوں کے کچھ افراد عرب شہنشاہیت کا خواب دیکھ رہے تھے وہ اللہ کے حکم کو ماننے کو تیار نہیں تھے، اُن کی نظر روم کے قیصر اور ایران کے کسریٰ کی حکومتوں کا خاکہ ذہن میں تھا وہ اسی طرح کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے اسلامی تخت و تاج ہر قبیلے میں گھومتا پھرتا رہے اور باری باری سب کو حکومت کرنے کا موقع ملے وہ دین کو ڈھال بنا کر دنیا کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔

یہ وہ بنیادی اختلاف تھا جو مسلمانوں کے درمیان پیدا ہوچکا تھا۔ خفیہ سازشوں کا جال بچھتا رہا اور اندر ہی اندر ایک حکومت کا خاکہ تیار کرلیا گیا۔ اللہ جو سب کے دلوں کی بات جانتا ہے اس نے پیغمبرؐ سے غدیر میں یہ اعلان کروادیا کہ ''حاکم صرف علیؑ ہوں گے''۔ غدیر کا اعلان گویا ''خفیہ سازشوں''

کے خلاف اعلانِ جنگ تھا۔ وفاتِ رسولؐ سے پہلے ہی اِن سازشوں کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ''واقعہ قرطاس وقلم'' نے سازشوں کی نقاب کشائی کر دی۔

پیغمبرؐ کی وفات ہوئی، علیؑ پیغمبرؐ کے سفرِ آخرت کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ''خفیہ سازشوں'' کے ممبران نے اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنا کر ''سقیفہ'' کو مضبوط کر لیا اِسی کشمکش میں پیغمبرِ اسلام کے گھر پر حملہ ہوا اور پیغمبرؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ زخمی ہو کر شہید ہو گئیں۔ اُن کا فرزند حسنؑ اور حسینؑ کا چھوٹا بھائی محسنؑ بھی شہید ہو گیا۔

حضرت علیؑ نے پیغمبرؐ کی وصیت کے مطابق صبر کیا اور آپ نے اپنے حقوق کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی۔

مسلمانوں نے اپنا خود ساختہ نظام پچیس برس چلایا چونکہ اللہ اور رسولؐ اور آلِ محمدؐ کی نافرمانی پر یہ نظام قائم کیا گیا تھا اس لئے مکمل طور پر ناکامیاب ہو گیا اور عوام خود اپنے ہی حاکم کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے، اس لئے یہ ناکامیاب مسلمان آخر میں حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اپنی ناکامیابی کا اقرار کر لیا۔ لیکن ''خفیہ سازشوں'' کی چنگاریاں ابھی راکھ میں دبی ہوئی تھیں۔

جمل، صفین اور نہروان میں ان سازشوں نے پھر سر اُبھارا اور مسلمان اُمت خود ہی ذلیل و رسوا ہوئی اور اس احساسِ کمتری نے انھیں مجبور کر دیا کہ وہ سازشوں کے ذریعے حضرت علیؑ کو پھر امام حسنؑ کو شہید کر دیں۔

ناکامیاب مسلمانوں نے ضد میں آکر یزید جیسے ظالم و جابر فاسق و فاجر کو اپنا خلیفہ بنا لیا۔

ریاستِ اسلامی جو دین و دنیا دونوں کے لئے تھی اس کے محافظ اب

کائنات میں صرف حسینؑ ہی باقی رہ گئے تھے۔

یزید اس سیاست سے واقف تھا اور وہ امام حسینؑ کے عزم و ارادے کی طاقت سے بھی واقف تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسلامی اقتدار کے اصل حاکم حسینؑ ہیں۔

امام حسینؑ کی مقدّس ذات ہر قوم ہر ملک ہر صحیح تمدّن اور ہر مذہب و ملّت کے لئے مرکزیت کے قابل ہے۔

اسلام کے دشمن چودہ سو برس پہلے سازش کے تحت یہ بات سمجھ گئے تھے کہ اگر امام حسینؑ کی ذاتِ گرامی دنیا میں رہے گی تو دینِ اسلام مٹائے نہ مٹے گا۔ بیعت کا سوال اس لئے تھا کہ بنی اُمیّہ کے باطل نظریات کی تصدیق امام حسینؑ کر دیں تاکہ ہم مشرق سے مغرب تک فتح کر کے اپنا باطل نظریہ پوری دنیا میں پھیلا کر فاتحِ عالم بن جائیں۔

یہ لوگ حسینؑ ابنِ علیؑ کے مزاج کو نہ سمجھے تھے اُن کی شخصیت کی گہرائی سے ناواقف تھے، صلحِ حسنؑ کے معاہدے کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ امام حسینؑ نے بھی پچھلے معاہدے پر کوئی گفتگو نہیں کی اور اپنے پُر امن احتجاج سے پورے عرب و ایران کو لرزا دیا۔ یزید کی طاغوتی قوت حسینؑ کی لاہوتی طاقت کے سامنے مفلوج و بے جان ہوگئی۔

امام حسینؑ اپنے نانا رسولؐ خدا کے بعد خلافت اور حکومت کو اپنے گھر سے مخصوص سمجھتے تھے، زندگی بھر آئینی اور اصولی طریقے سے اپنے حقوق جتاتے رہے اور اُمّت کو یاد دلاتے رہے کہ حکومت کا حق میرے باپ، میرے بھائی اور میرے علاوہ کسی مسلمان کو نہیں ہے۔ اپنے بچپن میں ہی اگر کسی کو نانا کے

منبر پر بیٹھے دیکھا تو اُسے ڈانٹ دیا اُترو میرے باپ کے منبر سے یہ تمہارا منبر نہیں ہے۔

رسولؐ اللہ کی وفات کے وقت حسینؑ چھ برس کے تھے لیکن اپنے نانا کی حدیثیں سناتے تھے، محدثین اور اصحاب رسولؐ آپ کی بتائی روایت کرتے تھے۔ گویا آپ کے کمالِ عقلی کی دلیل دعوتِ ذوالعشیرہ میں علیؑ کے بیان سے دی جاسکتی ہے۔ یا قرآن سے حضرت عیسیٰؑ کا بچپن یاد دلایا جاسکتا ہے۔ رسولؐ اللہ کی حدیث اُمت کو یاد تھی یہ بچپن اور جوانی میں بھی امام ہیں۔

رسولؐ اللہ کے سامنے کا واقعہ ہے امام حسینؑ ابھی پانچ برس کے تھے کہ صحابیِ رسولؐ حذیفہ یمانی کو اپنی شہادت کی خبر دی اور فرمایا جو لشکر مجھے قتل کرے گا اُس کے افسر کا نام عمر سعد ہوگا۔

حذیفہ کو بڑا تعجب ہوا رسولؐ اللہ سے تصدیق چاہی، رسولؐ اللہ نے فرمایا حسینؑ کا علم میرا علم ہے اور میرا علم حسینؑ کا علم ہے۔ نبوت اور امامت کی اصل ایک ہے۔

رسولؐ اللہ نے حسینؑ کی جوانی کی فضیلت بیان کردی تھی، قرآن میں موسیٰؑ کے جوان یوشع کا نام آتا ہے گویا موسیٰ کے جوان یوشع تھے سورۂ کہف میں فتیٰ کا لفظ یوشع کے لئے ہے، جنگِ احد میں اللہ نے علیؑ کو جوان کہا لافتیٰ اِلّا علیؑ، علیؑ اللہ کے جوان ہیں، رسولؐ اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ کو جنّت کے جوانوں کا سردار کہا ہے۔ رسولؐ اللہ کے جوان حسینؑ ہیں۔ رسولؐ اللہ نے حسینؑ کو چادرِ کساء میں یہ کہہ کر داخل کیا تھا یا شافع اُمتی، اے میری اُمت کے بخشوانے والے تمہیں اجازت ہے چادر میں آجاؤ، آیۂ تطہیر کی فضیلت میں

حسینؑ بھی اپنے نانا کے ساتھ شامل ہیں۔

رسولؐ اللہ نے بچپن میں حسینؑ کو سینے پر سُلایا تھا، عید کے دن کاندھے پر بٹھایا تھا۔ جوانی میں جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے عبداللہ ابنِ عباس مفسّرِ قرآن گھوڑے کی رکاب تھام کر حسینؑ کو گھوڑے پر سوار کرتے تھے اور اس بات پر فخر کرتے تھے۔

امام حسینؑ نے اپنے بیٹے امام زین العابدینؑ سے فرمایا انبیاء مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مبروص ومجذوم کو اچھا کر سکتے تھے اور پانی پر چل سکتے تھے، جو کچھ اللہ نے انبیاء کو دیا اس سے زائد رسولؐ اللہ کو دیا اور جو رسولؐ کو دیا وہ امیرالمومنینؑ کو ملا اور وہ سب امام حسنؑ اور مجھے ملا اُن کے بعد ہر امام کو عطا ہوگا"۔ ترقی پسند زمانے میں میراث میں ملے علومِ الٰہی جھٹلائے نہیں جا سکتے۔

مسند احمدِ بن حنبل میں ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اندھیری رات میں چلتے تھے تو ایک روشنی چمکتی تھی جس کو دیکھ کر رسولؐ اللہ شکرِ خدا بجالاتے تھے۔

امام حسینؑ کا نور عرشِ الٰہی پر ابراہیمؑ خلیل اللہ کو دکھایا گیا، امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر امام کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جو اُس امام کا دستورالعمل ہوتا ہے جب سب کام ختم ہو لیتے ہیں تو امام کی وفات ہوتی ہے، امام حسینؑ کے پاس بھی وہ صحیفہ تھا جس پر کاربند ہوئے اور کوفے کو روانہ ہوئے اور پھر شہادت ہوگئی، امام حسینؑ کو پورا واقعۂ کربلا معلوم تھا۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب وانصار کو جنّت میں اُن کے مقامات دکھا دیئے تھے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب وانصار کو بتا دیا تھا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے اصحاب کو لوہے کی اذیت نہ ہوگی، اصحابِ حسینؑ تیر وتلوار اور نیزے شوقِ

شہادت میں ہنس ہنس کر کھا رہے تھے۔

امام حسینؑ کو اصولی فتح ہوئی، جس مقصد کے لئے حسینؑ نے جان قربان کی تھی وہ مقصد حاصل ہوگیا اور اپنی فتح کی شان و عظمت کی وجہ سے وہ فاتح اعظم ہیں، یزید اپنے مقصد میں ناکامیاب ہوگیا اس لئے اس کی فتح دائمی شکست میں ظاہر ہوگئی۔

حسینؑ کی شخصیت قلوب کے لئے مقناطیس ہے، اپنے سخت سے سخت دشمن کو بھی حسینؑ دوست بنا لیتے ہیں، مغربی دانشور گبن کہتا ہے کربلا کا ہیبت ناک اور پُرسوز واقعہ شہادتِ حسینؑ مُردہ دل اور سرد انسان کو بھی ہمدرد بنا لیتا ہے۔

امام حسینؑ اپنے عہد میں خانۂ کعبہ کے واحد متولی تھے، رسولؐ اللہ کی سلطنت کے واحد وارث تھے، عرب کے بادشاہ تھے، روضۂ رسولؐ کے مجاور بن کر اپنے عہد میں خانہ نشین ہوگئے اور یزید سے اپنے ہی تخت و تاج و حکومت کے لئے کوئی مطالبہ نہیں کیا، دنیا میں اس سے بڑھ کر قناعت اور استغنا کی مثال نہیں مل سکتی۔

امام حسینؑ مادی سیاست کے ذریعے مدینے میں اپنی حکومت کا اعلان کر سکتے تھے اور اہلِ مدینہ سے اپنی بیعت لے سکتے تھے، امام حسینؑ یزید سے بیعت طلب کر سکتے تھے اور یزید کو قتل کی دھمکی دے سکتے تھے۔ امام حسینؑ عرب سے باہر کے بادشاہوں کو خطوط لکھ کر اور اپنے ایلچی و سفیر بھیج کر انھیں اپنی مدد کے لئے بلاتے کہ یزید کا تخت اُلٹ دیا جائے اور عرب و شام پر قبضہ کرلیا جائے، امام حسینؑ حج کے موقعے پر مال جمع کر سکتے تھے اور سرمایہ و اسلحہ جمع کر کے حاجیوں کو بغاوت کے لئے آمادہ کر کے حجاز پر قابض ہو سکتے

تھے، بعد میں یہی کام عبداللہ ابنِ زبیر نے بھی تو کیا تھا، امام حسینؑ حضرت مسلمؑ کو کوفے کا گورنر بنا کر بھیج سکتے تھے اور اس طرح کوفے کے دارالامارہ پر قابض ہو سکتے تھے، امام حسینؑ کوفے والوں کو خط لکھ سکتے تھے کہ گورنرِ کوفہ کو قتل کر کے مال و دولت پر قبضہ کر لو میں آ کر حکومت سنبھال لوں گا۔ طرماح بن عدی نے امام حسینؑ سے کہا تھا بیس ہزار میرے قبیلے کے لوگ ہیں انھیں لے آؤں، امام نے منع کر دیا، آخر ایسا کیوں نہیں کر سکتے تھے، کر سکتے تھے، امام حسینؑ حرؑ کے ایک ہزار کے لشکر کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر ہندوستان کی طرف جا سکتے تھے اور وہاں سے نیا لشکر تیار کر کے عرب پر چڑھائی کر سکتے تھے، شام کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے تھے۔ پورا یمن علیؑ کے شیعوں سے چھلک رہا تھا حسینؑ یمن چلے جاتے اور لاکھوں کا لشکرِ جرار لے کر شام کی حکومت کا قلع قمع کر سکتے تھے۔ امام حسینؑ نے یہ سب کچھ آسان ہوتے ہوئے بھی دفاع کا راستہ اپنایا کیا دنیا ایسا انسان دوسرا پیش کر سکتی ہے۔

عرب حسینؑ کا اپنا ملک تھا، مکہ اُن کے نانا، دادا اور باپ کی جائے پیدائش تھی، مدینہ اُن کے نانا کا مدفن تھا، اُمت خود اُن کی اپنی اُمّت تھی حسینؑ نے سب کو چھوڑ کر عیش و عشرت کا راستہ نہیں اپنایا، مسلمانوں کے سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ حسینؑ مسلمانوں کے محسنِ اعظم ہیں۔

یزید حسینؑ سے خوف زدہ کیوں تھا؟ اتنا ڈرا ہوا کیوں تھا؟ اتنا سہما ہوا کیوں تھا؟ یہ یزید نے مدینے کے گورنر ولید کو کیوں لکھا تھا حسینؑ سے بیعت لے لو، ولید تھرّا رہا تھا، امام حسینؑ کی ہیبت سے لرز رہا تھا، کیوں؟ اس لیئے کہ یزید کو پتہ ہے کہ میں اُن کے نانا کے تختِ حکومت پر قابض ہوں میں غاصب ہوں

اور غاصبوں کے ذریعے تخت پر بیٹھا ہوں، حسینؑ تو نفسِ مطمئن تھے۔ حکومت اُن کی تھی راج پاٹ اُن کے باپ دادا کا تھا۔

راج اُن کا ہے تو یہ تو پتہ ہو کہ تخت پر کوئی بیٹھے راج کس کا ہوتا ہے تو تم نہ بتاؤ، ہسٹری میں نہ لکھو تخت پر کسی کو بٹھا دو پکارے گی دنیا راج حسینؑ کا راج ہے، حسینؑ تخت پر بیٹھیں یا نہ بیٹھیں کہاں سے لاؤں قیمتی جملہ حسینؑ سر پہ تاج لگائیں یا نہ لگائیں میں فرق بتانا چاہ رہا ہوں جتنے لوگ تخت پہ بیٹھے گنوا دوں کتنے لوگوں نے تاج لگوائے نام گنوا دوں لیکن کسی کے لئے یہ کہا گیا شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ، مر گئے، شاہ بھی مرے بادشاہ بھی مرے تخت بھی گئے سلطنتیں بھی گئیں، محل بھی گئے، واہ رے یہ بادشاہ جو ہر عزا خانے سے پکارا جا رہا ہے حسینؑ شاہ بھی ہیں حسینؑ بادشاہ بھی ہیں تخت کو ٹھکرا کر بادشاہ ہیں، تاج کو ٹھکرا کر شاہ ہیں، شاہ کے معنی ہی یہ ہیں جو ہر چیز کو ٹھکرا دے۔ اُسے شاہ کہتے ہیں ہر بادشاہ نہیں بن سکتا شاہ کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ وہ ٹھوکر ماریں تو پانی کا چشمہ اُبلنے لگے تو آدمی ہر کام تو نہیں کر سکتا یہ تو حسینؑ کے لئے ہی لفظ ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان کے تو اگر اجداد بھی ٹھوکر مار دیتے تھے تو چشمے اُبلنے لگتے تھے تو حسینؑ کے مقابل آپ دس شہزادوں کو لائیں خاندان تو ایک ہے۔

نبیؐ کا تو بس ایک خاندان ہے اور وہ خدیجہؑ کا خاندان ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خاندان نہیں تو جب کوئی خاندان ہی نہیں ہے تو یہاں آؤ جہاں خاندان ہے وہیں تو بیٹھے ہو خدیجہؑ کے فرش پہ ہی تو بیٹھے ہو شہزادہ کون ہے؟ شہزادے کے لئے دیکھنا پڑتا ہے ماں کیسی تھی، شہزادے کی دادی کیسی تھی؟ شہزادے کی

نانی کیسی تھی، شہزادے کا دادا کیسا تھا شہزادے کا پردادا کیسا تھا؟ ملا کے سیرت سے سیرت دیکھو کیا کوئی لکھ سکتا ہے حسینؑ اتنے بڑے سخی تھے لیکن دادا سخی نہیں تھے پردادا سخی نہیں تھے۔ تاریخ لکھنے والا لکھے گا اگر حسینؑ سخی تھے تو حسینؑ کا باپ بھی سخی تھا دادا بھی سخی تھا پردادا بھی سخی تھا۔ جہاں تک بڑھتے چلے جاؤ اگر تلاش کرنا چاہو تو ایک بخیل بھی دکھا دو سلسلے میں، میں کہاں سے لاؤں جملے، اگر کوئی لکھے گا حسینؑ کی سوانح حیات میں تو حسینؑ بڑے شجاع تھے ان کے باپ بھی شجاع تھے، ان کے دادا بھی شجاع تھے، ان کے پردادا بھی شجاع تھے۔ بس اسی طرح لکھا جائے گا، تم شہزادہ لفظ لکھو اور پھر لکھو اُس کا باپ کیسا تھا اُس کا دادا کیسا تھا، میں ایک طرف کا سنا چکا دوسری طرف کا کیا کروں سنا کے بس یہی کہوں گا کہ دادا کیسا تھا پردادا کیسا تھا؟ کہاں تھی سخاوت؟ کہاں تھی عبادت؟ کہاں تھی شجاعت؟ سخی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ سکھایا نہیں جاتا خون میں اثر ہوتا ہے علیؑ رکوع میں تھے سائل آیا انگوٹھی دے دی، اونٹوں کی قطار دے دی اُونٹوں کی قطار آ رہی تھی خیبر سے زرو جواہر لدے ہوئے تھے سائل نے پکارا روٹی مانگی تھی کہا دے دو ستّر اُونٹوں کی قطار دے دی۔ قنبرؓ سے کہا دے دو سائل کو اُونٹوں کی قطار دے دو، مسکین، یتیم اور اسیر روٹی مانگنے آ گیا تو سامنے کی روٹی اُٹھا کر کہا یتیم ہے دے دو تو بچوں نے بھی روٹی عطا کر دی خون کا اثر بھی لیا تھا اور گھر میں بھی دیکھا تھا سورۂ دہر کس بات کی گواہی دے رہا ہے مولانا مودودی صاحب نے کہا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ سائل ایک تھا روٹی علیؑ نے فاطمہؑ اور فضہ نے دے دی تو بچوں کو دینے کی کیا ضرورت تھی، تو کیا عام بچے تھے کہ بچے ایسا کرتے کہ باپ روٹی کھا نہیں رہا ماں روٹی نہیں کھا رہی بچے روٹی کھا

لیتے؟ بچوں نے یہ سیکھا ہی نہیں بچے تو وہ کرتے ہیں جو بڑے کرتے ہیں یہ بچوں کی نفسیات ہے یہ تو آپ کے گھر میں جملہ مشہور ہے کہ جو بڑا کرتا ہے بچہ وہ دیکھتا ہے وہی کرتا ہے یہی تو مشہور ہے جس طرح باپ کرے گا اُس کی نقل بچہ کرتا ہے بچوں نے دیکھا ماں اور باپ دونوں نے روٹی دے دی تو بچوں نے بھی دے دی یہی تو ہمیں بتانا تھا کہ سخی کا گھر ہے اگر دو روٹیاں بچا لیتے تو بچانے میں کیا ہرج تھا لیکن کہنے کو ہو جاتا کہ پانچ میں سے دو بچ گئیں اللہ تین قبول نہیں کرنا چاہتا تھا وہ چاہ رہا تھا کہ روٹیاں آئیں تو پانچ آئیں۔ پانچوں نے روٹیاں دے دیں تو دنیا سنے ہوئے تھی یہ قصے عرب والے بھول نہیں گئے تھے کیا یہ قصے صرف قرآن میں ہی تھے تو کیا حسینؑ کی سوانح حیات ایسی تھی کہ جانی پہچانی نہیں تھی کچھ کہنا چاہ رہا ہوں دیکھئے آپ کسی کی سوانح حیات خرید کر لائیں اور اُسے پڑھنا چاہیں تو آپ کی دلچسپی بڑھے گی اور ہر چیز کو آپ غور سے پڑھیں گے تو آپ سوچیں گے کہ بھئی اُس کی سوانح حیات ہم پڑھ رہے ہیں تو ہم نے اُس کا بچپنا بھی دیکھا اُس کی جوانی بھی دیکھی اُس کی سوانحِ حیات پڑھی حسینؑ کی جو سوانح حیات تھی چھپن برس کی وہ زندگی کہ جس سے پورا مدینہ واقف تھا پورا مکہ واقف تھا پورا حجاز واقف تھا پورا عرب واقف تھا سب کو زبانی یاد تھا کسی کی صفات کو یاد رکھنا آسان نہیں ہے اور یہ بات میں نے دنیا کے کسی انسان میں نہیں پائی کہ سائل مدینے میں آ جائے اور وہ بھیک مانگے کہ مجھے کچھ درہم و دینار چاہئے کوئی میری مدد کرے مانگتے مانگتے بازار سے اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا نمازی نماز پڑھ کر نکل رہے ہیں اور ہر ایک یہی جواب دے رہا ہے کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ مدینے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے جواب دیکھئے گا یہ نمازی مسجد سے نکل رہے ہیں اور مانگنے

والے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ اتنی رقم تجھ کو چاہئے تو مدینے میں ایک ہی تو ہے جو دے سکتا ہے، اس کا نام حسینؑ ہے، ہر آدمی یہ کہتا ہوا گزر رہا ہے کہ اتنی رقم ایک ہی آدمی دے سکتا ہے، اس کا نام حسینؑ ہے دیکھیں تو واقعہ بڑا عظیم ہے علامہ مجلسی نے ''بحارالانوار'' میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ جب سائل نے گھر کا رُخ کیا اور دروازے تک پہنچا تو مسجد سے گھر تک اُس نے حسینؑ کا قصیدہ کہہ دیا تھا کہ ابھی اس نے حسینؑ کو دیکھا نہیں تھا تو قصیدہ پڑھتا ہو چلا اور دروازے پر آ کے جب پکارا تو یہ کہہ کر پکارا ارے وہ آدمی کتنا بڑا سخی ہوگا کہ شہر میں ہر آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ حسینؑ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں ہے، کیا آپ کے شہر میں کوئی ایسا ہے جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس سے بڑا سخی کوئی نہیں ہے تو حسینؑ کی سوانح حیات کا ایک عظیم پہلو یہ ہے کہ پورا عرب یہ جانتا تھا کہ حسینؑ سے بڑا کوئی سخی نہیں ہے اور سخاوت ایک ایسی صفت ہے کہ جو محبت پیدا کر دیتی ہے حسینؑ سے محبت کے کئی رُخ تھے عرب والے جو حسینؑ سے محبت کرتے تھے اُس کے کئی رُخ تھے نبیؐ کے نواسے ہیں اس گھر کی آخری یادگار محبت کا ایک رُخ یہ تھا کہ علیؑ جیسے بہادر کے بیٹے ہیں محبت کا ایک رُخ یہ تھا کہ محمدؐ کی اکلوتی بیٹی کے بیٹے ہیں، حسینؑ سے محبت کا ایک رُخ یہ تھا کہ حسینؑ نے نہ جانے کتنے یتیموں کو پالا ہے، حسینؑ سے محبت کا رُخ ایک یہ تھا کہ ان کے در پر جو جاتا ہے وہ خالی ہاتھ نہیں آتا، حسینؑ سے محبت کا رُخ ایک یہ تھا کہ ان کو نبیؐ کے کاندھے پہ دیکھا ہے، حسینؑ سے محبت کا ایک رُخ یہ تھا کہ پوری مسجد نے حسینؑ کو نماز کے درمیان نانا کی پشت پر سجدے میں دیکھا ہے۔ کتنے رُخ تھے محبتوں کے تو کسی بھی رُخ سے اگر حسینؑ سے محبت ہو جائے تو کون سا مسلمان ہے جو یہ کہے کہ مجھے حسینؑ سے

محبت نہیں ہے آج تک تو کسی نے کہا نہیں ہر ایک یہ کہتا ہے نبیؐ کے نواسوں سے ہم کو بھی محبت ہے لیکن ہم یہ کہا کرتے ہیں محبت بڑی چیز ہے محبت کرو محبت یہ لوگ کروا لیتے ہیں یہ ہیں ہی ایسی ہستیاں جن سے صرف محبت کی جا سکتی ہے۔ یہاں نفرت آ نہیں سکتی، اس لئے کہ نفرت نجاست ہے اور اللہ کہہ چکا نجاست یہاں آ نہیں سکتی یہاں تو پاکیزہ محبت آتی ہے لیکن ہم یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر محبت آ گئی ہے تو اپنے عرفان کو بڑھاؤ، اب معرفت کو بڑھاؤ اور معرفت کے لئے ضروری یہ ہے کہ کثرت سے ذکرِ حسینؑ سنا جائے بڑے گھرانے میں پیدا ہوئے آج کی تقریر صرف اجداد اور صفات پر ہے اور تسلسل کے ساتھ ہم سناتے جائیں گے، جب تک خاندان کا تعارف نہ ہو جائے ممدوح سمجھ میں نہیں آتا بھئی ایک دن بات چیت ہو رہی تھی نانا اور نواسے میں نانا نے کہا حسینؑ ہم سے مفاخرہ کرو گے؟ ایک ہوتا ہے مذاکرہ، ایک ہوتا ہے مجادلہ، ایک ہوتا ہے مشاعرہ، ایک ہوتا ہے مباہلہ، ایک ہوتا ہے مفاخرہ، اس میں دو آدمی آمنے سامنے بیٹھ جاتے ہیں ایک آدمی کہتا ہے ہمیں اس پر فخر ہے دوسرا آدمی کہتا ہے ہمیں اس پر فخر ہے یہ لڑائی نہیں ہوتی بلکہ یہ بتایا جاتا ہے کس کس بات پر تمہیں فخر ہے کس کس بات پر ہمیں فخر ہے تو نانا نے نواسے سے کہا میرے سامنے بیٹھ جاؤ، ہمارا تمہارا مفاخرہ ہو جائے اب میں کیسے سمجھاؤں اس سے بڑا واقعہ نہیں ہے سمجھانے کے لئے تو حسینؑ میرا تمہارا مفاخرہ ہو جائے کہا آیئے نانا ہو جائے پہل آپ بیان کیجئے، کہا حسینؑ میرا باپ عبداللہؑ تھا کہا آپ کا باپ عبداللہؑ لیکن میرے باپ علیؑ جیسے ہی، رسولؐ اللہ نے کہا حسینؑ میرا نانا وہب، حسینؑ نے کہا آپ کے نانا وہب سر آنکھوں پر لیکن میرے نانا کائنات کے عظیم ترین نبی ہیں محمدؐ مصطفی، آپ

کے نانا میرے نانا کے برابر نہیں جیسا میرا نانا ہے ویسا آپ کا نانا نہیں، رسول اللہ نے کہا میری ماں آمنہؑ، کہا سر آنکھوں پر کہ آپ کی ماں آمنہؑ لیکن میری ماں سیدۃ النساء العالمینؑ ہیں میری ماں سے افضل آپ کی ماں نہیں، مفاخرہ ہوتا گیا نانا نانی دادا دادی، سب کچھ بتاتے چلے گئے کہا میرے دادا یہ کہا میرے دادا یہ تو بے اختیار مسکرا کر کہا حسینؑ اجداد میں ننھیال میں ددھیال میں تم مجھ سے افضل ہو۔ اس لئے کہ میں تمہارا نانا ہوں اور دادا تمہارا ابو طالبؑ، اب سمجھئے کہ حسینؑ کیا ہیں؟ تو حسینؑ کے سامنے کوئی رُک سکتا ہے کہ میں شہزادہ ہوں نبیؐ جسے یہ کہے کہ یہ بچہ اس لئے افضل ہے اس لئے کاندھے پہ آ رہا ہے کہ خاندان اس کا افضل ہے جب نبیؐ یہ کہہ دے سامنے کی بات ہے حسینؑ کے مقابل کون کھڑے ہو کر یہ فخر کر سکتا ہے کہ میں بڑے خاندان کا ہوں۔ حسینؑ سے بڑا شاندار خاندان بنی آدم میں تو کسی کا نہیں تو جب بنی آدم میں نہیں ہے تو فرشتوں میں کیا ہوگا، جنات میں کس کا ہوگا، روئے زمین پر سب سے بلند خاندان حسینؑ کا ہے اور اس خاندان کے مقابلے میں جس خاندان میں محمد مصطفی افضل الانبیاء سردارِ انبیاء ہوں کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہمارے خاندان میں نبیؐ ہیں، سوا حسینؑ کے کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے دنیا کا افضل ترین انسان محمدؐ ہمارے خاندان میں ہے اس سے بڑا خاندان کس کا ہو سکتا ہے جو فخرِ نبیؐ ہو، اگر نبیؐ یہ کہیں کہ میرے دادا کون عبدالمطلبؑ میرے پردادا کون ہاشم تو حسینؑ بھی کہتے چلے جائیں گے، ایک ہی تو شجرہ ہے ایک ہی تو خاندان ہے تو صفات پشت در پشت ہوتے ہوئے شجاعت ہو، سخاوت ہو، عبادت ہو، علم ہو لیکن صفات آتی ہیں، خاندان میں ایک دوسرے سے ہوتی ہوئی ضرور آتی ہیں لیکن اس میں کمال کیا ہوتا ہے کمال یہ ہوتا ہے کہ جتنا باپ

میں تھا کیا اتنا ہی پایا، نہیں فخر اس پہ کیا جاتا ہے اس نے اضافہ کیا کیا، آدمؑ سے لے کر اور ہاشمؑ تک اور ہاشمؑ سے عبدالمطلبؑ تک، عبدالمطلبؑ سے نبی تک جتنی صفات تھیں حسینؑ نے سب میں ہزار چاند نہیں ہر صفت میں ہزار چاند لگا دیئے، ہوگئی تقریر ہزار چاند لگا دیئے ہزار چمکتے ہوئے چاند دکھائی نہیں دیئے کہ شجاعت میں ہزار چاند لگے ہیں سخاوت میں حسینؑ نے چار چاند لگائے ہیں علم میں ہزار چاند لگائے ہیں عبادت میں ہزار چاند لگائے ہیں۔ اس لئے مدینہ چھوڑا تھا کہ اپنے چاندوں کو دکھا دیں، بس اور میں کیا کہوں جیسے جیسے صدیاں چڑھتی جاتی ہیں چاند اور چمکتے جاتے ہیں چاند اور لگتے جاتے ہیں دیکھو بہتر چاند لے کر نکلے ہیں اس میں اٹھارہ کا تو جواب ہی نہیں ہے یوں ہی نہیں نکل کے ولید کے دربار میں چلے گئے تھے۔ حسینؑ کے ہر کام میں ایک راز ہے، یہ کہہ کے نکلے تھے کہ اہل مدینہ آج ہمارے چاندوں کو جی بھر کے دیکھ لو، پھر دیکھ نہ سکو گے اگر زیارت کرنا ہے تو نبیؐ کی زیارت بھی کرلو علیؑ کی زیارت کرلو، خط پھینک کر قاصد چلا گیا دربار میں بلایا گیا ہے، شام تھی نماز پڑھ کر گھر میں آ گئے آتے تو کمر کا پڑکا کھول دیتے قبا اُتار دیتے، بہن آگے بڑھتی قبا کو لے لیتی، فضہ کو دے دیتی اور فضہ لے جا کر حجرے میں قبا رکھ دیتی، عمامہ رکھ دیتی لیکن آج تو انداز بدلا ہوا تھا آج حجرے میں حسینؑ نہیں جاتے بلکہ صحن میں ٹہل رہے ہیں اور بہن کو نیند نہ آتی جب تک بھائی سو نہ جاتا بہن کیسے اپنے حجرے میں جائے بے قرار ہوتے ہوئے بھائی کو دیکھ رہی ہیں۔ جب سے مسجد سے آئے ہیں بے قرار ہیں، لیکن پوچھ نہیں رہی بھیا کیا بات ہے کچھ دیر گزری تھی کہ ایک بار رُک کر کہا زینبؑ فضہ سے کہو میرا لباس لا دے جب یہ کہہ دیا جائے کہ لباس لاؤ تو ایک خصوصی لباس ہوتا تھا وہ نانا کا

لباس ہوتا تھا جب کسی خاص مقام پر حسینؑ کو جانا ہوتا تھا بہن سمجھ گئی لیکن خاموش رہی لباس آیا بہن دیکھ رہی ہے بھائی نے قبا پہنی عبا اوڑھی سر پہ عمامہ رکھا کمر کو کس لیا تیار ہو گئے جانے کا ارادہ تھا اب بہن کیا کرے بس ایک بار آواز دی عونؑ و محمدؑ اپنے حجروں سے باہر آؤ ماں کی پہلی آواز پر بچے دوڑتے ہوئے آئے ہاں مادرِ گرامی کیا حکم ہے کہا کچھ تمہیں خبر ہے ماموں کہیں جا رہے ہیں جانے کہاں کا ارادہ ہے؟ پیچھے پیچھے ادب سے چلے جانا لیکن یہ نہ پوچھنا کہاں جا رہے ہیں لیکن بچوں ماں صرف یہ کہتی ہے کہ جہاں بھی جائیں یہ خیال رکھنا، یہ خیال رکھنا اگر حسینؑ کی طرف کسی کی آنکھ اُٹھ جائے تو چہرے پر آنکھ نہ رہے، اگر ہاتھ اُٹھ جائے تو جسم پر ہاتھ نہ رہیں بچوں نے سر جھکا دیا کہا اماں ایسا ہی ہوگا۔ آواز زینبؑ کی ایک بار بلند ہوئی تو حجرے سے اُمِ لیلیٰؑ باہر آئیں اور ایک بار آواز دی بیٹا علیؑ اکبر ذرا حجرے سے باہر تو آؤ باپ کہیں جا رہا ہے بس یہ آواز بلند ہوئی، اُمِ فروہؑ نے آواز دی بیٹا قاسمؑ باہر آؤ، چچا کہیں جا رہا ہے، آواز بلند ہوئی، لبابہ نے آواز دی میرے والی میرے وارث ذرا باہر آیئے، آقا کہیں جا رہے ہیں عباسؑ تلوار سنبھالے ہوئے صحنِ خانہ، میں آئے، صحنِ خانہ بھر گیا آج پہلی محرم ہے دل بھرا ہوا ہے چاند کل آپ دیکھ چکے ہیں اور میں تسلسل کے ساتھ مصائب پڑھتا ہوں۔ صحنِ خانہ بھر گیا فاطمہؑ کے چاند ستاروں سے اب جو سواری چلی تو محلہ بنی ہاشم میں حسینؑ کہیں جا رہے ہیں تنہا نہیں جا رہے آگے آگے عباسؑ ہیں ساتھ میں علی اکبرؑ ہم شکلِ نبیؐ ہیں، قاسمؑ یادگارِ حسنؑ ہیں عبداللہ ابن جعفرؑ کے بیٹے عونؑ و محمدؑ ہیں، مسلمؑ کے بچے سارے بنی ہاشم ساتھ ہو گئے اب جو یہ آفتاب ستاروں کو لے کر چلا تو مدینے کے بازاروں میں شور ہو گیا کہ سواری حسینؑ کی جا رہی

ہے، آسمان و زمین میں شور ہو گیا، اہلِ مدینہ دل بھر کے دیکھو اب یہ واپس نہیں آئیں گے اور یہی ہوا، اٹھائیس رجب کو سواری چلی تو صغریٰؑ نے اتنا کہا بھیا مجھے لینے آؤ گے کہا وعدہ کرتا ہوں صغریٰؑ کہ لینے آؤں گا لیکن جب عاشور کا دن آیا سید سجادؑ کے قریب آئے کہا صغریٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ جب واپس قید خانہ شام سے جانا تو کہنا علیؑ اکبر بابا پہ قربان ہو گئے ورنہ صغریٰؑ ہم تمہیں لینے ضرور آتے۔

بارِ الٰہ اس عظیم عبادت کو قبول فرما، یہ ماتم دار، یہ عزا دار، درِ حسینؑ کھلا ہے ہر ایک اپنا دامن پھیلائے بیٹھا ہے واسطہ اس حسینؑ ابنِ علیؑ کا سب کی توفیقات میں اضافہ فرما تمام مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر ملک میں امن و امان قائم کر بحق محمدؐ و آل محمدؐ پروردگار جتنے بیمار ہیں سب شفا پائیں جو حج و زیارت سے مشرف ہونا چاہتے ہیں اُنہیں حج و زیارات سے مشرف فرما۔ (آمین)

❁❁❁

دوسری مجلس

حسینؑ کا ذکر عالمِ نور میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

امام بارگاہ آلِ عباؑ میں چوتھی تقریر اور عشرہ محرم کے لحاظ سے دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ ''زندگانیٔ حسینؑ'' یہاں کی مجالس کا موضوع ہے موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر گفتگو جتنی بھی ہو گی تشنگی پھر بھی محسوس ہو گی۔ جس کی سوانح حیات چودہ سو برس سے بیان کی جا رہی ہو اور اب بھی کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم نے اس عظیم انسان کی زندگی کے ہر گوشے کو پیش کر دیا جس کی حیات خلقتِ آدمؑ سے بھی پہلے سے ہے تو اس کی زندگی کے نقطۂ آغاز کو ہم کہاں سے شروع کریں اور جس کی زندگی سجدۂ آخر کے ساتھ ہوئی اُسے قیامت تک جانا ہے اور شاید یہ جملہ حسینؑ کے چاہنے والوں کے لئے بہت قیمتی ہو کہ میدانِ حشر بھی حسینؑ کا ہے تو پھر یہ جملہ اور قیمتی ہے۔ کہ اللہ کہتا ہے کہ پھر وہ جو زندگی قیامت کے بعد شروع ہو گی وہ کبھی ختم نہیں ہو گی تو یوں سوچیں کہ حسینؑ کی زندگی کو کہاں تک جانا ہے۔ روزِ حساب کے بعد جنّت اور دوزخ کا فیصلہ ہے اور جنّت کے مالک حسینؑ ہیں جنت میں کیا

ہوگا؟ تفصیلات تھوڑی بہت قرآن اور حدیثوں میں مل جاتی ہیں لیکن یہ تفصیل ضرور ملتی ہے کہ روزِ جزا کے بعد حسینؑ کی زندگی کس طرح کی ہوگی اور حسینؑ کے چاہنے والوں کی زندگی کا کیا عالم ہوگا، بڑے بڑے رہنماؤں ولیوں رِشیوں کی قوم یہیں رہ گئی وہ چلے گئے مر گئے یہ دنیا کا واحد رہنما ہے جو قوم کو ساتھ لے کر اب تک چل رہا ہے۔ امام ہو تو ایسا وہ بھی زندہ اور ان کی قوم بھی زندہ اور یہ ایک ایسا وعدہ ہے کہ جو وعدہ علم الٰہی میں ہوا۔ علمِ الٰہی کا پیمانہ نہیں ہے یہ جو بھی دنیا میں علم ہے اس کا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا جو ایجوکیشن (education) سے تعلق رکھتے ہیں اور خصوصی طور پہ ہمارے سامنے موجود ہیں ماہرین ایجوکیشن پاکستان کی نامور ہستی ڈاکٹر صاحب موجود ہیں اور آلِ عبا کے سرپرست بھی تو جو ایجوکیشن کے اُصولوں سے واقف ہیں وہ آپ کو یہ بتائیں گے کہ دنیا کی ہر چیز ناپی جا سکتی ہے لیکن علم کو ناپا نہیں جا سکتا میرے جملے کو آپ محفوظ رکھیں گے یعنی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں آدمی عالم ہے تو اُس کا علم اتنا ہے۔ چھ انچ بارہ انچ دس انچ ایک گلاس بھر کے یا عرض میں ہے یا طول میں ہے علم نہ عرض میں ہوتا ہے نہ طول میں علم کا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا بس یہ بتاتے ہیں کہ جب بچے کو علم سکھاتے ہیں تو زینہ بہ زینہ ہوتا ہے اس میں یہ طے نہیں ہے کہ زینے کہاں ختم ہو رہے ہیں۔ دنیاوی علم میں بھی یہ نہیں پتہ ہوتا کہ یہ زینے کہاں ختم ہوں گے۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے علم حاصل کرتا رہتا ہے کوئی تھاہ نہیں ہے کوئی پیمانہ نہیں ہے، جب دنیا کے علم کو نہیں ناپا جا سکتا تو معبود کے علم کو کہاں ناپا جا سکتا ہے، علمِ الٰہی کب سے ہے، بہت اہم جملہ ہے علمِ الٰہی جب سے ہے، جب حسینؑ علمِ الٰہی میں تھے تو میں حسینؑ کی حیات

کو مختصر کیسے کر دوں میں کہاں سے شروع کر دوں کہ یہاں سے سن ہے اور یہاں سے حسینؑ کی زندگی کا آغاز ہو گیا جب سے معبود ہے تب سے اس کا علم ہے اور جب سے اُس کا علم ہے تب سے اُس کا ارادہ ہے نہ ارادے کا تعین ہے نہ علم کا تعین ہے اور جب سے اُس کا ارادہ ہے اُس وقت سے اُس نے ارادہ کیا تھا کہ حسینؑ کو کیا بنانا ہے یعنی علم الٰہی میں یہ تھا کہ ایک حسینؑ بھی ہے، طے تھا اُس نے طے کیا تھا تو جب اُس نے طے کیا تھا اور ارادہ کیا تھا جب اپنے علم کو اُس نے نور کی شکل میں مجسّم کیا تو اُس نور میں بھی حسینؑ تھے اور جب اُس نور میں حسینؑ تھے تو اُس نے پھر اپنے محبوب نبیؐ کی پیشانی کے پسینے سے انبیاء بنائے اس نور کے سات رنگوں سے چاند سورج جنت دوزخ زمین آسمان فرشتے حوریں بنائیں گویا کائنات سجی تو جب کائنات سج رہی تھی تو حسینؑ دیکھ رہے تھے یعنی کائنات کو سجانے کے ایک حصے دار حسینؑ بھی ہیں تو حسینؑ کائنات کے چپے چپے سے واقف ہیں حسینؑ کی نظر ہر جگہ ہے تو ایسے میں عالم ذر میں جسے حدیث نور کہتے ہیں قرآن میں جیسے آیۂ الست کہتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا اُس وقت کیا ہوا عالمِ نور میں، عالم ذر سے پہلے، خلقتِ آدمؑ سے پہلے ابھی خلقتِ آدمؑ کی بات نہیں ہے جب اُس نے ارادہ کیا کہ ہم آدمؑ کے پتلے کو بنائیں اور جب آدمؑ کے پتلے کو اُس نے بنایا تو پچیس ہزار برس تک آدمؑ کا پتلا پڑا رہا مٹی جو تھی خشک ہو کر کھنکھناتی رہی یعنی یہ موقع دیا گیا تھا فرشتوں کو کہ سوچ لو ہم نے جو ارادہ کیا ہے ہمارے ارادے میں کوئی اڑنگا نہ لگا دینا اس لئے کہ اعلانِ خلافت ہونے والا ہے جب مسئلہ خلافت ہوتا ہے تو پہلے سوچنے کا موقع دیا جاتا ہے ہر چیز کے

Presented by: https://jafrilibrary.com

دعوے دارمت بن جانا ہمارے ارادے میں اپنے ارادے کو شامل کر کے شرک نہ کرنا ہم نے ارادہ کیا ہے کہ غدیر میں کہا جائے "مولا" علیؑ کو تو اگر تم نے اپنی رائے کو ہمارے ارادے میں شامل کیا تو تم نے شرک کیا ہے، جو شرک کرتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے وہ کسی کو کافر کیا کہے گا ارادہ ہمارا ہے تم اپنے ارادے کو ہمارے ارادے کے سامنے رکھو گے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ حسینؑ کو زندہ رکھنا ہے جب ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ حسینؑ کو زندہ رکھنا ہے تو اگر تم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ حسینؑ کو مارنا ہے تو تم نے شرک کیا ہمارے ارادے میں اپنے ارادے کو شامل کیا۔ دیکھئے حسینؑ کو مردہ کہہ دینا شرک ہے اس لئے کہ پوری دنیا کہہ رہی ہے زندہ جاوید کا ماتم نہ کرو پورے اسلام کے فرقے اب تک حسینؑ کو مردہ نہ کہہ سکے ہماری ضد میں سبھی معلوم ہے شرک ہو جائے گا اگر حسینؑ کو مردہ کہہ دیا تو شرک ہو جائے گا تو یوں ہم کو کہا کہ زندہ جاوید کا ماتم نہیں ہوتا اس بات سے چلو ہم لوگ خوش ہو گئے کہ چلو امام کو زندہ تو کہا۔

میرے بھائی میرے دوست میرے احباب مجھے معاف فرمائیں اور اس بارے میں سوچ لیں اس لئے مشکل ہے حسینؑ پہ عشرہ پڑھنا کہ بچپن سے آپ نے فضائل کے بعد دس منٹ مصائب حسینؑ کے سنے ہوں گے اور جب تصور آتا ہے تو یہی حسینؑ پہ فضائل کیسے پڑھے جائیں گے لیکن میں نے عہد کیا ہے جیسے میں علیؑ کے فضائل پڑھتا رہا ہوں اسی طرح میں یہاں دس دن حسینؑ کے فضائل پڑھوں گا، یوں سمجھ لیجئے دس دن حسینؑ علیؑ نظر آئیں گے ارادۂ الٰہی میں علمِ الٰہی میں عالمِ ذر میں جب خلقت ہوئی سب سے پہلے اللہ نے روحوں کو خلق کیا روحوں کو پیدا کیا عالمِ ذر اس لیے کہتے ہیں عالمِ نور یعنی

نور کے درجات کی شکل میں روحوں کو پیدا کیا گیا اور جن جن رُوحوں کو صُلبِ آدمؑ میں صُلبِ انبیاءؑ میں صلبِ انسانی میں ہونا تھا ان ساری روحوں کو ذرّات کی شکل میں قیامت تک کی تمام روحوں کو انسان کی اس نے آواز دی عالم ذر میں دربار الٰہی میں حاضر ہوں کچھ بات کرنا ہے ارادۂ الٰہی علمِ الٰہی ظہور میں آئے گا اُسے کہتے ہیں عالمِ ذر، اُسے کہتے ہیں عقلِ الست۔ قرآن میں اللہ نے کہا یاد کرو ہم نے تم سے وعدہ لیا تھا وہ وعدہ بتانا چاہ رہا ہوں قرآن میں جو وعدے کی بات ہوئی ہے وہ وعدہ کیا تھا وہ وعدہ عالم ذر میں ہر انسان نے اللہ سے کیا تھا وہ وعدہ یہ تھا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف:۱۷۲) کہ جب عالم ذر میں ساری روحیں آ گئیں تو پروردگارِ عالم نے پہلی بار اپنے وہ انوار جنہیں خلق کیا تھا اُس نے جن سے وہ محبت کرتا تھا ان کو ظہور میں لایا اور جب ظہور میں آئمہؑ آئے مع نبیؐ کے سارے انوار سامنے آئے۔ تو تمام روحوں کو پکار کر اُس نے کہا پہچان لو یہ محمدؐ ہیں یہ علیؑ ہیں، یہ حسنؑ ہیں، یہ حسینؑ ہیں، یہ فاطمہؑ ہیں پھر یہ امام پھر یہ امام اور ایک ایک عہد کے انسان کو اُس نے آواز دی تمہارے عہد میں یہ آئے گا، تمہارے عہد میں یہ آئے گا، وعدہ کرو کہ دنیا میں جب ہم تمہیں جسم انسانی میں بھیجیں گے تو تم انہیں پہچان کر ان کی اطاعت کرو گے اور یاد رکھنا کہ جو کچھ کہیں گے سمجھنا وہ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے نائب ہوں گے روئے زمین پر بھول نہ جانا، تو تمام روحوں نے کہا قالو بلیٰ ہم ایمان لائے۔ پروردگار ہم نے انہیں پہچان لیا،

ہم جب دنیا میں جائیں گے جسمِ انسانی میں ہم انہیں اپنا رہبر اپنا رہنما مانیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے تو جہ ہے نا آپ کی وعدہ ہو رہا ہے قرآن میں عہدِ الست کی آیت موجود ہے مولانا تشریف فرما ہیں تفصیل سننا چاہیں تو آپ ان سے حوالہ لے لیجئے گا، یہ بتا دیں گے کہ آیت کہاں ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے سب نے پکار کر کہا پہچان لیا تو اب آپ یہ قسم کھا کر بتایئے جب عہد حسینؑ کے انسانوں نے یہ آواز دی تھی کہ ہم نے اپنے امام کو پہچان لیا تو ان تمام روحوں میں یزید کی روح تھی یا نہیں، شمر کی روح تھی یا نہیں، ابنِ سعد کی روح تھی یا نہیں، حرملہ کی روح تھی یا نہیں، ابنِ زیاد کی روح تھی یا نہیں سب نے پکارا کہ پہچان لیا تو وہ جو ارادے کا مالک ہے علم کا مالک ہے وہ یہ دیکھ رہا تھا سب نے بلیٰ کہا ہے لیکن وہ سب کے چہرے بھی پہچان رہا تھا وہ قاتلوں کے چہرے بھی پہچان رہا تھا قیامت تک کے حسینؑ کے قاتلوں کو پہچان رہا تھا تو چونکہ ارادہ اُس کا تھا تو اُس کے ارادے میں یہ بھی تھا یہ نہیں مانے گا، حسینؑ کو کہہ تو رہا ہے مگر قتل یہ کرے گا، کربلا میں جمع یہ ہوں گے، یہ حسینؑ کے قاتل بنیں گے تو جب یہ کہہ رہے تھے کہ ہم حسینؑ پر ایمان لائے تو اُس وقت اللہ کے ارادے میں کیا تھا یہ بتایئے بھئی یہاں تک تو آپ کو لانا تھا اللہ کے ارادے میں کیا تھا اُس کے ارادے میں کربلا تھی تو کربلا نئی نہیں ہے تاریخِ کربلا ۶۱ ہجری سے نہیں شروع ہو رہی ہے ارادۂ الٰہی، علمِ الٰہی میں کربلا ہے، عالمِ الست ہے وہ یزید کو دیکھ رہا ہے، اس سے قیمتی جملہ ابھی میں کہوں گا آپ بہت حیران ہو جائیں گے اس جملے کو سن کر وہ دیکھ رہا ہے اگر اب آپ عالمِ ذر میں پہنچ سکتے ہیں تو پہنچئے اور پہنچ کر پروردگار سے کہئے تو نے

پہچان لیا تھا یزید یہ ہے ابنِ زیاد یہ ہے ابنِ سعد یہ ہے تو ان کو پیدا ہی غلط کیا، کیا تیرے علم میں نہیں ہے کہ یہ کیا کرنے والے ہیں ان کو نہ پیدا کر، ان کی روحوں کو مار دے تو کیا جواب دے گا پروردگار میں عادل ہوں، عادل کی تعریف آپ کو معلوم ہے عادل کے معنی یہ نہیں کہ اس کرسی کے اوپر بیٹھ جاؤ اور یہ فیصلہ کر دیا کرو کہ میں جج ہوں یہ مجرم ہے اس کو سزا ہوگئی پچیس (۲۵) سال کی، سزا دیکر اس کو جیل میں ڈال دو اس کو پھانسی دے دو یہ عدالت نہیں ہے عدالت کی ایک تعریف ہے، آنے لگے بیعت کرنے والے اور ٹوٹ ٹوٹ کر علیؑ کی بیعت کرنے لگے انہی بیعت کرنے والوں میں علیؑ کا قاتل مجمعے میں موجود تھا، بیعت کر کے جا رہا تھا علیؑ کہہ رہے تھے یہ ہے میرا قاتل، ایک بار اصحاب نے کہا یا علیؑ اسے قتل کر دیں، تو تلواریں نکل آئیں، کہا ٹھہرو جرم سے پہلے مجرم کو سزا نہیں دی جاتی، میرا جملہ سنئے گا، ابھی تو اس نے جرم نہیں کیا، کس بات کی سزا دے دیں، کیسے مار دیں، میرا جملہ سنئے گا، اللہ کا مزاجِ عدل اور علیؑ کا مزاجِ عدل دونوں برابر ہیں، مزاجِ الٰہی پہ چلنے والوں کا مقابلہ دنیا کے مادی انسانوں کے مزاجوں سے کیسے کیا جائے گا علیؑ وہ عادل ہیں جو اپنے قاتل کو پہچانتے ہیں اور جرم سے پہلے سزا نہیں دیتے، اس لئے کہ یہ عدلِ الٰہی ہے تو اگر یہ عدلِ الٰہی ہے ہاں یزید بھی پیدا ہو اور ابنِ سعد بھی پیدا ہو، ابنِ زیاد بھی پیدا ہو ہاں معلوم ہے کہ ابراہیمؑ سے ٹکرائے گا نمرود پیدا ہو ہمیں معلوم ہے فرعون موسیٰؑ سے ٹکرائے گا پیدا ہو ہمیں معلوم ہے ابوجہل ابوسفیان ابولہب ہمارے نبیؐ سے ٹکرائیں گے پیدا ہوں، ارادۂ الٰہی ہے ارادہ ہمارا ہے علم ہمارا ہے جبھی تو کہا تھا فرشتوں نے کیا کہا تھا کچھ کہا تھا اللہ سے کس

کو بنا رہا ہے جو خوں ریزی کرے گا کیا کہا تھا اللہ نے جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے یہ جملہ یہاں لا کر رکھ دیجئے جہاں پہ میں تقریر کر رہا ہوں اگر یہاں کوئی اعتراض کرے یہ کیوں پیدا ہوے؟ تو یہی جواب آئے گا جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے جو علمِ الٰہی میں ہے وہ آپ کیسے جانیں گے، وہ دنیا کا بندہ کیسے جانے گا علمِ الٰہی میں کیا ہے پیدا ہوں گے تو جب پیدا ہوں گے تو ارادے میں کچھ ہوگا تو کیا ارادہ ہے ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم ان سب کو پیدا کریں گے تو پروردگار یہ تو قتل کر دیں گے حسینؑ کو، تو کہا ہم نے بھی تو کوئی ارادہ کیا ہے یہ قتل کر دیں گے میرا یہ جملہ یاد رکھئے گا کہ حسینؑ سے پہلے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مرنے کے بعد کیسے جیا جاتا ہے تو اُس وقت پروردگار نے ایک ارادہ کیا موت بھی ہم ہی دیتے ہیں، زندگی بھی ہم ہی دیتے ہیں اور ہم انوکھے کام دکھاتے ہیں، وہ انوکھے کام دکھاتا ہے تصورِ انسانی میں یہی تو تھا جب تک باپ نہ ہو بیٹا پیدا نہیں ہوتا، بھئی ہمارے ذہن کے ساتھ چلئے یعنی آپ نے کچھ فارمولے (formula) یعنی کلیہ یا قاعدے بنائے ہوئے ہیں یعنی فطرت کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو آپ کہیں گے جناب ایسا ہو ہی نہیں سکتا فلاں کام یوں ہوتا ہے اب ایسا نہیں ہوسکتا اس لئے بہت سے لوگ معجزات پر ایمان نہیں لاتے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے سورج پلٹ آئے اس لئے کہ سورج تو نکلتا ہے نکل رہا ہے صدیوں سے نکل رہا ہے ایک ہی راستے سے آ رہا ہے تو جو نکال رہا ہے وہ راستہ نہیں بدل سکتا تو سمجھ رہے ہیں آپ تو موت دیتا ہے وہ موت کا اختیار کس کے پاس ہے پروردگار کے پاس ہے آج کے انسان کیا دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم اس کو کلاشنکوف سے ماردیں ہم مار رہے ہے

ہیں یعنی خدائی کا دعویٰ ہو رہا ہے موت پروردگار دیتا ہے یا موت انسان دیتے ہیں اللہ کے مقابل پر کچھ لوگ آ گئے ہیں دنیا میں ہم مار رہے ہیں یہی دعویٰ تو کیا تھا نمرود اور فرعون نے جب موسیٰؑ نے کہا تھا جب ابراہیمؑ نے کہا تھا ہمارا پروردگار زندگی دیتا ہے موت دیتا ہے تو زندگی اور موت دے کر دکھا دی تو کرتا کیا فارمولا (formula) کیسے پلٹا جائے؟ جس کو پھانسی ہونے والی تھی نمرود نے اُس کو آزاد کر دیا کہا کل اس کو مارنا تھا آزاد کر دیا اور ایک صحابی جو پاس بیٹھا تھا اُس کو گھونسا مارا قتل کر دیا کہا ہم نے زندگی بھی دے دی، موت بھی دے دی، تو یہ جب گھونسا مارا اُس نے اور مارا یہ اللہ نے مارا یا نمرود نے مارا، تو اللہ نے الگ کیا معاملے کو کہا موت جو ہم دیتے ہیں وہ طبعی ہوتی ہے، اور جو انسان موت دیتا ہے اس کے ذمے دار ہم نہیں ہیں قتل ہمارے ذمے نہیں ہے اس لئے دنیا کا سب سے بڑا جرم ہم نے قتل کو قرار دیا ہے اور قتل کا جرم کبھی معاف نہیں ہوگا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں شاید اللہ یزید کو معاف کر دے نہ قاتل معاف ہوگا نہ یزید معاف ہوگا اس لئے کہ قتل معاف نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ اللہ کی ٹکر پر موت دی جا رہی ہے قتل کرنے والا خدائی نظام ہاتھ میں لے کر کسی کو قتل کر رہا ہے یہ موت اللہ نے نہیں دی یہ غلط ہے، اگر کوئی کہے کہ زندگی میں یہ قتل لکھا تھا اللہ کی طرف سے نہیں نہیں نہیں اللہ نہیں چاہتا تھا کہ حسینؑ کو ستاون برس کی عمر میں قتل کر دیا جائے یہ ارادہ یزید نے کیا تھا یہ الگ بات ہے کہ عالمِ ذر میں جب اللہ نے یزید کی روح کو دیکھا اور اُس نے جب یہ کہا یہ تیرا امام ہے تو یزید کی روح نے یہ طے کیا کہ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ اللہ اپنے علم سے جان گیا کہ یہ قتل کر دے گا ہم اگر چاہیں تو حسینؑ کی موت کو

روک سکتے ہیں اور اس کا ایک یہ طریقہ ہے کہ ہم یزید کو پیدا نہ ہونے دیں سمجھ رہے ہیں آپ آج! جو لوگ بندوقیں لے کر دوسروں کو مار دیتے ہیں تو اللہ کو معلوم ہے یہ بے گناہ لوگوں کو مار دیں گے تو بطنِ مادر ہی میں قاتل ضائع ہو جائیں کیا اللہ ایسا کر سکتا ہے؟ کر سکتا ہے جب وہ عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے فطرت کے خلاف تو وہ بھی پیدا نہیں کر سکتا اور نہ معلوم کتنے لوگ پیدا نہیں ہوتے، مولائے کائنات تشریف فرما تھے، پہلو میں امام حسنؑ تشریف فرما تھے اور سوال کیا گیا مولائے کائنات سے کہ اگر کوئی شتر مرغ کے انڈے حالتِ احرام میں کھالے تو کفارہ کیا ہے، تو آپ نے فرمایا یہ بھی کوئی مشکل مسئلہ ہے میرے بیٹے حسنؑ سے دریافت کرلو، امام حسنؑ نے فرمایا کہ جتنے انڈے کھائے اتنی بھیڑیں یا گائیں جن کے بطن میں بچے ہوں، جب وہ پیدا ہو جائیں اُنہیں خانۂ کعبہ کی طرف لے جاؤ اور قربانی کرو، تو علیؑ مسکرائے کہا بہت سے بچے حمل میں ضائع بھی تو ہو جاتے ہیں حسنؑ نے دیکھا مولا بتا رہے ہیں کہ میرے پاس علم کیا ہے تو حسنؑ نے بھی مسکرا کر کہا بابا بہت سے انڈے بھی تو گندے نکل جاتے ہیں کچھ سمجھے آپ! تو یہ انتظام کس کا ہے اشارہ کر رہا ہوں، انتظام تو اُس کا ہے پھر اشارہ کر دوں اب چونکہ یہ گفتگو ہوگئی ہے تو آغاز اور شروعات سمجھا دوں کہ کہاں سے پروردگار اپنے ارادے میں تبدیلی کر سکتا ہے یا نہیں مطلب ہم تھوڑی دیر کے لئے سوچ لیں فرض کر لیں۔ یزید مر گیا اس کا چودہ سال کا بیٹا ہے اسے بلا کر تخت پر بٹھا دیا کہا آپ بادشاہ ہیں یہ ساری سلطنت آپ کی ہے واقعہ میں کئی بار پڑھ چکا ہوں اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جو تاریخ میں موجود ہے اس نے کہا یہ تخت مجھ کو نہیں

چاہئے، کیونکہ اس کے پائے خونِ حسینؑ میں ڈوبے ہوئے ہیں، حسینؑ کے ساتھ جو کچھ میرے باپ نے کیا اس کی سزا اُس کو ملے گی اور حسینؑ کے باپ کے ساتھ جو میرے دادا نے کیا اس کی سزا میرے دادا کو ملے گی، پوتا دادا کو بُرا کہہ رہا ہے ہم اگر کہہ دیں تو لوگ بُرا مان جاتے ہیں، خطبہ دے کے ایک جملہ یہ ہے کام کا جو دلیل میں آیا ہے خطبہ دے کر وہ گھر میں آیا ماں نے پورا خطبہ سنا کہا اے کاش! جب تو شکم میں تھا کاش اس وقت تو لہو بن کر بہہ گیا ہوتا تو نے تو بنی اُمیہ کی ناک کٹوا دی کچھ سمجھے؟ ایک اور صاحب نے اس سے پہلے خطبہ دیا تھا خطبہ دے کے جو اُترے تو جانے کیا مصائب ہوئے کہ جملہ یہ کہا کاش میں چڑیا ہوتا درخت پر اُڑ رہا ہوتا تو میں اس تخت پہ نہ بیٹھتا دوسرا جملہ کاش میں اونٹ کی مینگنی ہوتا کچھ سمجھ رہے ہیں اشرف المخلوقات سے کون سی زبان یہ کہلوا رہی ہے چڑیا ہوتے، لہو بن کر بہہ جاتے یہ بہت احتیاط کا جملہ کہا ہے، اُس نے کچھ اور کہا ہے تاریخ میں بھی کچھ لکھا ہوا ہے منبر پہ نہیں کہہ سکتے حالانکہ تاریخ کی بات منبر پہ کہہ سکتے ہیں، لیکن ہم بہت احتیاط سے پڑھتے ہیں اپنی اُردو میں، سمجھا رہے ہیں آپ سمجھتے ہیں ہماری اُردو کہ کس جگہ ہم نے کون سا جملہ بدلا ہے سمجھانے کے لئے تہذیب کی وجہ سے اشرف المخلوقات کہے کاش میں اونٹ کی مینگنی تو یہ ساری خواہشات، اشرف، جنہیں بلند بنایا گیا ہے اور وہ یہ خواہش کرے تو جب وہ خود یہ خواہش کرے تو وہ کون سی منزل آجاتی ہے جہاں انسان انسانیت سے گرا ہوا خود کو ذلیل محسوس کرنے لگتا ہے تو پھر ایسا انسان پروردگار کی نظر میں کیا لگ رہا ہوگا اور پھر وہ پیدا ہو رہا ہے تو اپنے بندے کے دفاع کے لئے ارادے میں کچھ رکھا ہوا ہے تو پہلی

Presented by: https://jafrilibrary.com

بار اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ تم جو موت دو گے وہ موت نہیں کہلائے گی ہم اس موت کو زندگی میں بدل دیں گے ہم تمہیں نہیں ماریں گے۔ پیدا ہو گیا تخت مل گیا حکومت مل گئی سب کچھ مل گیا یہاں تک کہ خط بھی مل گیا اور حسینؑ سے سوالِ بیعت بھی کر دیا اور حسینؑ گھر سے چل بھی دیئے لیکن پروردگار یزید کو کچھ نہیں کہہ رہا اب یہ ہے اُس کا ارادہ سمجھ رہے ہیں آپ حسینؑ کربلا کیوں گئے جب معلوم تھا کہ شہید ہو جائیں گے اب اعتراض کا جواب یہاں دے رہا ہوں اگر میری تمہید آپ سمجھ گئے اس کا جواب صرف یہ ہے حسینؑ نہیں جا رہے صرف یہ ارادۂ الٰہی ہے آپ سمجھئے کیا ہے ارادۂ الٰہی، یہ مرضی نہیں ہے کہ یزید قتل کر دے بلکہ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حسینؑ کو قیامت تک کی زندگی عطا کرے یزید سے ہمدردی نہیں ہے اُسے اپنے بنائے ہوئے امام سے محبت ہے، یہ قتل کرے گا ہم زندگی عطا کریں گے، ایسی زندگی جو کسی کو نہ ملی ہوگی اور اگر کوئی تمہاری راہ میں چل کر اس طرح شہید ہوگا تو وہ بھی زندہ ہو جائے گا اعلان ہم قرآن میں کئے دیتے ہیں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ (آلِ عمران:۱۶۹) ہماری راہ میں مر جانے والوں کو مردہ نہ سمجھو وہ رزق پا رہے ہیں زندگی کی دلیل ہے رزق پانا اس لئے اعلان کیا گیا رزق مل رہا ہے حسینؑ رزق مل رہا ہے دال روٹی نہیں مرغن غذائیں نہیں شہیدوں کو کیا مل رہا ہے آپ مرنے والے کے لئے پلاؤ اور زردے پہ نذر کرتے ہیں، پلاؤ، زردہ وہاں پہنچ کر نہیں کھا رہا کہ لو آ گیا پلاؤ زردہ، وہ گریہ ہوتا ہے غمِ حسینؑ میں اور وہ رزق بن کر مردے تک پہنچتا ہے مجلس ہوئی ہے تبرک بنا ہے کھایا بندوں نے غمِ حسینؑ بن کر مرنے

والے تک پہنچا یہ ہے حسینؑ کی زندگی تو کیا ہے اللہ کا ارادہ، ہمارا ارادہ یہ ہے نمرود نہیں مرے گا، فرعون کو نہیں ماریں گے۔ یزید کو نہیں ماریں گے سب پیدا ہوں گے، لیکن ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کی پہچان کروا دیں گے کہ تم نے ہم سے غداری کی یہاں تم نے ہاں کہا اور وہاں جا کر تم نے اپنے ارادے کو بدل دیا ہمارا ارادہ بدلتا نہیں، ہم اپنے ارادے کو بدلتے نہیں ہم نے بھی اپنے علم میں یہ طے کر لیا کہ حسینؑ کو کیا بنائیں گے تو جو حسینؑ کو بنائیں گے تو دنیا بڑی حیران ہوتی ہے اتنے فضائل حسن و حسینؑ کے یہ فضائل ارادہ الٰہی میں ہے یہ علمِ الٰہی میں ہیں اگر آپ سمجھ گئے تو کاش میری باریک بات کو آپ سمجھ جائیں یہ مَلک جُھولا جُھلانے کیوں آتا ہے یہ چکی پیسنے کیوں آتا ہے یہ ادھر اُدھر فرشتے کیوں چلتے ہیں یہ بتا رہا ہے پروردگار کل تک تو رعایا صف میں یزید تھا آج تُو بادشاہ بنا ہے تُو کیا تو حسینؑ کو رعایا میں رکھے گا نہیں سمجھے آپ بھی سمجھیں تو! خود بادشاہ بنا ہے تیرے اجداد نے بادشاہ بنایا ہے، سقیفہ والوں نے بادشاہ بنایا ہے، حسینؑ کو ہم نے بادشاہ بنایا ہے یہ تمہارے تخت کا محتاج نہیں ہے حسینؑ یہ اس گھر کا شہزادہ ہے کہ جہاں کا ولی جہاں کا نبیؐ جہاں کا سردارِ انبیاءؑ معراج میں معراج کے تخت پر بیٹھتا ہے حسینؑ تختِ معراج کے وارث ہیں سدرہ کے وارث ہیں قابَ قوسین کے تخت پر ہیں حسینؑ اور خادم شام اور عرب کے بدّو نہیں ہیں تمہارے خادم جو زَر خرید ہیں تم نے پیسے سے خریدے ہیں اور بنا لیا ملازم آسمان کے فرشتوں کا سردار اِن کا ملازم ہے، اس لئے اتنا اہتمام ہوا کہ حسینؑ عالمِ نور سے جب اس دنیا میں تشریف لائیں تو دنیا کو معلوم ہو وہاں کا شہزادہ پیدا کیسے ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک اہتمام ہوا

اور اہتمام کی شان یہ تھی ہم جب تک آ نہ جائیں فاطمہؑ ہمارا انتظار کرنا اور آ گئے اور جب آئے کہا بچے کو میرے پاس لاؤ بچے کو نبیؐ کی گود میں دیا گیا علیؑ سامنے اور مسکرا کر کہا علیؑ بچے کا کچھ نام رکھا یعنی اختیار ہے علیؑ کو کہ نام رکھ سکتے ہیں نبیؐ کا کہنا بتا رہا ہے لیکن علیؑ نے کہا آپ کے ہوتے ہوئے ہم آپ پر سبقت کیسے کر سکتے ہیں۔ جواب یہ آنا تھا اس لئے یہ گفتگو دونوں بھائیوں میں ہو رہی ہے کہ نبیؐ نے کہا علی تم مجھ پر سبقت نہیں کر سکتے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کر سکتا اور اب جبریلؑ آئے کہا حکمِ الٰہی یہ ہے بچے کا نام حسینؑ رکھ دیجیئے اور پوری کائنات میں اس سے پہلے یہ لفظ وجود میں نہیں آیا تھا کسی نے کائنات میں یہ نام نہیں رکھا نام خود یہ بتا رہا ہے یہاں کا نام نہیں ہے وہاں سے آیا ہے، ہم قدیم الاحسان ہیں اس لئے ہم نے ان کا نام حسینؑ رکھ دیا اور پڑھ ڈالیئے سب کی سوانح حیات، بڑے بڑے بادشاہوں راجاؤں کی اولادیں کس طرح پلی ہیں؟ کیسے جھولے تھے؟ کیسی کنیزیں تھیں؟ کیسی دایا تھی؟ کیسے غلام تھے؟ کیسی دودھ پلانے والیاں تھیں، پروردگار نے ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی، میری کنیز خاص، میرے ولی کا بیٹا میرے نبیؐ کا نواسہ حسینؑ ہماری نگرانی میں پلیں گے اب ملائکہ میں بحث ہے کون جائے کون جائے، جبریل تم جاؤ میکائیل تم جاؤ، میں کہا کرتا ہوں اکثر کہ انسان ادھر سے اُدھر جائے تو اُسے معراج ملتی ہے، ہمارے نبیؐ اِدھر سے اُدھر ہوئے تو انہیں معراج ہوئی جبریلؑ سید الملائکہ تھے، جب اُدھر سے اِدھر بچے کو کھلانے کے لئے آئے تو یہ جبریلؑ کی معراج تھی یہ میکائیل کی معراج تھی اس لئے ہر مَلک یہ چاہتا تھا کہ جُھولا جُھلانے ہم جائیں لوریاں جنتی پڑھی

گئی ہیں وہ جبریلؑ نے پڑھی ہیں اگر فاطمہؑ چکی چلاتے چلاتے تھک گئی ہیں۔ اور جھولا رُک گیا ہے چکی بھی چلا رہی ہیں اور ڈور ہاتھ میں ہے، دو کام ایک ساتھ کررہی ہیں اور تھکن کا یہ عالم ہے چکی پہ فاطمہؑ نے سر رکھ دیا ہے اور نیند آ گئی ہے تو جنت کی ہوائیں بھیجی گئی ہیں ملائکہ کو حکم ہوا کہ اس سے پہلے کہ حسینؑ کا جھولا رُک جائے اور بچہ رو دے اور ماں کی آنکھ کھل جائے جاؤ جبریلؑ جاؤ، کنیز دیکھ کر گھبرا گئی چکی بھی خود چل رہی ہے اور جھولا بھی خود چل رہا ہے تو نبیؐ مسکرا کر کہتے ہیں جبریل اور میکائیل آئے ہوئے ہیں وہ حسینؑ کو لوری سنا رہے ہیں جھولے کی ڈوری وہ کھینچ رہے ہیں، اب سمجھے آپ یہ ناز حسینؑ کے کیوں اُٹھائے گئے اس لئے کہ پروردگار یہ کہے گا ہمیں بڑا کام لینا ہے اس بچے سے، چالیس سال کی عمر میں اللہ نے اپنے نبیؐ سے وعدہ لیا ہے دے سکتا ہے کوئی اور چالیس برس میں، نبوت کا بار دوش پر کب اُٹھایا نبیؐ نے کامل عمر ہوتی ہے چالیس برس۔ واقعہ حسینؑ وعدہ کی بنیاد کیا ہے پروردگار حسینؑ کو چالیس کا تو ہونے دے کہا نہیں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں یہ عام بچہ نہیں ہے، ہم پانچویں برس وعدہ لیں گے اپنے کام کا وعدہ ہم حسینؑ سے پانچویں برس میں لیں گے۔ وعدہ تو حسینؑ کر کے آئے ہیں اب کیسا وعدہ پروردگار وعدہ تو وہاں ہو چکا ہے بات چیت تو وہاں ہو چکی ہے عالمِ انوار میں یہاں اب دوبارہ کیوں وعدہ؟ کہا وعدہ اس لئے کہ وعدے کے گواہ سب اکٹھا ہو چکے ہیں تو ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو گواہ بنیں گے اس وعدے کے وہ اس میں کتنے حصے دار بننا چاہتے ہیں اس میں حسینؑ کو کیا چاہیئے اس میں فاطمہؑ کو کیا چاہیئے بس یہ جملہ آپ کے لئے بہت قیمتی ہے اس وعدے میں علیؑ کو کیا چاہیئے

نبیؐ کو کیا، نہ نبیؐ کو کچھ چاہیے نہ علیؑ کو کچھ چاہیئے، نہ فاطمہؑ کو کچھ چاہئے نہ حسینؑ کو کچھ چاہئے نہ حسن کو کچھ چاہئے انعام کس کو ملنے والا ہے کچھ سمجھ رہے ہیں میں کھل کے اس لئے نہیں پڑھ رہا کہ مختصر پر پوری ایک تقریر ہوگی میں اشارے دے رہا ہوں تفصیلات بعد میں آتی جائیں گی وعدہ کیا ہوا ہے؟ حسینؑ سے کچھ وعدہ ہوا ہے ایسا ایسا کچھ ہوگا تمہیں منظور ہے تو کیا کچھ حسینؑ کو اس وعدے میں لینا ہے کوئی انعام ملے والا ہے فاطمہؑ کو کوئی انعام ملے؟ نہیں اللہ صرف اس وعدے میں یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ سارا کریڈٹ (Credit) ایک قوم کو ملنے والا ہے۔ کیا کہا ہے میں نے اور کیا بیٹھے ہیں آپ، قوم اپنی عظمت سمجھے انعام کیا چاہیئے حسینؑ کو حسینؑ کو ایک کام کرنا ہے، نہیں حسینؑ کو ایک قوم بنانی ہے جب میں اس منزل تک آتا ہوں تو میرے جو پرانے سننے والے ہیں ان پر اعتماد ہوتا ہے لیکن نئے سننے والوں پر اعتماد اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ سمجھتے ہیں ہم اتنے بڑے ہیں، ہماری اتنی فضیلت ہے ابھی میں ملیر میں جو مجلس پڑھتا ہوں یہاں سے جا کر آخری انہوں نے بتایا آپ وہ کام کر رہے ہیں جو انبیاء کا کام تھا لیکن وہاں کے سامعین بڑے سمجھدار ہیں۔ میں نے قسم کھا کر بتایا ایک ایک نبیؐ کے کام سے آپ کا کام ملا کے بتاتا جاؤں گا یہ سمجھ میں بات آ گئی حالانکہ آسان سی بات ہے نوحؑ کا کیا کام تھا ارے نوحؑ نام ہے نوحہ پڑھتے تھے، آپ بھی نوحہ پڑھتے ہیں جو کام نوحؑ کرتے تھے وہ آپ کر رہے ہیں، نوحؑ روتے تھے آپ بھی روتے ہیں، یعقوبؑ روتے تھے آپ بھی روتے ہیں، ابراہیمؑ آگ پر چلے آپ بھی چلتے ہیں جو کام نوحؑ نے ابراہیمؑ نے یعقوبؑ نے عیسیٰؑ نے کیا وہ کام آپ بھی کر رہے ہیں یہ

انبیاء کا کام ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا کوئی چھوٹی موٹی قوم سمجھا ہے اب اگر کافر کہنا ہے تو نوحؑ کو کافر کہو ابراہیمؑ کو کہو یعقوبؑ کو کہو کام تو سارے انبیاءؑ والے ہیں تو انبیاءؑ کو تو کہا ہے نا تب ہی تو ہم کو کہہ رہے ہیں ورنہ اتنی ہمت پیدا کیسے ہوئی، ارے کیا کہا تھا نوحؑ کو کشتی بنا رہے تھے کہا دیوانہ ہو گیا نبیؐ کاغذ قلم مانگ رہے تھے کہا ہذیان ہو گیا، نبیؐ پہ کون کون سے الزام نہیں لگے، اگر قوم پر الزام لگ گئے تو بڑی پریشانی کی بات ہے جب کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، کوئی بڑا کام کرتا ہے تو الزام بھی بڑے لگتے ہیں، پتھر بھی بڑے آتے ہیں تو الزام سے ڈرا نہیں کرتے کام کرنے والے پتھروں سے ڈرا نہیں کرتے بڑا کام کرنے والے اس لئے کہ انبیاء کا کام کر رہے ہیں تو سیرت بھی انبیاء کی ہوتی ہے یہ پتھر کھاتے جائیں گے نوحہ پڑھتے جائیں گے یہ پتھر کھاتے جائیں گے آگ پر چلتے جائیں گے یہ پتھر کھاتے جائیں گے، یعقوبؑ کی طرح روتے جائیں گے، بھئی قوم انعام ہے کس کو انعام ہے؟ اپنے چاہنے والوں کو اللہ نے انعام میں ایک قوم دی، نہیں سمجھے آپ، کام کا اعلان ہوا میں تھک رہا ہوں آپ کو سمجھانے میں، کھلے میں مجلس پڑھنے کا فائدہ بھی ہے نقصان بھی ہے، آرام سے سننے والے کھل کھل کے سنتے ہیں پڑھنے والے کے لئے پسینہ خون بن جاتا ہے تو خدا کے لئے منطق اور فلسفہ میں سمجھ رہا ہوں کہ کچھ دیر لگ رہی ہے آپ کو بات سمجھنے میں لیکن بھائی کسی چھوٹے موٹے کی تو سوانح حیات ہے نہیں کسی مُلک کے سفیر کسی مُلک کے وزیر اعظم کی سوانح حیات تو پڑھ نہیں رہا ہوں میں تو کائنات کے شہزادے کی سوانح حیات پڑھ رہا ہوں جو سمجھنا چاہے اپنے معیارِ سماعت کو

اتنا اونچا کریں کہ یہاں تب آ جائے تو میں سمجھا سکوں گا میں کیا کہہ رہا ہوں میں یہ کہہ رہا ہوں وعدہ کرنے والوں میں کون کون ہے سب سے افضل نبیؐ ہے، اس کی کنیزِ خاص ہے دنیا کا سب سے بڑا ولی علیؑ ہے دو شہزادے ہیں وعدہ ہو رہا ہے جو کام ہونے جا رہا ہے اس کام کے انعام میں کیا ملے گا، جنت ملے گی انعام میں تو پروردگار دے گا انعام کہا نہیں جو تم مانگو کام کا وعدہ کر لیا ٹھیک ہے ہم نے مان لیا تم سچے لوگ ہو تم لوگ کام کر کے دکھاؤ گے انعام مانگو آخری حصہ ہے یہ میری تقریر کا میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے آپ لوگ سمجھ رہے ہیں یا نہیں وعدہ ہو گیا کربلا ہو گی اب تم پانچوں مل کر اختیار دیتا ہوں، انعام مانگو سورۂ دہر میں جنت مل، چکی کوثر مل چکا، شفاعت مل چکی، اختیار مل چکا، کائنات مل چکی فرشتے خادم ہیں، حوریں خادم ہیں باقی کیا بچا ہے؟ سارا انعام تو مل چکا ہے اب مانگیں تو کیا مانگیں تو ایک بار چاروں نے مل کر اس کی طرف دیکھا جو پانچ میں ایک تھی کہا اختیار تم کو دیا نبیؐ نے کہا زہراؑ اختیار تم کو دیا علیؑ نے کہا اختیار تم کو دیا حسنؑ اور حسینؑ نے کہا اختیار اب زہراؑ جو کہہ دیں وہی انعام، زہراؑ نے کہا پروردگار انعام مانگ رہی ہوں میرے حسینؑ پر روئے گا کون، انعام مانگا ہے زہراؑ نے یہ زہراؑ کا انعام ہے زہراؑ نے مانگا ہے خدا نے دیا ہے، اب تم کہتے رہو بدعت سمجھ گئے جنّت سے بڑا انعام ہے رونا، آفتاب و مہتاب سے بڑا انعام ہے رونا، فرشتوں سے بڑا انعام ہے رونا، عبادتوں سے بڑا انعام ہے رونا اگر انعام بڑا نہ ہوتا تو زہراؑ کہتیں نمازیں دے دے، روزے دے دے، حج دے عمرہ دے آج مانگو کیا مانگنا ہے زہراؑ نے کہا روئے گا کون؟ انعام ملنے والا ہے کام بڑا ہے جب کام بڑا ہے تو انعام کتنا بڑا

ہوگا تو کیا کہا اللہ نے کیا کہا ہم ایک قوم پیدا کریں گے نہیں سمجھے واپس جایئے ارادۂ الٰہی میں قوم تھی جب آدم نہیں بنے تھے کچھ کہہ دیا آپ آج پیدا نہیں ہوئے تھے آپ اُس وقت پیدا ہو چکے تھے جب سے علمِ الٰہی ہے تو جتنی عمر حسینؑ کی ہے، اتنی ہی عمر حسینؑ کے چاہنے والوں کی بھی ہے۔ پھر دوسرا جملہ دوں اور جب تک حسینؑ کو جینا ہے تب تک حسینؑ والوں کو بھی جینا ہے، کیوں امام تنہا نہیں ہوتا امام کہتا ہے میں بھی کامیاب قوم بھی کامیاب۔ تو یہ وہ امام ہے جو قوم کو ساتھ لے کر چلتا ہے عالمِ ذر سے چلا تھا تو قوم ساتھ تھی، مدینے میں پیدا ہوئے تو قوم تھی غیب میں ہے تو کیا ہوا پیدا کریں گے یعنی تمہاری قوموں سے اس کا واسطہ نہیں اور اس قوم کا کام کیا ہے رونا، رونا سستا نہیں ہے جس چیز کو پروردگار نے خود پسند کیا ہو اس کی قیمت نہیں ہوتی اور اس کی قیمت آپ کو سمجھا دوں کئی بار میں نے آپ سے یہ بات کہی ہے جو شے آنکھوں سے گر جائے وہ ذلیل ہو جاتی ہے فلاں صاحب میری آنکھ سے گر گئے فلاں چیز گھٹیا ہے میری نگاہ سے گر گئی میں اُسے نہیں پسند کرتا نظر سے گر گئی جو شے نظر سے گر جائے ذلیل ہو جاتی ہے لیکن آنسو آنکھ سے گرا موتی بنا یہ واحد چیز ہے جو آنکھ سے گر کر قیمتی بنتی ہے ابھی لوگ آنسو کے فلسفے کو نہیں سمجھے کل کی تقریر میں آپ کو سمجھاؤں گا رونا کیوں؟ رونے کی وجہ رونے کی قیمت اور کیوں ارادۂ الٰہی میں اللہ نے یہ رکھا کہ حسینؑ کو رویا کرو، بڑے ظلم ہوئے ہیں، زکریاؑ پر یحییٰؑ کو دیکھئے بڑے ظلم ہوئے ہیں کیوں اللہ نے یہ اعلان نہیں کیا کہ ان انبیاءؑ کا ماتم ہو ایک قوم بنائی جائے جو زکریاؑ کو روئے، جو یحییٰؑ کو روئے عیسائیوں کی نظر میں عیسیٰؑ بھی صلیب پر چڑھا دیئے گئے بہت سے

انبیاء کو ستر ہزار انبیاء اس طرح شہید کیے گئے کہ ان کی ہڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے جسم کے ٹکڑے کر کر کے صحرا میں پھینک دیئے گئے لیکن شہید ہونے والے نبیؑ کے لئے کوئی قوم خلق نہیں کی گئی کہ اس کی یادگار منائے بہت سخت مقام تھا حسینؑ کے لئے کہ حسینؑ پر نظرِ الٰہی تھی کہ بچپن گزرے تو یوں گزرے ہماری نگرانی میں، بچپن پڑھیں گے حسینؑ کا، جوانی پڑھیں گے حسینؑ کی، حسینؑ کی شادیاں پڑھیں گے، بچوں کی ولادتیں پڑھیں گے۔ ستاون سال کی تصویر پوری اس عشرے میں آپ کے سامنے لاکر رکھیں گے لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ حسینؑ کی سوانح حیات تو اصل میں اٹھائیس رجب سے شروع ہوئی ارے یہ تو ستاون سال کا آخری سال ہے جہاں سے آپ بات کر رہے ہیں یہ تو اُس کی زندگی کا آخری سال ہے تو جب آخری سال سے سوانح حیات شروع ہو رہی ہے اور وہی چودہ سو برس سے ختم نہیں ہوئی تو اگر ستاون سال پڑھے جائیں تو قیامت تک کا وقت چاہئے زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے حسینؑ کا، حسینؑ کی ایک ایک سانس قیمتی ہے اور خدا کی قسم حسینؑ ایک ایک سانس لے رہے ہیں اور ہر سانس کی اگر میں فضیلت پڑھوں تو آپ سرشار ہو جائیں گے حسینؑ اُٹھیں تو عبادت حسینؑ بیٹھیں تو عبادت اس لئے اُم المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولؐ کو کہتے سنا کہ اگر میرے یہ دونوں بچے کھڑے ہو جائیں تو امام بیٹھ جائیں تو امام۔ یہی بی بی فرماتی ہیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ میری تقریر میں کبھی کسی کے خلاف کوئی بات نہ ہو میں احتیاط سے باتیں کرتا ہوں اس لئے کہ میرے سننے والے ہر مکتبہ فکر کے لوگ ہوتے ہیں اور میں سب کا احترام کرتے ہوئے اپنی تقریر کو بڑے

احتیاط کے ساتھ اپنی منزلوں تک لاتا ہوں اس لئے میں ہر مسلمان سے مخاطب ہوں کہ یہ بی بی ساٹھ ہزار حدیثیں بیان کر رہی ہے اور صحیح بخاری خود گواہ ہے کہ حضرت عائشہ کی کتنی حدیثیں تھیں اور ہر مسلمان ان کی حدیثوں پر ایمان لاتا ہے تو جو حدیثیں ہم سنا رہے ہیں کیا اس پر آپ ایمان نہیں لائیں گے بی بی فرماتی ہیں کہ حسنؑ سر کے بالوں سے لے کر ناف تک اپنے نانا سے مشابہ ہے بی بی فرماتی ہیں سچی بی بی ہیں مسلمانوں کی نظر میں یہ فرماتی ہیں کہ ناف سے لے کر پیر تک حسینؑ اپنے نانا کے مشابہ ہیں بی بی سے پوچھا گیا کس نے کہا، کہا رسولؐ نے فرمایا ہے۔ رسولؐ کی حدیثیں تو بیان کرتی ہیں بی بی جو رسولؐ نے بیان کیا وہی تو کہا ہے تو سچے ہونے میں کیا فرق ہے لیکن سوچ صرف یہ ہے کہ تھے، سب دیکھ رہے تھے، کہنے کی کیا ضرورت تھی کہا اس لئے کہ حدیث بن جائے اور بات سمجھ میں آ جائے کہ سر کے بالوں سے ناف تک حسنؑ مجھ سے مشابہ ہیں اور ناف سے پیر تک حسینؑ مجھ سے مشابہ یعنی سر کے بالوں سے ناف تک حسنؑ محمدؐ ہیں ناف سے پیروں تک حسینؑ محمدؐ ہیں کچھ سمجھے اوپری حصے میں ہاتھ ہوتے ہیں نچلے حصے میں پیر ہوتے ہیں نبیؐ نے حدیث میں حُسن نہیں سمجھایا دنیا والوں کو یہ بات سمجھائی کہ یہ ہاتھ جو ہیں حسنؑ کے میرے ہاتھ ہیں یہ پیر جو ہیں حسینؑ کے وہ میرے پیر ہیں اب اگر حسنؑ کا ہاتھ کچھ لکھ دے تو سمجھنا میں نے لکھا اور اگر حسینؑ کے پیر کربلا چلے جائیں تو سمجھنا میں گیا ہوں کربلا حسینؑ نہیں گئے ہیں یہ نبیؐ کے قدم کربلا جا رہے ہیں اور حسنؑ صلح نامہ لکھ رہے ہیں تو سمجھو میں لکھ رہا ہوں صلح حسنؑ نبیؐ کی صلح ہے حسینؑ کی لڑائی محمدؐ کی لڑائی، بس اس منزل تک لانا تھا اسی لئے محدث دہلوی

نے سرالشہادتین جو ان کی مشہور کتاب ہے اہلِ سنت والجماعت کے ایک بڑے عالم ہیں محدث دہلوی اور انہوں نے یہ لکھا عجیب وغریب فکر پیش کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے نبیؐ تمام انبیاءؑ میں سب سے افضل ہیں اس لئے دنیا میں سب سے بڑی فضیلت ہے شہادت اور ہمارے نبیؐ کو اللہ شہادت عطا کرتا لیکن اس لئے شہادت نہ دی کہ اُمت بدنام ہوسکتی ہے اب کچھ سمجھ میں آیا اگر کسی عظیم ہستی کو اگر اُمت شہادت دے دے تو اُمت قیامت تک کے لئے منہ کالا کروا لیتی ہے یہ محدث دہلوی کہہ رہے ہیں۔ اب ہے نا بڑی بات، غیر اگر مار دے تو ٹھیک ہے یا یہودیوں نے قتل کر دیا یا عیسائیوں نے لیکن اُمت نے قتل کیا تو بدنامی تھی تو اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ ہمارا نبیؐ سردارِ انبیاء ہے اس کے گلے پر مسلمانوں کی تلوار چلے، شہادت کی فضیلت اللہ کس طرح عطا کرتا تو اب کہتے ہیں محدث دہلوی کہ اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے نبیؐ کو شہادت بھی عطا کروں اور یہ فرماتے ہیں اسلام میں اللہ کی نظر میں شہادت کی دو قسمیں ہیں، شہادت دو طریقے سے ہوتی ہے سمجھ رہے ہیں آپ حضرات، محدث دہلوی کہتے ہیں شہادت کی دو قسمیں ہیں ایک ہے شہادتِ جہری اور ایک ہے شہادتِ جلی، ایک ہے ظاہری شہادت ایک ہے غیب میں یعنی شہادت ایک دکھائی دیتی ہے ایک نہیں دکھائی دیتی اور یہ دو طریقے ہیں ظاہری شہادت تلوار سے ہوتی ہے کہ گلا کاٹ دیا گیا، جہری شہادت زہر سے ہوتی ہے کہ زہر پلا دیا گیا اور کوئی شہادت پا گیا دونوں کی قسموں کی شہادت کو ملایا جائے تب مکمل شہادت بنتی ہے سمجھ رہے ہیں نا؟ اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے نبیؐ کو مکمل شہادت دے اس لئے اس نے اپنے نبیؐ کی شہادت کو دو حصوں میں

تقسیم کر کے ایک حصّہ حسن کو اور ایک حسینؑ کو دے دیا، حسینؑ کی شہادت نبیؐ کی شہادت ہے، اب یہ عشرہ عشرہ محمدؐ اور حسینؑ ہے اگر عشرے کا نام رکھنا ہے تو یہ نام رکھو عشرۂ محمدؐ اور حسینؑ کیا نام ہے اس عشرے کا عشرۂ محمدؐ اور حسینؑ ان دس دنوں میں صرف دو شہادتیں ہوئی ہیں یا محمدؐ کی یا حسینؑ کی عالم وقت کہہ رہا ہے عالمِ سوادِ اعظم محدث دہلوی اپنی کتاب میں کہہ رہا ہے۔ یہ محدث دہلوی کی گفتگو تھی اب میں اس میں اپنی گفتگو کا اضافہ کر رہا ہوں، انہوں نے کہا شہادت کی دو قسمیں ہیں اور دو حصّوں میں شہادت تقسیم ہوگئی لیکن صورتحال نظر بھی تو آئے کہ کس طرح تقسیم ہوئی دیکھئے میں کیسے اضافہ کر رہا ہوں ابنِ ملجم کی تلوار زہر میں بجھائی گئی علیؑ کی شہادت جہری بھی ہے اور جلی بھی جسمِ علیؑ میں زہر پھیل چکا تھا تلوار ابن ملجم کی زہر میں بجھی تھی دونوں بیٹوں نے باپ کی شہادت کا حصہ وراثت میں لیا ہے یہاں شہادت وراثتوں میں چلتی ہے۔ قیامت تک شہادت زہر سے چلے گی، امام حسینؑ کی سوانح حیات پڑھنے میں ایک یہ بھی آپ کو ملے بڑی مبارک بات ہے دونوں شہزادوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہوتا ہے کم از کم بچپن سے جوانی تک فضیلتوں میں دونوں برابر ہیں ہر فضیلت میں دونوں شہزادے ساتھ ساتھ ہیں، اس لئے کئی دن تک بڑے شہزادے کا نام ساتھ ساتھ آئے گا اور اللہ نے چاہا کہ ایسا ہو کہ دونوں بھائیوں کا ذکر بار بار ہو اس لئے کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ کوئی اکیلا کاندھے پر بیٹھ گیا ہو جب بٹھایا دونوں کو برابر سے دونوں کاندھوں پر بٹھایا چادر میں داخل ہوں تو دونوں، مباہلے میں جائیں تو دونوں، سورہ دہر میں شامل ہوں تو دونوں لیکن عجیب بات ہے کہ جب حسنؑ کی شہادت ہوئی اور بھائی بھائی کے گلے

سے لپٹ گیا اور حسینؑ تڑپ تڑپ کے رونے لگے آپ کو معلوم ہے بڑے بھائی نے کیا کہا حسینؑ اتنا تڑپ کے تم رو رہے ہو کہا بھیا آپ کا عالَم نہیں دیکھا جاتا کہا حسینؑ میرے حال پر تم اتنا تڑپ گئے میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کربلا میں تم پر جو ظلم ہوں گے، ظلم مجھ پر تو کچھ بھی نہیں ہوئے حسینؑ، کچھ غور کیا نبیؐ دنیا سے جائیں تو حسینؑ کو روتے ہوئے فاطمہؑ دنیا سے جائیں تو حسینؑ کو روتے ہوئے علیؑ جائیں تو حسینؑ کو روتے ہوئے حسنؑ دنیا سے جائیں، آپ رو رہے ہیں، سیرتِ نبیؐ پہ چل رہے ہیں سیرت علیؑ پر چل رہے ہیں، سیرتِ فاطمہؑ پہ چل رہے ہیں سیرت حسنؑ پہ، پانچوں لمحے سنا دوں آپ کو روئیں گے آپ زبان سے بات نکل گئی جب زبان سے بات نکل جاتی ہے تو پھر دلیل نہیں ہوتی آخری وقت نبیؐ کا تھا سب سے آخر میں چھوٹے نواسے سے ملے آپ کو پتہ ہے جیسے ہی آواز دی حسینؑ میرے پاس آؤ یہ وہ وقت ہے جب نبیؐ کی روح پرواز کر رہی ہے وصال کا وقت ہے آواز دے کر کہا حسینؑ ذرا آؤ تو نواسہ دوڑتا ہوا آیا جیسے مسجد میں دوڑتے ہوئے نانا سے لپٹتے تھے جیسے ہی لپٹے گرے اپنے آپ کو نانا پہ گرایا ہمیشہ عادت تھی کہ مُنہ پہ مُنہ رکھ دیتے تھے، اب جو دوڑ کے نانا کے پاس پہنچے تو منہ. پہ منہ رکھ دیا لیکن تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ جیسے ہی حسینؑ نے نانا کے منہ پہ منہ رکھا، آج نانا نے منہ نہیں پکڑا ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے ایسے پکڑ کے رخساروں پر پیار کرتے تھے آج کا راوی یہ کہتا ہے کہ یہ ہوا کہ جیسے ہی حسینؑ نے منہ پہ منہ رکھا نبیؐ نے دونوں ہاتھوں سے حسینؑ کا سر پکڑ لیا اور بے اختیار ایک جملہ کہا حسینؑ کیا وقت ہوگا کہ جب یہ تیرا سر کٹ کر تیری بہن کے سامنے دربار میں پیش ہوگا (جزاک

اللہ) آپ کو حسینؑ کا ذکر سننے کا حق ہے اللہ آپ کو غم نہ دے ہم ابھی آپ کو زیادہ نہیں رُلائیں گے اس لئے کہ مصائب تو پانچ محرم کے بعد شروع ہوتے ہیں لیکن خواتین کی فرمائش ہے خواتین کی فرمائش یہ ہوتی ہے کہ مصائب دل کھول کے پڑھیے اور پھر ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ہم مصائب بہت مختصر پڑھتے ہیں بس پانچ جملے آپ کو سنائے دیتے ہیں کہ حسینؑ کیا وقت ہوگا تاریخ میں یہ لکھا بڑی بڑی تاریخ کی کتابوں میں یہ ہے کہ یہ جملہ کہا کہ حسینؑ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ تیرا یہ کٹا ہوا سر طشت میں تیری بہن کے سامنے حاکم کو پیش کیا جا رہا ہے میں دیکھ رہا ہوں نانا کہہ رہے ہیں۔ زندہ شہادت ہے اب دوسرا لمحہ سناتا ہوں آپ کو سب کا نام لیا اب دوسرا لمحہ سناتا ہوں وقت تھا وہ کہ فاطمہؑ حجرے میں جانے والی تھیں حجرے میں اور بس وہ لمحہ قریب تھا جب روحِ بتولؑ جنّت الفردوس کی طرف پرواز کر جائے حجرے میں جاتے جاتے اسماء سے کہا کہ حجرے میں عبادت کے لئے جا رہی ہوں لیکن ایک لمحے کے لئے رکیں دیکھا سامنے زینبؑ کھڑی تھیں ایک بار زینبؑ کو قریب بلایا سب سے پہلے زینبؑ کے بکھرے ہوئے بالوں کو سمیٹا دونوں طرف سے سر کے بال سنوارے، چھوٹی بچی زینبؑ پانچ سال کی، ماں نے دونوں طرف سے بال برابر کئے اور ایک جملہ کہا، کہا زینبؑ اے زینبؑ میں نہیں ہوں گی علیؑ نہ ہوں گے، حسنؑ نہ ہوں گے عجیب جملہ کہا اتنی چھوٹی بچی سے اے زینبؑ حسینؑ کو تیرے حوالے کیا ذرا سوچئے دوسرا جملہ عجیب جو کہا ہے مجھ سے پڑھا نہیں جاتا میر انیس نے اسے مرثیے میں نظم کر دیا ہے جملہ یہ کہا زینبؑ ہم نے کبھی حسینؑ کو دھوپ میں نہیں نکالا پھر اس کے بعد جملہ یہ کہا کہ جب حسینؑ حجرے سے باہر نکلتے تھے تو میری نظر حسینؑ کے قدموں

پر رہتی تھی کہ کہیں حسینؑ گر نہ جائیں، میری نظر حسینؑ کے قدموں پہ رہتی تھی، اب یہ زینبؑ کو کیا سمجھایا ہے ماں نے ایک جملہ یہ کہا ہے ہم نے کبھی حسینؑ کو دھوپ میں نہیں نکالا تو جب زینبؑ نے گیارہ محرم کو دھوپ میں بھائی کا لاشہ دیکھا ماں سے فریاد کی، تیسرا لمحہ، ضربت علیؑ کے سر پر لگ چکی تھی اکیس کی شب تھی شام کا وقت تھا کہ ایک بار افطار کے وقت سارے بنی ہاشم کے لوگوں کو بلا کر علیؑ نے کہا میرے سامنے افطار کرو لیکن جب سارے بنی ہاشم سارے بیٹے افطار کے لئے بیٹھے تو حسینؑ سے کہا میرے پہلو میں آؤ حسینؑ تم میرے پاس آؤ علیؑ کے بیٹے بازو سنبھالے ہوئے ہیں ایک بار جب حسینؑ قریب آ گئے شاید تقریر کے آخری جملے ہوں ایک بار علیؑ نے اپنا ہاتھ حسینؑ کی گردن میں ڈالا اب حسینؑ جوان ہیں علیؑ کی شہادت کے وقت گلے میں ہاتھ ڈالا اور اتنا لپٹایا کہ حسینؑ کا سر علیؑ کے سینے سے لگ گیا اتنا قریب کر لیا، دستر خوان پر بھرا ہوا پانی کا کوزہ رکھا تھا دوسرے ہاتھ سے کوزہ اُٹھایا اور اُٹھا کر آہستہ آہستہ کانپتے ہاتھوں سے حسینؑ کے ہونٹوں کے قریب لائے اور ایک جملہ کہا کہ کربلا کے پیاسے آخری بار علیؑ کے ہاتھ سے پانی پی لے، ارے علیؑ دیکھ رہے تھے کہ حسینؑ کہہ رہے ہیں میں پیاسا ہوں میں پیاسا ہوں، اللہ آپ کو کوئی غم نہ دے سوا غم حسینؑ کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں آپ کے لئے اللہ آپ سب کو سلامت رکھے زیارات سے آپ کو مشرف فرمائے حج سے آپ کو مشرف فرمائے، اللہ آپ کو طویل عمر عطا فرمائے بحقِ حسینؑ تمام عزاداروں کا تحفظ فرما پروردگار اور یہ آلِ عبا کے تمام منتظمین کو اس سے زیادہ حوصلہ عطا فرما اس سے بڑی توفیق عطا فرما پروردگار جو بیمار ہیں انہیں شفا عطا فرما امام زمانہؑ کا ظہور فرما تعجیل فرما۔ (آمین)

تیسری مجلس

حسینؑ کی نسلی برتری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ ہجری کے عشرۂ محرم کی اس عزا خانے میں تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ یہاں کی مجالس کا عنوان ''حیاتِ حسینؑ ابنِ علیؑ'' قرار پایا اور ہم اسی موضوع پر مسلسل گفتگو کر رہے ہیں۔ حیاتِ حسینؑ پر ہزاروں کتابیں لکھی گئیں عربی، فارسی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں، جتنی زبانیں بھی دنیا میں رائج ہیں ہر زبان میں آپ کے اِس امام کی سوانح حیات چھپی ہوئی مل جائے گی۔ بچوں کو پڑھائی بھی جاتی ہیں۔ بچپن میں حالات بچے پڑھ لیتے ہیں، مجلسوں میں سُن لیتے ہیں، بزرگوں نے بھی بہت سی کتابیں آپ کے حالاتِ زندگی سے متعلق پڑھ رکھی ہیں ایسا نہیں کہ کسی نے سوانح حیات نہیں پڑھی یا کوئی نئی بات بیان کی جارہی ہے کوئی بہت انوکھا مضمون ہے کوئی ایسا دعویٰ نہیں ہے بات صرف یہ ہے کہ جو کچھ پڑھا گیا جو کچھ سنا گیا اُس میں آپ کے حافظے کو تازہ کرتے ہوئے کچھ روایات میں معرفت کے گوشوں کی تلاش ہے۔ موضوع نیا نہیں ہے اور یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ پڑھے لکھے حضرات جہاں موجود ہوں وہاں اگر ایسی فکری بات کہہ

دی جائے تو اُس میں کوئی ہرج نہیں ہے کہ جو کتابیں اُردو میں چھپتی ہیں کسی بھی امام کے سوانح حیات کی تو عام طور سے جب آپ اُن کو پڑھیں گے تو آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ لکھنے والا صرف روایتوں کو جمع کر دیتا ہے فلاں سَن میں یہ واقعہ ہوا فلاں سَن میں یہ واقعہ ہوا اس طرح بچپن گزرا اس طرح سے جوانی گزری اس طرح شہادت ہوئی۔ شہادت کے بعد یہ حالات اور یہ اثرات ہوئے۔ یہ دور سائنس کا دور جو ہے وہ تجزیے کا دور کہلاتا ہے کمپیوٹر جہاں ترقی کر کے اس منزل تک آ گیا کہ جہاں آپ کی کسی بھی بات پر فوراً سوال کیا جاسکتا ہے تو وہاں فوراً ایک بہترین جواب کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو اس عشرے میں کوشش یہ ہے کہ اگر چودہ صدیوں میں علوم نے ترقی کی ہے اور اُن روایتوں کو جنھیں آپ نے سُن رکھا ہے اگر وہ تجزیے کی روشنی میں نکھاری نہیں گئی ہیں اور اُن کا جائزہ نہیں لیا گیا ہے اور اُنھیں سائنس کی روشنی میں نہیں دیکھا گیا ہے اُنھیں عہدِ حاضر میں نہیں پرکھا گیا ہے اگر کوئی سوال ہو جائے کسی غیر مذہب والے سے تو ایسا نہ ہو کہ ہمارے بچے ہمارے جوان کمپیوٹر پر اُس کا جواب نہ دے سکیں۔ ہم اُن جوابات کی تلاش کر رہے ہیں کہ یہ تشنگی نہ محسوس ہو کہ یہ روایت ہم نے پڑھی تو تھی لیکن ایک نئے علوم کو پڑھنے والا اس میں یہ اعتراض کا گوشہ نکال رہا ہے اور ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے وہ امام جن کے لئے ہم زندہ ہیں جن کے لئے ہم محرم منا رہے ہیں جن کے غم کے سہارے ہم زندہ ہیں، جس امام نے ہمیں عزّت عطا کی ہے، اُسی امام کی سوانح حیات میں کوئی اعتراض کر بیٹھے اور ہمارے پاس جواب نہ ہو تو ہم اپنے جوانوں اور بچوں

Presented by: https://jafrilibrary.com

کے ذہنوں کو اتنا پختہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر اُن کو جواب کتاب میں نہ ملے تو اُن کی عقل حسینؑ کی محبت میں اتنی غرق ہو کہ وہ جواب اُن کی عقل خود جواب دے اور عقل کی معرفت اُنہیں وہ جواب دلا دے جو کتابوں میں موجود نہیں ہے، دیکھیے روایتوں کی کوئی کمی نہیں۔ امام حسینؑ ایک ہستی ہیں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں میں تمہید میں بتا دوں پھر میں اپنے موضوع کو شروع کروں اور یہ ضروری باتیں ہیں، پہلی تقریر میں بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں جتنا لٹریچر آج لکھا گیا ہے تو تمام غیر اقوام کا یہ فیصلہ ہے، یورپ اور امریکہ کے دانشوروں کا کہ صرف دو ہستیوں کے لئے سب سے زیادہ لکھا گیا ایک حضرت عیسیٰؑ کے لئے اور ایک امام حسینؑ کے لئے یعنی ان دو ہستیوں کے لئے سب سے زیادہ لٹریچر لکھا گیا ہے اور اس سے زیادہ کسی کے لئے کتابیں نہیں لکھی گئیں لیکن میں نے جملہ یہ کہا تھا کہ ہوسکتا ہے حضرتِ عیسیٰؑ اور امامِ حسینؑ پر جو کچھ لکھا گیا ہو وہ برابر ہو لیکن ایک مقام پر آ کر امامِ حسینؑ کا لٹریچر (Literature) حضرت عیسیٰؑ سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ ہے شاعری کا لٹریچر۔ جتنے مرثیے، جتنے نوحے، جتنے سلام حسینؑ کے لئے کہے گئے ہیں دنیا میں عیسیٰؑ کیا کسی کے لئے نہیں کہے گئے اس مقام پر امام حسینؑ کے مقابل کوئی ہستی نہیں ٹھہرتی تو جہاں ہر لکھنے والے نے یہ کوشش کی کہ ہم حسینؑ کے بارے میں کچھ لکھیں کوئی محدث ہو، کوئی مفسر ہو، کوئی مورخ ہو، کسی مکتبۂ فکر سے ہو، اسلام کے کسی بھی فرقے سے ہو صوفی ہو، سُنّی ہو، اہلِ حدیث ہو، شیعہ ہو کوئی بھی ہو ہر ایک نے امامِ حسینؑ پر کوئی نہ کوئی کتاب لکھی ہے اور چودہ صدیوں میں جتنے راوی گزرے ہیں جس جس نے روایتوں کو جمع کیا ہے

اُن سب کی روایتیں جو جس کو جو بھی روایت پسند آئی وہ اُس نے اپنی کتاب میں شامل کرلی ہے لیکن ضرورت یہ ہے کہ ہر روایت کو ہم قبول نہ کرلیں۔ اس لئے کہ ہمارے پاس ایک علم علمِ رجال ہے۔ رِجال کا علم یہ بتاتا ہے کہ جو راوی روایت بیان کررہا ہے یہ راوی سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اگر یہ ثابت ہوگیا کہ راوی جھوٹا ہے تو پھر اُس کی روایت قابلِ اعتبار نہیں ہے یہ فیصلہ ہے ایک علماء کا تو اب جہاں راوی ہی جھوٹا ہو تو روایت کیسے سچی ہوسکتی ہے۔ اب یہ ہوسکتا ہے اُس نے روایت سنی ہو کسی سے لفظ بدل گئے ہوں اور چار لفظ اگر بدل جائیں تو گفتگو کچھ کی کچھ ہوجاتی ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ بعدِ کربلا بنی اُمیہ نے اتنا پروپیگنڈہ کیا تھا حسینؑ کے خلاف اور کوشش کی تھی کہ جھوٹی روایتیں گڑھی جائیں تاکہ حسینیت جو بڑھ رہی ہے اس سیلاب کو سمندر کی موجوں کو کسی طرح سے روک دیا جائے لیکن بنی اُمیہ خود تو تباہ ہوگئے حسینیت کے سفر کو روک نہ سکے اور بادشاہوں کی دولتوں نے اُن جھوٹی روایتوں کو کسی بھی معیار پر پرکھ کر ٹھکرا دیا اور اُن کی کوئی قیمت قرار نہ پائی۔ تو اکثر ایسا ہوا کہ اُن روایتوں میں سے بعض روایتیں بظاہر اچھی لگیں اور لکھنے والوں کو اُن کا ادراک وہاں تک نہیں پہنچا وہ یہ سمجھے کہ یہ روایت مستند ہے اور اچھی ہے۔ انہوں نے امامِ حسینؑ کی سوانحِ حیات میں اُس روایت کو شامل کرلیا۔ تو وہ اُس کی باریکی کو نہ سمجھے بعد میں جب تجزیہ کیا گیا تو سمجھ میں آیا کہ روایت تو مدح کی ہے لیکن اِس میں کوئی ایسا پہلو بھی نکل رہا ہے کہ کچھ معصوم کی توہین بھی ہورہی ہے تو یہ پرکھنے والے ہر ایک نہیں ہوتے۔ سب الگ الگ ہوتے ہیں عالم الگ ہوتا ہے، محدث الگ ہوتا ہے، واعظ الگ ہوتا ہے

اور محقق الگ ہوتا ہے، محقق کا کام یہ ہے کہ وہ اُس روایت کا تجزیہ کر کے بتائے کہ اس میں اتنے پوائنٹس (Points) ہیں کہ آپ ان کو پر کھئے، تو ہمارے ہاں ایک علم روایت ہے ایک علم درایت ہے، روایت کا علم یہ بتاتا ہے کہ واقعہ موجود ہے لکھا گیا ہے۔ درایت کا علم یہ بتاتا ہے کہ اب اس روایت کو پر کھئے روایت کا وجود ہے اس کو بڑا یقینی مانا گیا ہے کہ روایت تو کتاب میں لکھی ہے۔ دیکھئے اس کے اوپر بڑا اصرار ہوتا ہے صاحب موجود تو ہے کتاب میں آپ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو درایت کا علم یہ بتاتا ہے کہ ہاں ہے تو لیکن اس کے ہر گوشے کو پہلے پر کھئے تو یہ دیکھئے کہ اس میں کتنے پوائنٹس مداح کے نکل رہے ہیں اور کتنے قبح کے نکل رہے ہیں اگر اس میں معصوم کی توہین ہو رہی ہے اور وقارِ معصوم گھٹ رہا ہے تو روایت کو واپس کر دیجئے یہ تو ایک عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ جب معصوم سے پوچھا گیا کہ ایسی کوئی روایت ہو کہ جو ہمارے سمجھ میں نہ آئے اور کچھ لوگ بیٹھ کر اُس پہ اعتراض کر دیں؟ تو معصوم نے کہا کہ بعض ہماری بیان کی ہوئی ایسی روایتیں ہیں کہ بعض زمانوں میں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ جب زمانہ آگے بڑھے گا تو وہی روایت تمہارے سمجھ میں آ جائے گی تو جس عہد میں تمہارے سمجھ میں نہ آئے تو تم روایت کو جھوٹا نہ کہنا، چونکہ نام ہمارا پڑا ہوا ہے تو جھوٹا نہ کہنا تو ہماری روایت کو ہماری طرف واپس کر دینا۔ بس تم استعمال نہ کرنا، کہنا ہم اس روایت کو استعمال نہیں کرتے۔ ہم نہیں پڑھتے ہم کتاب میں نہیں لکھتے ہم نے اس روایت کو امام کی طرف واپس کیا۔ مثال کے لئے آیت اللہ خوئی سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تھا فتویٰ تھا تو دیکھئے جو عالم ہمارا فتویٰ دیتا ہے وہ جب

استدلال کرتا ہے اور فتویٰ دیتا ہے تو معصوم کی حدیث سے استنباط کرتا ہے، اُس کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہے اپنی مرضی سے فتویٰ نہیں دیتا، معصوم سے اِذن لیتا ہے اور اُس روایت کو تلاش کرتا ہے کہ اس کا جواب معصوم کی کسی حدیث میں ہے جو یہ مسئلہ پوچھا گیا ہے تو اُصولِ کافی میں ایک حدیث تھی بہت مشہور تو ساتویں امام، امام موسیٰ کاظمؑ کی کہ ہر مسلمان پر پانچوں وقت کی سترہ رکعتیں واجب ہیں تو بہت سے محدثین نے اس روایت کا مذاق اُڑایا کہ یہ نئی بات کیا کہہ دی یہ تو ہے ہی پانچ وقت، نماز پڑھنا ہے اور سترہ رکعتیں ہوتی ہیں تو یہ حدیث کیا ہوئی ؟ تو گویا وہ حدیث اُس عہد میں سمجھ میں نہیں آئی۔ آیت اللہ خوئی کے پاس ایک فتویٰ آیا اُس میں ہم مثلاً عرب سے چلے تو نماز صبح کا وقت تھا تو ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی۔ ڈیڑھ گھنٹے کا سفر تھا جیسے ہی ہم مصر میں اُترے تو اب وہاں صبح کا وقت آیا تھا دو گھنٹے بعد اور جماعت لگ رہی تھی تو اب بتایئے ایسے موقع پر کہ جب ہم صبح کی نماز پڑھ کر چلے ہیں اور یہاں صبح کا وقت اب آیا ہے تو ہم صبح کی نماز دوبارہ پڑھیں یا قضا کر دیں؟ تو آیت اللہ خوئی نے فرمایا کہ ساتویں امام فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر پانچ وقت کی سترہ رکعت واجب ہیں اگر آپ دو رکعت اور پڑھ لیں گے تو کتنی ہو جائیں گی؟ اُنیس ہو جائیں گی نا، واجب تو سترہ ہیں اگر خود کہہ دیتے کہ نہ پڑھئے تو لوگ کہتے کہ دیکھئے نماز سے روک رہے ہیں یعنی دو رکعت کا ثواب گھٹائے جارہے ہیں تو سمجھ گئے میری بات آپ! تو روایت پر درایت اس طرح سے ہوتا ہے ایک روابت کیا بلکہ کئی روایتیں ایسی ہیں کہ امامِ حسینؑ کی سوانحِ حیات میں کہ جو سب کی سب قابلِ قبول نہیں ہیں آج کے اس عہد میں ہمارے تمام

شیعہ اور سنی علماء نے بھی امامِ حسینؑ اور امام حسنؑ کی ولادت کے موقع پر اس روایت پر بہت زور دیا، پہلے میں آپ کو روایت سناؤں گا، پھر میں درایت کروں گا پھر اس کا فیصلہ میں آپ کے ذہن پر چھوڑ دوں گا، پھر آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ روایت جھوٹی اور سچی کیسے پرکھی جاتی ہے؟ ایک روایت کہ بچوں کی بڑوں کی سوانح حیات جو بھی آپ کو ملے تو پڑھیے گا۔ یہ واقعہ آپ کو ملے گا کہ جب امام حسنؑ کی ولادت قریب آئی تو رسولِ خدا جنگ پہ جارہے تھے تو آپؐ نے فرمایا، فاطمہؑ بچہ جب پیدا ہو تو جب تک میں آ نہ جاؤں اس بچے کو دودھ نہ پلانا۔ رسولِ خدا واپس آئے تو کہا بچے کو لاؤ تو کہا فاطمہؑ دودھ تو نہیں پلایا کہا بابا ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا لیکن بچہ بہت رویا بھوکا تھا مجھ سے برداشت نہ ہوا میں نے دودھ پلا دیا۔ بات ختم ہوئی رسولؐ نے فرمایا فاطمہؑ یہ تم نے کیا کیا؟ اب نسلِ حسنؑ سے امامت ختم ہوگئی اب حسنؑ کی نسل میں کوئی امام نہیں آئے گا۔ اگر تم پہلے دودھ نہیں پلاتیں میں اپنا شیر اسے چسا دیتا تو اُس کی نسل میں امامت آجاتی۔ پھر امام حسینؑ کی ولادت کا وقت آیا پھر اُس وقت بھی رسولؐ جنگ پہ جا رہے تھے۔ جب چلنے لگے تو پھر فرمایا فاطمہؑ جب تک میں نہ آجاؤں بچے کو دودھ نہ پلانا تو جنابِ فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ میں نے انتظار کیا بہت روئے حسینؑ لیکن میں نے رسولِ خدا کا انتظار کیا۔ جب وہ آ گئے تو کہا کہ بچے کو لاؤ۔ میں بچے کو لے گئی کہا دودھ تو نہیں پلایا کہا نہیں کہا اب لاؤ بچے کو گود میں لیا اور زبان چسانا شروع کیا اور اس کے بعد کہا فاطمہؑ اب اس کی نسل میں امامت چلے گی۔ دو جملوں کا اور اضافہ کیا راوی نے ایک اور راوی ہے اُس نے ایک اور اضافہ کیا کہ جب امامِ حسنؑ کو

کو دودھ پلایا فاطمہؑ نے تو اُس وقت رسولؐ نے فرمایا یہ کیا کیا تم نے دودھ پلا دیا اب حسنؑ لڑ نہ سکیں گے شجاعت ختم ہوگئی۔ جب حسینؑ کے لئے بات ہوئی تو کہا کہ اچھا ہوا تم نے دودھ نہیں پلایا اب میرا شِیر (لعابِ دہن) حسینؑ نے چوسا ہے اب یہ جنگ بھی کریں گے اور ان میں شجاعت بھی آ گئی دوسرے راوی نے اُس میں اور اضافہ کیا بجائے روایت کو سدھارنے کے ہر راوی روایت کو بگاڑتا چلا گیا روایت آپ نے سن لی اور شیعوں نے بھی لکھا ہے اس کو اور سنیوں نے بھی لکھا، اُردو اور فارسی کی جتنی بھی کتابیں ہیں سب میں یہ روایت موجود ہے۔ اب روایت آپ نے سن لی درایت میں کرتا ہوں پہلی بات تو یہ کہ جب حسنؑ پیدا ہوئے تو اس زمانے میں کوئی لڑائی ہوئی ہی نہیں جنگِ اُحد ہو چکی تھی جب پیدا ہوئے۔ اُحد کے بعد جو لڑائی ہوئی ہے وہ خندق ہے بڑی لڑائی۔ جب خندق ہو چکی تو حسینؑ پیدا ہوئے یعنی جب دونوں بچے پیدا ہو رہے ہیں اُس وقت کوئی لڑائی نہیں ہو رہی ہے۔ دونوں کی ولادت کے وقت لڑائی ہو چکی ہے تب پیدا ہوئے ہیں گویا ان کے آنے سے لڑائیاں رُکی ہیں۔ دیکھئے روایت کے شروع سے درایت کر رہا ہوں ایک تو کوئی لڑائی مل ہی نہیں رہی بچوں کی ولادت کے وقت تو یہاں سے راوی کی کمزوری ظاہر ہوئی کہ اُس کی نظر تاریخِ اسلام پہ نہیں تھی اور ہجری سن کے واقعات بھی اس کی نظر میں ترتیب سے نہیں ہیں، ولادت اور جنگوں کے زمانے کا تعین نہیں کر سکا۔ اسی کو کہتے ہیں تجزیہ اس موضوع پر عشرہ چل رہا ہے ورنہ سوانحِ حیات تو سب جانتے ہیں یہ سوانحِ حیات پڑھیئے تو سمجھ کے پڑھیئے اور یہ فیصلہ آپ اپنی عقل سے کر سکیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ اب اس میں دوسری خامی درایت

کے ذریعے روایت میں۔ اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک عقیدہ ہے عصمت، عصمت کے معنیٰ ہیں ان سے خطا کا امکان ہی نہیں۔ خطا ان کے قریب آ ہی نہیں سکتی۔ ایک معصوم ایک معصومہ سے یہ کہے کہ یہ کام نہ کرنا۔ یعنی رسولؐ بیٹی سے یہ کہہ دیں کہ دودھ نہیں پلانا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے فاطمہؑ باپ کے خلافِ حکم دودھ پلا دیں۔ معصومہ ہیں، تعظیم کے لئے اُٹھتے ہیں جب یہ آتی ہیں تو کھڑے ہو جاتے ہیں باپ جو کہتا ہے وہ کرتی ہیں جو یہ کہتی ہیں وہ باپ کرتا ہے تاریخ میں ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ انہوں نے کہا ہو اور انہوں نے نہیں کیا ہو۔ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں، معصوم کی سیرت میں یہ نہیں ہوتا کہ معصوم کسی بات کو معصوم سے کہہ دے یہ نہیں کرنا ہے اور خلافِ حکم عمل کرے، عدل بھی ختم ہوا، عصمت بھی ختم ہوئی، ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ بیٹی کو باپ یہ کہے کہ یہ کام نہیں کرنا اور بیٹی کہے کہ میں مجبور ہوگئی تھی۔ اب یہاں سے دوسری منزل پر روایت ردّ ہوئی۔ اب تیسری منزل مدح کر رہا ہے راوی بتانا یہ چاہ رہا ہے کہ نانا نواسوں کو اتنا چاہتا تھا کہ اپنی زبان چوسا کر پالا تو ایسا پوائنٹ (point) رکھا ہے کہ پڑھنے والا یہ نہ کہہ سکے کہ یہ روایت غلط ہے۔ بے شک نانا نے اپنی زبان چُسا کر حسینؑ کی پرورش کی لیکن حسینؑ نے ماں کا دودھ بھی پیا ہے۔ میر انیس کہتے ہیں:-

وہ احمدؐ و بتولؑ و علیؑ کی محبتیں　　وہ خُلدِ بہشت وہ جنّت کی نعمتیں
وہ پرورش، وہ چین، وہ بچپن کی راحتیں　　وہ فاطمہؑ کے دودھ کی دھاروں کی لذتیں

موسم تھا کچھ دِنوں تو بزرگوں کے پیار کا
اک دن مزہ تھا خنجرِ قاتل کی دھار کا

اس راوی نے یہ لکھ دیا کہ نانا نواسوں سے اتنی محبت کرتا تھا کہ زبان چُسائی، روایت لے لیجئے یہ نہیں سوچا کہ راوی بڑی چالاکی کے ساتھ شبیر فاطمہؑ کی توہین کر رہا ہے۔ دیکھئے سمجھئے گا میری بات کو تیسرا پوائنٹ اور چوتھا پوائنٹ دیکھئے گا بڑی باریکی کے ساتھ راوی نے حسینؑ کو تو بڑھایا شجاعت بھی ہے امامت بھی چلے گی لیکن ہمارے ایک امام کو گھٹا دیا، حسینؑ سے، کہ نہ اُن میں امامت چلی ہے نہ شجاعت ہے، اس لئے کہ ہماری فکر یہ ہے کہ علیؑ سے مہدیؑ تک شجاعت میں سب برابر ہیں۔ دیکھئے ہمارے عقیدے کو متزلزل کیا ہے اس روایت میں یہ کہہ کر اب حسنؑ لڑ نہ سکیں گے ہر امام کا کام الگ ہے اگر ذوالفقار سب کو مل جائے اور سب سے کہہ دیا جائے کہ ایک نہیں بارہ کربلا ئیں بنا دو تو یہ بنا بھی دیں گے، اگر تلوار دے دی جائے اور سب سے یہ کہہ دیا جائے باری باری کہ ہر ایک خیبر کی لڑائی لڑے تو تلک تو تلک ہیں خود پروردگار یہ پیغام بھیجے محمدؐ کو کہ تمہارے بارہ جانشینوں کی خیبر کی لڑائی دیکھی فیصلہ ناممکن ہے کہ کون کم رہا کون زیادہ رہا؟ سمجھ رہے ہیں نا؟ اپنے عقائد کو بھی ہمیں مستحکم کرنا ہے ان مجالس کے ذریعے تو ایسا نہ ہو کہ ہمارا ذہن بہک جائے تو ان راویوں سے ان کم عقل محدثین سے بہتر تو میر انیسؔ تھے، میر انیسؔ لاکھ درجے بہتر تھے جنہوں نے حسینؑ کی تاریخ لکھی اور ایسی لکھی کوئی نہ لکھ سکا۔ جنگ دکھائی قیامت کی امام حسینؑ کی۔ یوں لڑے یوں اور عرش سے پروردگار کی آواز آئی میر انیسؔ فرما رہے ہیں اور چوتھا مصرع یہ دیا کہ

دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر مرحبا

کچھ سمجھئے یہاں انیسؔ کو کہنا چاہئے تھا کہ رسولؐ کے لعابِ دہن کا اثر دکھایا،

نہیں حقیقت یہ ہے کہ کربلا نام ہے فاطمہؑ کے دودھ پلانے کی تاثیر کا یہ جو بازوؤں میں طاقت آئی ہے اور یہ آخری پوائنٹ پیش کر رہا ہوں۔ دنگ ہو جائیں گے اس پوری روایت میں نہ توہینِ فاطمہؑ کرنا تھا راوی کو نہ توہین حسنؑ کرنا تھی نہ توہین حسینؑ کرنا تھی۔ اصل میں راوی توہینِ محمدؐ کرنا چاہتا تھا، آپ کا ذہن وہاں تک پہنچا یا نہیں؟ اصل میں راوی توہینِ محمدؐ کرنا چاہتا تھا، فاطمہؑ کس کی بیٹی ہیں؟ محمدؐ کی، حسنؑ اور حسینؑ کس کے بیٹے ہیں، فاطمہؑ کے، ایک شخص آیا مولا علیؑ کے پاس اور کہنے لگا آپ سے بڑا بہادر عرب میں کوئی نہیں گزرا، کہا کیا بکتا ہے؟ عرب میں محمدؐ سے بہادر کوئی انسان نہیں گزرا، اب میں پھر انیسؔ کو دہراتا ہوں تاکہ آپ کی سمجھ میں بات آ جائے تو پوری دنیا پکار کر کہہ دیتی کہ محمدؐ بڑے بہادر ہیں کسی کی سمجھ میں نہ آتا کسی نے محمدؐ کو خیبر اُکھاڑتے دیکھا نہ عمر ابنِ عبدود کو مارتے دیکھا نہ مرحب کو مارتے دیکھا نہ کبھی لڑتے دیکھا گواہی کون دیتا؟ تو جس کو دیکھا نہیں؟ آپ نے یوسفؑ کو دیکھا ہے، آپ نے علی اکبرؑ کو دیکھا ہے، نہیں دیکھا، لیکن یوسفؑ جیسا حسین یہ کہہ دے کہ علی اکبرؑ بہت خوبصورت ہیں تو آپ یہ کہیں گے بھئی اب گواہی آ گئی اب میں میر انیسؔ کا ایک شعر پڑھ رہا ہوں۔

تعریف کریں خاص تو ہے کام کی تعریف
کب مانتے ہیں اہلِ سُخن عام کی تعریف

گواہی یہ گواہی ہے کہ ایک دانشور ایک دانشور کی گواہی دے، عوام کچھ بھی کہتی رہے ایک بہادر ایک بہادر کو بہادر کہے تو وہ بہادر ہے۔ ایک عالم دوسرے عالم کو عالم کہے تو وہ عالم ہے پوری دنیا پکار کر کہتی کہ محمدؐ بہادر ہیں فاتح

خیبر، فاتح حنین، فاتح بدر، جس کی لڑائیاں دنیا دیکھے ہوئے تھی اُس نے کہا کہ مجھ سے بڑا بہادر میرا بھائی محمدؐ تھا تو اب یقین ہے ہمیں کہ محمدؐ علیؑ سے زیادہ بہادر تھے اس لئے کہ علیؑ نے کہا ہے تو جب محمدؐ علیؑ سے زیادہ بہادر ہیں تو محمدؐ کی بیٹی کو محمدؐ جیسا بہادر ہونا چاہئے کہ دودھ کا اثر یہ ہونا چاہئے کہ جب اُس کے بچے پیدا ہوں تو محمدؐ جیسے بہادر ہوں اور وہ بہادری علیؑ سے زیادہ ہو، راوی نے توہینِ محمدؐ کی ہے۔ فاطمہؑ کے دودھ کے اثر گھٹا کے بہت سے لوگ نہیں سمجھے۔ تو ہم کیا کریں؟ دیکھئے علیؑ کے بیٹے ہیں بہادری باپ سے ملی ہے لیکن بہادری کا تعلق دودھ سے ہوتا ہے، دیکھئے بہادری کا تعلق بہادر باپ سے نہیں ہوتا۔ بہت آسان زبان میں سمجھاتا ہوں، شجاعت باپ سے نہیں ملتی حسنؑ و حسینؑ اگر شجاع ہیں تو اس لئے شجاع ہیں کہ فاطمہؑ کے بیٹے ہیں اور فاطمہؑ محمدؐ کی بیٹی ہیں، ڈریئے گا نہیں ٹھیک ہے کہ فاتح خیبر کے بیٹے ہیں لیکن اگر علیؑ خود گواہی دیں اب گواہی دلوا رہا ہوں علیؑ سے کہ بہادری ماں کی طرف سے ہے کہ بھائی عقیلؑ ایک بہادر قبیلے کی عورت لاؤ تاکہ ایسا بیٹا پیدا ہو جو شجاع ہو، مولا علیؑ جیسا بہادر یہ کہے اُس کو تو یہ کہنا چاہئے کہ میں اتنا بہادر ہوں اتنا شجاع ہوں ستاسی لڑائیاں میں نے لڑیں پورا عرب تو میں نے کاٹ کر پھینک دیا۔ میرا جو بیٹا پیدا ہوگا وہ علیؑ ہوگا۔ اٹھارہ بیٹے تھے نا علیؑ کے لیکن اُن اٹھارہ بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ کو چھوڑ کر اطمینان ہے علیؑ کو یہ تو فاطمہؑ کے بیٹے ہیں یہ تو ہیں بہادر، اب جو بیویاں آئیں گی وہ معصوم گھرانے سے نہیں آئیں گی تو ایسی ماں تلاش کرو کہ پھر ایسا بیٹا ہو کہ اُس کی شجاعت عباسؑ کی شجاعت حسینؑ کی شجاعت کے ساتھ ساتھ رکھ دی جائے، بھائی عقیلؑ ایسی عورت تلاش کرو تو

مشہور تھا کہ باپ بہادر ہو اب میں تشریح کر رہا ہوں باپ بہادر ہو، بڑے واقعات لکھے ہیں یہ وزیر صاحب بیٹھے ہیں خود ان کے شجرے میں یہ باہرہ کا شجرہ ہے اس میں بڑا عجیب مسئلہ ہے ایک شجاعت کا پہلو آ گیا کہ بیٹے نے ماں سے جا کے کہا کہ یہ ہوا کیا؟ یہ میری شجاعت میں کمی کیسے آ گئی؟ تو ماں نے کہا ہاں بیٹا ہوا یہ کہ جب تم پیدا ہوئے تو ایک دن میں ہٹ گئی تھی تمہارے پاس سے تم روئے تو دایا نے تمہیں اپنا دودھ پلا دیا۔ اتنی دیر میں میری نظر پڑ گئی بس اُس میں شاید دو قطرے تمہارے منہ میں گئے تھے کہ میں نے تمہیں دایا سے چھین لیا اور تمہیں اُلٹا کر دیا اور وہ دودھ منہ سے نکل گیا۔ اُس میں کا شاید کوئی ذرہ تمہارے حلق میں اُتر گیا ہو۔ اگر تم نے سیدانی کا دودھ پیا ہوتا، ایسے میں کتنے واقعات سنا دوں آپ کو ارے میں جانور کے سنا دوں اور عربوں کی زبانی سنا دوں باپ سے نہیں ہوتا مسئلہ، میں کچھ سمجھا کے ایک منزل تک لے جاؤں گا آپ کو اب موضوع چھڑ گیا یہ تو اب تمہید میں یہ بات ہو جائے عرب کی تاریخ میں یہ ہے کہ عرب گھوڑوں کا شجرہ لکھتے تھے گھوڑا لینے آئے سوداگر آیا انہوں نے کہا اس کا رجسٹر کہاں ہے؟ کہا رجسٹر بھرے ہوئے تھے بڑے بڑے انہوں نے کہا کہ دیکھ لو کہا یہ گھوڑی پسند آئی ہے یہ خریدنا ہے یا یہ گھوڑا خریدنا ہے؟ یہ گھوڑا ہمیں پسند آیا ہے کم عمر بھی ہے اور اچھا ہے نسل اچھی ہے دیکھئے وہ پہچان رہا ہے نسل اچھی ہے نسل باپ سے چلتی ہے نا! کہہ رہا ہے نسل اچھی ہے۔ کہا ہم یہ خریدنا چاہتے ہیں لیکن ذرا شجرہ دکھا دو اُس نے جلدی جلدی شجرہ دکھایا کہ اس کا باپ یہ ہے وہ لوگ گھوڑوں کے نام رکھتے تھے وہ لکھے ہوتے تھے کہ اس کا نام یہ ہے اس کے

باپ کا نام یہ ہے اس کے دادا کا نام یہ ہے سات پُشت تک دیکھ لیا کرتے تھے دیکھئے حالات لکھے ہوئے تھے کہ کس لڑائی میں لڑا اس کا دادا؟ کہاں گیا اس کا باپ؟ وہ کیسے لڑا؟ کون کون سی جنگوں میں یہ گئے؟ سب لکھا ہوتا تھا اب بھی لکھا ہے۔ کہئے گا تو کسی دن سنا بھی دیں گے اس لئے کہ امام حسینؑ کی سوانح حیات میں ایک وفادار گھوڑا بھی ہے۔ کسی دن اُس کا ذکر ہوگا تو وہ سب بھی بیان ہو جائے گا۔ اُس نے شجرہ دیکھا قیمت دی اور لے کر چل دیا۔ گھوڑے پر بیٹھ کر چلا پسند آ گیا تھا۔ راستے میں بارش ہو گئی۔ کہتے ہیں فردوسی نے ایک لفظ ایجاد کیا ہے کہ میدانِ جنگ میں گھوڑے کی خوبی یہ ہے کہ اُس کی جتنی چالیں ہیں وہ سب چالیں میدانِ جنگ میں دکھائے گا، کاوہ ہے، کوہی ہے، مختلف قسمیں ہیں چالوں کی اور جیسے جیسے دشمن حملہ کرتا جاتا ہے گھوڑا پینترا بدلتا جاتا ہے۔ سوار کے اشارے کو وہ جانتا ہے یعنی بار بار لگام کو کھینچا نہیں جاتا۔ بلکہ سایہ جو پڑتا ہے تلوار کا زمین پر گھوڑا اُس سائے کو دیکھتا جاتا ہے اور یہ سمجھتا جاتا ہے کہ سوار اب مجھے کدھر موڑنا چاہتا ہے گھوڑے سے زیادہ بات آگے نکلتی چلی جائے گی۔ یہی میرے ساتھ مسئلہ ہے کہ بات کو سمجھانے کے چکر میں گہرائی میں ڈوبتا چلا جاتا ہوں۔ میں موضوع سے ہٹنا چاہ رہا ہوں اپنے اصل موضوع کی طرف آنا چاہ رہا ہوں گھوڑے سے زیادہ عقل مند جانور کوئی نہیں ہے اس لئے اُس کو فرس کہتے ہیں فرس لفظ نکلا ہے فراست سے فراست سے بڑا لفظ عقل کے لئے نہیں ہے، فرس کی جمع ہے فارس، ایران کو اس لئے فارس کہتے ہیں کہ وہاں کے لوگ گھوڑے کی طرح عقل مند ہوتے ہیں اور فارسی میں فارس اُس کو کہتے ہیں جو گھوڑے پر بیٹھے سوار تو

وہ عقل مند بھی ہو، سلمان فارسی اس لئے مشہور ہیں فارس سے اُسی سے فرس ہے اور اسی لئے میر انیسؔ نے کہا۔

بخدا فارسِ میدانِ تہوّر تھا حرؑ

یہ فارس کا لفظ یہاں پر استعمال کیا وہ بہادری جو بہادری فراست اور عقل مندی کے ساتھ ہو تو گھوڑے سے زیادہ ذہین جانور کوئی نہیں ہوتا اُس میں خامی کیا ہے؟ یعنی ہر چال اُس کی ٹھیک ہے لیکن لڑتے لڑتے میدانِ جنگ میں آگے کے دونوں گھٹنے جھک جائیں یعنی خم کھا جائیں، دوڑتے دوڑتے گھوڑے کے آگے کے دونوں گھٹنے جھک جائیں تو اُسے کہتے ہیں سکنّدری کھانا۔ اگر کوئی گھوڑا سکنّدری کھا جائے تو اُسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ پھر اُسے استعمال نہیں کیا جاتا تھا یہ گھوڑے کی سب سے بڑی خرابی عرب میں کہلاتی تھی کہ اس نے گھٹنے ٹیک دیئے، محاورہ یہاں تک آیا، لیجئے صاحب اُنہوں نے گھٹنے ٹیک دیئے محاورہ بن گیا۔ آیا گھوڑے سے محاورہ اور استعمال انسانوں کے لئے ہو رہا ہے۔ تو آپ نے کہا گھٹنے ٹیکے مثل اُس گھوڑے کے جو سکنّدری کھا چکا ہے آپ بھی اُس طرح سکنّدری کھا گئے۔ آپ واجب القتل ہو گئے گھٹنے ٹیکے بیٹھے ہیں۔ اب کہاں کہاں کس نے میدانِ جنگ میں گھٹنے ٹیکے ہیں یہ تو سب آپ اخبار میں جانتے ہیں اور کس کو کہاں کہاں گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے؟ گھٹنے ٹیکوانے تو کلنٹن نکلے ہوئے ہیں۔ سکندری کھانا پڑ رہی ہے بہت سے لوگوں کو بڑی بڑی پاور اُس پاور میں بھی ہارس پاور بھی ہے، گھوڑے ہی سے آتی ہے۔ پاور کے لئے جو سب سے بڑا لفظ ہے وہ گھوڑے ہی سے ہے۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ؟ وہ گھوڑا لے کر چلا بارش ہو گئی تو کیچڑ ہو گئی۔ بہت قاعدے

سے دوڑتا ہوا آیا لیکن جب بارش ہوئی اور کیچڑ ہوگئی تو اُس کے آگے کے گھٹنے جھک گئے اور وہ سکندری کھا گیا وہیں سے واپس ہوا اور واپس آ کر اُس نے سوداگر سے کہا کیوں بھئی یہ تو سکندری کھا گیا گھوڑا۔ کہا تو تم نے شجرہ نہیں دیکھا تھا؟ کہا ہم نے تو اس کے باپ دادا کو دیکھا تھا کہا تم نے اس کی ماں اور دادی کا شجرہ کیوں نہیں دیکھا یہ ہماری غلطی ہے یا تمہاری غلطی ہے؟ لکھا ہوا تو تھا اب تم نے خود ہی نہیں پڑھا۔ اب پڑھو، اب اُس نے نام دیکھنا شروع کیا، اس کی دادی کون تھی اس کی پردادی کون تھی؟ دیکھتا جا رہا ہے، جب سب دیکھ لیا سب ساتویں نمبر پہ پیچھے اس کی دادی پر پہنچا سات دادیاں پیچھے وہاں لکھا تھا کہ یہ ایک دن میدانِ جنگ میں سکندری کھا گئی تھی۔ سات پشتوں کے بعد پوتے میں وہ اثر آیا تو باپ سے اثر نہیں آیا خوبی بھی ماں کی طرف سے آتی ہے اور خامی بھی ماں کی طرف سے آتی ہے، جب کنعان پہاڑ پہ چڑھا تو اللہ نے کہا یہ تمہارا اہل نہیں ہے کیا مطلب ہے یعنی یہ تمہارا اہل اس لئے نہیں ہے کہ اس کا ماں خائن ہے اس لئے اس کو اہلِ بیت میں شامل نہیں کیا جا سکتا جس ماں میں خامی ہوتی ہے وہ انبیاء کے خاندان سے نکال دی جاتی ہے یا بیٹا دیا ہی نہیں جاتا۔ ماں کے دودھ کو کامل ہونا چاہئے یہ پیغام ہے تمام بچوں کے نام۔ اونگی بونگی عورت سے شادی کر کے فخر نہ کریں۔ صاحب ہم لندن سے لائے، ہم امریکہ سے لائے، ارے جی ہم نے مسلمان کر لیا تو کیا کارنامہ کیا اب اولاد ہوگی تو پتہ چلے گا سات پشتوں تک تو تم بیٹھے نہیں ہو گے کہ آگے کیا ہوا؟ تم تو اپنا عہد دیکھ رہے ہو اپنا زمانہ دیکھ رہے ہو۔ علیؑ نے اسی لئے اعلان کیا تھا۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا علیؑ کو نہیں

معلوم تھا کہ کون سا بہادر قبیلہ ہے؟ اور کس قبیلے میں کون سی عورت ایسی ہوگی کہ جس سے بچہ پیدا ہوگا، تو عباسؑ جیسا بچہ پیدا ہوگا۔ یہ بڑے بھائی عقیلؑ سے کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ زمانے کو بتانا تھا خود عقیلؑ کو بتاتا تھا کہ دیکھو میں کربلا کے لئے ایک بہادر بیٹا پیدا کر رہا ہوں، اب تم بھی تیاری کرو عقیلؑ سمجھ گئے تو تیاری کی کہا آپ نے عباسؑ کو تیاری کروائی میں مسلمؑ کو تیار کرتا ہوں، یہ اشارہ تھا سمبل (symbol) تھا امامت کے لئے۔ آپ نے دیکھا روایت کہاں پہنچی؟ تو جب فاطمہؑ کلابیہ کا بیٹا عباسؑ جیسا ہو اس سے قیمتی جملہ میں اس وقت دے سکتا ہوں تو فاطمہؑ کا حسنؑ کیسا ہوگا؟ دیکھئے عباسؑ سے بڑے حسینؑ ہیں حسینؑ سے بڑے حسنؑ ہیں اور تاریخ میں ہے کہ تین بھائی حسنؑ حسینؑ محمد حنفیہؒ تو واقعہ یوں لکھا ہے اور روایت کی سچائی خود آپ کے سامنے آ جائے گی اور اب میں یہ روایت پڑھتا ہوں تو آپ کا فوراً اس روایت پر ایمان آ جائے گا لوگ کہتے ہیں کہ محمد حنفیہؒ جس بزم میں بیٹھے ہوتے تھے وہاں کسی کی مجال نہیں تھی کہ زبان کھول سکے وہ رُعب تھا محمد حنفیہؒ کا۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ؟ جس محفل میں محمد حنفیہؒ بیٹھے ہوں، وہاں کسی کی ہمت نہیں تھی کہ گفتگو کر سکے، سب سر کو جھکائے رہتے اور جس محفل میں حسنؑ بیٹھے ہوں اور وہاں پر حسینؑ بیٹھے ہوں اور محمد حنفیہؒ بیٹھے ہوں تو مجال نہیں تھی کہ حسنؑ کے سامنے حسینؑ کچھ بول سکیں یہ ہیں حسنؑ یہ ہمارا عقیدہ ہے اس لئے کہ پہلے امام علیؑ دوسرے امام حسنؑ اور تیسرے امام حسینؑ، یہ ٹھیک ہے کہ ہر فضیلت میں دونوں کو برابر کر دیا گیا لیکن جہاں تہذیب اور ادب کا معاملہ آیا وہاں حسینؑ نے بتایا دیکھو ہم اپنے بڑے بھائی کا کتنا ادب کرتے ہیں صرف ادب نہیں تھا یہ پیار بھی تھا یہ

محبت بھی تھی وہ محمد حنفیہؒ کی محبت وہ عباسؑ کی محبت یہ حسینؑ کی اپنے بڑے بھائی حسنؑ سے محبت کیوں؟ اس لئے کہ حسنؑ حسینؑ کے بھی امام ہیں، بھئی حسینؑ کا پہلا امام کون؟ علیؑ دوسرے امام حسنؑ تو آپ نے دیکھا کہ اس روایت میں کیا کیا راوی نے؟ امامِ حسنؑ کے پلّے کو گھٹا یا اب ایک پوائنٹ رہ گیا اُس کو ادا کروں۔ ورنہ آپ کے ذہن میں تشنگی رہ جائے گی۔ راوی نے رسولؐ سے یہ کہلوایا کہ حسنؑ کی نسل میں امامت ختم ہوگئی۔ امامت امام حسنؑ سے بھی چلی حسینؑ سے بھی چلی اور حسنؑ سے زیادہ چلی اور حسینؑ سے کم چلی آپ کہیں گے یہ کیسا دعویٰ؟ آپ خود دیکھئے کیا ہوا؟ امام حسنؑ کی بیٹی فاطمہؑ بنت حسنؑ امامِ حسینؑ کا بیٹا علیؑ ابن الحسینؑ دونوں کی شادی ہوئی تو پانچویں امام پیدا ہوئے۔ امامت آگے بڑھی اب جملہ میں نے کیا کہہ دیا تھا کہ حسنؑ کی طرف سے امامت زیادہ چلی۔ دیکھئے حسنؑ کی بیٹی ہے فاطمہؑ حسینؑ کا بیٹا ہے علیؑ یہ تاریخ کے دوسرے علیؑ اور فاطمہؑ ہیں۔ وہاں بھی علیؑ اور فاطمہؑ سے امامت چلی یہاں بھی علیؑ اور فاطمہؑ سے امامت چلی تو وہاں فاطمہؑ کے بچوں کو جو امامت مل رہی ہے وہ رسولؐ سے مل رہی ہے تو وہ پلّہ زیادہ ہے رسولؐ کا پلّہ بھاری ہوگا علیؑ کے مقابلے میں اب، نہیں سمجھ رہے ہیں آپ، وہاں نبوت ہے یہاں امامت ہے۔ بچے ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے امامت پا رہے ہیں نا حسنؑ اور حسینؑ تو محمد باقرؑ امامت کیسے پا رہے ہیں، ننھیال سے بھی ددھیال سے بھی تو ننھیال کا حصہ اس خاندان میں زیادہ وزنی ہوتا ہے یہی تو اتنی دیر سے کیا سمجھا رہے ہیں آپ کو، اسی لئے اچھا ننھیال تلاش کیا جاتا ہے۔ اسی لئے جتنے بُرے ننھیال تھے اللہ نے نہیں چاہا کہ وہ ننھیال باقی رہیں، ننھیال اولاد سے

باقی رہتے ہیں نام سے باقی نہیں رہتے تو کیا کسی بیان کی ضرورت ہے کہ حسینؑ کا ننھیال کیا ہے اور ددھیال کیا ہے؟ جب ماں فاطمہؑ، باپ علیؑ، نانا رسولؐ اکرم تو پھر کیا ضرورت ہے شجرہ پوچھنے کی؟ اس ٹکر کا شجرہ عالمِ اسلام میں کس کا ہوسکتا ہے؟ نانی خدیجہؑ تو شجرہ ایک دن رسولؐ نے کہا ہاں ہاں شجرہ دنیا جانتی ہے لیکن آج ہم شجرہ بتا بھی دیں بچے گھر سے نکلے نانا کے پاس سے باہر نکلے رات اندھیری تھی بجلی چمک رہی تھی بادل گرج رہے تھے، اندھیرا بہت زیادہ تھا بجائے ماں کے اپنے گھر جانے کے مدینے کی دوسری شاہراہ پہ ہو لئے جب بہت دور نکل گئے اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا تھک گئے تھے ایک باغ میں لیٹ گئے وہاں نیند آ گئی ادھر جیسے ہی سوئے ادھر اللہ نے کہا جبریلؑ اور میکائیل سے بچے سو رہے ہیں ہوا سے کہو کہ تھم تھم کے چلے تقریر ختم ہو رہی ہے۔ ہوا سے کہو آہستہ آہستہ چلے بچے سو رہے ہیں اور تمام فرشتوں سے کہو اپنے منہ میں گلدستہ لے کر جائیں اور بچوں کے اوپر پھولوں کا سایہ کر دیں جب تک کہ نانا نہیں پہنچ جاتے کافی دیر ہوئی تو ماں نے سلمانؑ سے پوچھوایا کہ جاؤ بہت دیر ہوگئی بچے اب تک نہیں آئے یہاں رسولؐ آرام کے لئے لیٹ چکے تھے سلمانؑ نے کہا کہ بچے اب تک نہیں آئے رسولؐ اُٹھ کے بیٹھ گئے کہا بچے تو گئے اپنے گھر، اب ماں اور نانا دونوں پریشان بے اختیار رسولؐ باہر نکلے میر نفیسؔ نے اس واقعے کو نظم کرتے کرتے ایک بیت دے دی۔

غُل ہے رسولؐ جاتے ہیں پیاروں کو ڈھونڈنے
نکلا ہے آفتاب ستاروں کو ڈھونڈنے

چلے رسولؐ اور اب جب رسولؐ چلے تو اژدہام ساتھ رسول اتنی رات کو کہیں

جا رہے ہیں تو ساتھ میں جا رہے ہیں۔ اُس حدیقۂ بنی نجار میں جو بنی نجار کا باغ حدیقہ یعنی باغ وہاں تک رسولؐ چلے گئے کہتے یہ ہیں کہ رسولؐ جب چلے تو اندھیری رات تھی تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے جو ایسے کیا تو اُس میں سے روشنی نکلنے لگی تو جدھر جدھر رسولؐ ہاتھ کو لے جاتے روشنی اُدھر اُدھر ہو جاتی اور رسولؐ اُس نور میں نور کو ڈھونڈنے لگے بچوں تک پہنچ گئے۔ اصحاب کہنے لگے یا رسولؐ اللہ لایئے حسنؑ کو ہمیں دے دیجئے ہم اُٹھالیں حسینؑ کو ہم اُٹھالیں کہا کوئی قریب نہ آئے۔ دونوں بچوں کو ہم ہی اُٹھائیں گے ایک طرف سے حسنؑ کو لیا گود میں دوسری طرف سے حسینؑ کو لیا گود میں اور دونوں کو لے کر چلے اب یوں جو لے کر چلے تو آگے حسنؑ اور حسینؑ ہیں گویا دو علم ہاتھ میں ہیں رسولؐ نے دو علم اُٹھائے ہیں ایک سبز علم ہے ایک سرخ علم اور اصحاب کا جلوس پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ جلوس نکالنا بدعت نہیں ہے جلوس ہوتا ہی حسنؑ حسینؑ کا ہے۔ شاہراہ پہ جلوس نکلوا کے رسولؐ نے دکھا دیا۔ بچے مل گئے گھر میں پہنچا دیئے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مسجد میں پہنچے صحن میں گئے بچوں کو سامنے بٹھایا اصحاب چاروں طرف بیٹھ گئے اب آواز دی کہا اے میرے پیارے اصحاب ہم تمہیں راز کی باتیں بتائیں، کہا حضورؐ بتایئے، کہا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ اس روئے زمین پر باپ کے اعتبار سے افضل ترین کون ہے؟ یا رسولؐ اللہ آپ بتایئے میرے دونوں بچے حسنؑ اور حسینؑ ان کا باپ علیؑ ہے دیکھئے شجرہ بتا رہے ہیں نا! تقریر خاتمے پر آ گئی کیا، ہم تمہیں بتائیں کہ ماں کے اعتبار سے اس روئے زمین پر کون افضل ہے؟ سب نے کہا آپ بتایئے، کہا حسنؑ اور حسینؑ ان کی ماں فاطمہ سَیِّدۃُ النساء العالمینؑ ہے کہا ہم تمہیں بتائیں

کہ نانا کے اعتبار سے افضل کون ہے؟ ہاں رسول اللہؐ بتایئے کہا حسنؑ اور حسینؑ۔ ان کا نانا میں ہوں۔ اب یہاں پہ رُک جانا چاہیے تھی بات رُکی نہیں ہے پورا شجرہ بتائیں گے، اے میرے اصحاب میں بتاؤں کہ دادا کے اعتبار سے اس روئے زمین پر افضل ترین کون ہے؟ کہا فرمایئے کہا میرے شہزادے حسنؑ اور حسینؑ ان کا دادا ابو طالبؑ، ہے اب کوئی بولے کافر ہے روایت تو آ گئی اب درآیت کر کے بتا دو کہ روایت جھوٹی ہے روایت تو حضرت عائشہ سے ہے، جھوٹی ہو کیسے ہو سکتی ہے۔ صدیقہ نے سنائی ہے ایک بار آواز دی کہا ہم بتائیں کہ نانی کے اعتبار سے روئے زمین پر فضیلت کس کو حاصل ہے؟ کہا ہاں فرمایئے کہا میرے راج دلارے حسنؑ اور حسینؑ ان کی نانی خدیجہؑ کبریٰ ہیں پتہ چلا کہ عالمِ اسلام میں نہ تو خدیجہؑ جیسی نانی آئی ہے اور نہ ابو طالبؑ جیسا دادا کسی کو ملا دیکھیے رسولؐ افضل ترین کہہ رہے ہیں اُس کے بعد کہتے ہیں کہ اے اصحاب کیا میں بتاؤں کہ اس روئے زمین پر چچا کے اعتبار سے افضل ترین کون ہے؟ کہا بتایئے کہا حسنؑ اور حسینؑ کے چچا عقیلؑ اور جعفرؑ ہیں جعفرؑ کا رُتبہ کیا کہنا، افضل ترین، کہا ہم تمہیں کیا بتائیں کہ پھوپھی کے اعتبار سے افضل ترین کون ہے؟ بتایئے کہا اُمِ ہانی حسنؑ اور حسینؑ کی پھوپھی ہیں، روایت اب رُکی، اب ذرا غور کیجیے گا شجرہ جب کسی کا بتایا جاتا ہے تو دو چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں یہ باپ ہے یہ ماں ہیں یہ دادا یہ نانا کچھ سوچ رہے ہیں آپ! تقریر میری ختم ہو رہی ہے اب زیادہ نہیں سمجھاؤں گا۔ سمجھانے کو بہت کچھ ہے وقت نہیں ہے میرے پاس جب شجرہ بتایا جاتا ہے تو کیسے؟ دو طرف کا شجرہ بتایا جاتا ہے۔ یہ باپ ہے، یہ ماں ہے، یہ دادا ہے یہ

دادی ہے، یہ نانا ہے، یہ نانی ہیں، یہ چچا ہے یہ ماموں ہیں، یہ پھوپھی ہیں، پھوپھی پہ بات رُک گئی کیوں؟ یہاں ماموں تو ہیں نہیں، اُمِ ہانی پھوپھی تو اگر رسولؐ کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو یہ حسنؑ اور حسینؑ کی خالہ ہوتیں جزاک اللہ۔ اب بتایئے کہ حسینؑ کی سوانح حیاتِ مبارکہ پر اِس رُخ سے کسی نے تجزیہ کیا؟ کہ اسلام کی بہت سی ایسی بحثیں جو تاریخ میں غلط فہمیاں پیدا کر رہی ہیں وہ حسینؑ کے صدقے میں حل ہو رہی ہیں۔ چار بیٹیاں نہیں صرف ایک بیٹی تھی۔ اگر کوئی بیٹی ہوتی تو حسینؑ اُمِ سلمٰیؑ کو ساتھ رکھ کر کہتے ہیں نانی جو ساتھ رہتی ہیں تو کوئی خالہ بھی تو گھر میں ہوتی۔ پھوپھی موجود ہیں، حسینؑ کی نانیاں موجود ہیں گھر میں ہم نے نہیں سنا کہ اس گھرانے میں کوئی خالہ بھی تھیں حسینؑ کی۔ اگر اور بیٹیاں ہوتیں تو انہیں حسنؑ اور حسینؑ خالہ کہتے تو خالہ تھی ہی نہیں اس لئے کہ فاطمہؑ اکلوتی بیٹی تھیں اور اگر تھیں بھی تو اولاد بھی تو ہوگی اور اولاد ہوگی تو وہ حسینؑ کے خالہ زاد بھائی اور بہن ہوتے تو اکسٹھ ہجری میں تو ہوں گے تو سب کربلا جا رہے ہیں یہ لوگ کیوں نہیں جا رہے؟ کربلا میں کوئی امامِ حسینؑ کا خالہ زاد بھائی ملا کسی کو؟ چچا زاد بھائی تو آئے ہیں مسلمؑ ابنِ عقیلؑ تو رسولؐ نے شجرہ یہیں تک کا تو بتایا تھا۔ بس ہوگئی جناب تقریر چونکہ عقیلؑ کا ذِکر کیا تو مُسلمؑ کو آنا تھا۔ اگر ماموں یا خالہ ہوتیں تو اُس کی اولاد کو بھی کربلا میں آنا تھا لیکن رسولؐ کی زبان رُکی ہے کہ اب نہ خالہ ہیں نہ شجرہ ہے خالہ یا ماموں کا، اب آپ بنا لیں نبیؐ کے داماد بہت سے داماد بنا لیں، آپ بناتے رہیں داماد، لیکن کربلا میں کسی کا حصہ نہیں ہے۔ کربلا میں ابو طالبؑ کی اولاد کا حصہ ہے جعفرِ طیارؑ کی اولاد آئی ہے مُسلم بن عقیلؑ کی اولاد آئی ہے اور ایک نہیں دس بیٹے۔ عقیلؑ کے

دس بیٹے اور آٹھ پوتے سعید بن عقیلؑ کا بیٹا بھی ہے کربلا میں چھوٹا سا جعفر بن عقیلؑ کا بیٹا بھی ہے۔ محمد بن عقیلؑ کا بیٹا بھی ہے۔ لیکن نجانے کیا مسلمؑ کے بیٹوں نے قربانی دی کہ مسلمؑ اور بچے دونوں تاریخ میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ قربانی عظیم اور عجیب قربانی ہے اللہ سب کو زیارت کروائے یہ فرات کے کنارے دو گنبدوں والا روضہ جو بنا ہے آپ دیکھ کر آئے ہیں۔ بس اس کے دروازے میں آپ داخل ہوئے پھر آپ کے آنسو کوئی روک نہیں سکتا۔ ضریح تک پہنچتے ہوئے آپ میں ہمت نہیں رہ پاتی اس لئے کہ یہ وہ بچے ہیں جو رات کی تاریکی میں کوفے میں باپ سے بچھڑ گئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بس آج تین محرم ہوگئی دیکھتے ہی دیکھتے دن گزرتے چلے جائیں گے اور آپ یہ ہی کہتے جائیں گے ہائے رونے کی حسرت رہ گئی تو اب جتنے بھی قطرے اب گر جائیں جس ذکر پر بھی مبارک ہے، یہ غم مبارک ہیں آپ کے آنسو جو فاطمہؑ کے رومال تک یہ آنسو پہنچ جاتے ہیں دو بچے اور پیار بھرے انداز میں یہ عالم ہو گیا کہ نعلین ٹوٹ گئیں راستہ چلتے چلتے سر کے عمامے گر گئے بال اُلجھ گئے سر پہ گرد بیٹھ گئی مہینوں گزر گئے سال گزر گیا جسم کا کرتا چھٹ گیا اور یہ عالم کہ بعض وقت یہ ہوتا تھا کہ چلتے چلتے جب چھوٹا بھائی پیچھے رہ جاتا تو بڑا بھائی سمجھ جاتا اور بیٹھ کے کانٹے نکالنے لگ جاتا اور کبھی چھوٹا بھائی کہتا بھائی آپ کے پاؤں میں زیادہ کانٹے ہیں اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے کانٹے نکالنے لگتا چھپ چھپ کے جنگلوں میں کہاں رہیں کہاں جائیں کیا کریں بس آپس میں یہی کہتے تھے بقول میر انیسؔ

ایک ایک لعین کونے میں دشمن ہے ہمارا　　اک دوست تھا ہانی سو وہ دنیا سے سدھارا
بیٹھی کہیں چُھپ کر نہیں اتنا بھی سہارا　　غربت میں ہمیں باپ کے مرجانے نے مارا

غربت میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا
شمعیں بھی جلاؤ تو اُجالا نہیں ہوتا

ہم سا بھی زمانے میں نہ ہوگا کوئی مجبور　　تیجا تو کریں باپ کا اتنا نہیں مقدور
وارد ہیں وہاں رحم کا جس جا نہیں دستور　　ماں دُور، پدر دُور، چچا دُور وطن دُور

کِس سے کہیں سن چھوٹے ہیں اور رنج بڑے ہیں
بابا کے تو مرنے سے تباہی میں پڑے ہیں

ایک دوسرے سے یہی کہتے ہوئے بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے رات کو سوئیں کہاں خطرہ ہے دشمن کا ایک رات ایک منزل ایسی آئی کہ فرات کا کنارہ جب آیا کہیں بھی کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ چھپ کے بیٹھ جائیں تو بھائی سے بھائی کہنے لگا اگر ہم فرات کے کنارے سو گئے تو یہ راستہ ہے لوگ صبح کو پانی بھرنے آئیں گے ہم کو پکڑ کے ابنِ زیاد کے پاس لے جائیں گے۔ ہم ماں کے پاس کیسے پہنچیں گے۔ اماں ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی کیا کریں؟ بھائی نے بھائی سے کہا کہ یہ جو درخت ہے سامنے ہم اس کی شاخوں پر سو جائیں دونوں بھائی چڑھ گئے اور دونوں بھائی باہوں میں باہوں کو ڈال کر پتوں کے درمیان لیٹ گئے لیکن نیند نہیں آئی ذرا سا بھی پتا کھڑکتا تو چونک جاتے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور داروغۂ زندان مشکور کے گھر کی کنیز پانی بھرنے آئی جب وہ اپنا برتن لے کر فرات میں پانی بھرنے لگی اور جھک کر اُس نے چاہا کہ پانی بھرے تو اُس نے ایک بار فرات کی لہروں میں دو چمکتے ہوئے چاند دیکھے تو وہ

بڑی حیران ہوئی کہ رات تو ختم ہوگئی اب تو سورج نکل رہا ہے یہ دو چاند کہاں سے نظر آ رہے ہیں؟ ایک بار اُس نے گھبرا کر درخت کی طرف دیکھا اب جو دیکھا کہ دو خوفزدہ بچے اسی کی طرف دیکھ رہے ہیں زیادہ نہیں پڑھوں گا بس دو چار جملے اس روایت کو میں زیادہ نہیں پڑھ سکتا مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ خدا آپ کو اس روضے پہ لے جائے جب آپ وہاں پہنچیں گے تو اکثر ایسا ہوتا ہے خدامِ ضریح کھول دیتا ہے جب میں گیا تو نہیں معلوم مجھ پہ کیا کرم ہوا کہ ضریح کا دروازہ کھل گیا ناصر رضا میرے ساتھ تھے ہم لوگ ضریح کے اندر داخل ہو گئے دو ننھی ننھی قبریں ایک محمدؑ کی ایک ابراہیمؑ۔ بس دو چار جملے کنیز نے ایک بار دیکھا کہا اتنے خوب صورت بچے نہیں دیکھے، ڈرے ہوئے کیوں ہو گھبراؤ نہ نیچے اتر آؤ ہم تمہارے ہمدرد ہیں ہم سمجھ گئے تم مسافر ہو پریشان ہو کہا ہماری شکایت تو نہیں کرے گی؟ کہا نہیں نہیں تم کون ہو؟ کہا ہم آلِ محمدؐ کے گھرانے کے ہیں بس یہ سننا تھا کنیز پیروں کو چومنے لگی کہنے لگی اچھا ہوا تم نے بتا دیا ہماری جو مالکہ ہے نا وہ بھی فاطمہؑ سے بہت محبت کرتی ہے ہم تمہیں لے کر چلیں گے تو ہماری مالکہ بہت خوش ہو جائے گی یہ حارث کی زوجہ ہے جو اس کنیز کی مالکہ ہے بچوں کو لے کر آئی اب جو گھر میں لے کر آئی تو مالکہ نے کہا کہ پانی نہیں لائی؟ کہا بی بی پانی کیسا آپ کے گھر تو دولت آئی ہے۔ آپ کے گھر تو نعمت آئی ہے دیکھئے تو ہم دو چاند کے ٹکڑے لائے ہیں کہا یہ کون بچے ہیں اتنے خوب صورت؟ مگر ان کے سروں پر مٹی پڑی ہوئی ہے، پیر ان کے مٹی میں بھرے ہوئے ہیں۔ کہا بی بی آپ کو نہیں معلوم یہ فاطمہؑ کے گھر کے بچے ہیں یہ محمدؐ کے گھرانے کے بچے ہیں کہا کس کے بچے ہیں؟ کہا

وہ مظلوم کوفہ جو مارا گیا مسلمؑ یہ اُس کے بچے ہیں، یہ سننا تھا کہ مالکہ قدموں سے لپٹ گئی پہلے کام یہ کیا کنیز سے کہا کہ ذرا ننھے ننھے کپڑے لا، ان کے کپڑے بدلوا پہلے ان کے سر کی مٹی کو صاف کر پانی لا کے ان کا سر دھو دے۔ بچوں کو سجا دیا۔ آنکھوں میں سرمہ لگا دیا یہ کہا کہ ہم خدمت کرنا چاہتے ہیں اور ایک حجرہ خالی کر کے بچوں کو سلا دیا۔ آدھی رات ہوئی تو حارث گھبرایا ہوا آیا، خُود اُتار کے ایک طرف پھینکا، تلوار ایک طرف رکھی، کہا کم بخت کہاں سے آتا ہے کہاں کا ارادہ ہے، کہا ابنِ زیاد کہتا ہے، مسلمؑ کے بچے کہاں ہیں؟ ہم رات بھر ڈھونڈتے رہتے ہیں لیکن بچے نہیں ملتے۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزری جب صبح آئی تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی زوجہ بار بار ایک حجرے کی طرف جاتی ہے کھانا لے کے کبھی پانی لے کر۔ اُس نے کہا کہ تو بار بار اُس حجرے کی طرف جاتی ہے کون ہے یہاں کس کے لئے پانی لے جاتی ہے کھانا کس کے لئے لے جاتی ہے؟ کہا تجھ سے کیا مطلب؟ تو اپنا آرام کر کہا نہیں میں دیکھوں گا کہ کون ہے؟ بس مالکہ روتی رہ گئی حارث اُس حجرے کی طرف بڑھ گیا، اب میرے پاس روایت کے جملے نہیں ہیں جو میں بیان کروں۔ مرزا دبیرؔ نے عجیب بات کہی کہ جب وہ گیا اور حارث نے بچوں کو دیکھا تو بے اختیار کہا سارے زمانے میں تلاش کر رہا تھا اور تم یہاں ہو۔ ہمارا انعام رُکا ہوا تھا۔ اُس کے بعد کیا ہوا بس مرزا دبیرؔ کی ایک بیت پڑھے دیتا ہوں اس لئے روایت کے جو جملے ہیں وہ پڑھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔

ڈر گئے سہم گئے ہائے وہ مسلمؑ کے پیارے
یا علیؑ کہنے پہ ظالم نے طمانچے مارے

اب اس سے زیادہ میں کیا پڑھوں؟ بچوں کی مشکیں باندھ کر فرات کے کنارے آیا جہاں سے بچے چلے تھے وہیں آیا صبح کا وقت تھا فجر کا تلوار نکالی بچوں نے کہا ہمیں مار ڈالے گا؟ جب چلا تھا تو مالکہ قدموں سے لپٹی جاتی تھی اور کہتی کہ خدا کے لئے چھوڑ دے ان بچوں کو بچوں پہ رحم کر بڑی فریاد کی اُس نے لیکن بچوں کو کھینچتا ہوا فرات کے کنارے لایا۔ ایک جملہ بس ایک جملے کی زحمت دینا چاہتا ہوں اور میں نے آپ کی زحمتوں کو تمام کیا آپ نے بڑا گریہ کیا۔ جزاک اللہ، یہ جملے سنیں گے تو آپ بہت روئیں گے اور جب یہ جملہ یاد آیا تو مسلمؑ کے لاڈلے شہزادے مظلوم کے دلارے آپ کو بہت یاد آئیں گے کبھی شبِ جمعہ آپ رونا چاہیں تو یہ جملے یاد کر لیجئے گا آپ رو پڑیں گے آپ کا دل خود مجلس کرنے لگے گا۔ بس وہ جملہ سنانا چاہتا ہوں۔ ایک بار بچوں نے کہا ایسا کر ہماری زلفیں کاٹ لے۔ اُس زمانے میں یہ قاعدہ تھا کہ بازار میں جب غلام بکتے تھے تو اُن کی زلفیں کاٹ دیتے تھے اگر زلفیں ہوتیں تھیں تو لوگ کہتے تھے کہ کسی امیر گھرانے شاہی خاندان کا بچہ چُرا کے لایا ہے۔ اس لئے زلفیں کاٹ دی جاتی تھیں یہ پہچان تھی بکنے والے غلاموں کی کہ زلفیں کٹی ہوں بچوں نے کہا زلفیں کاٹ دے اور بازار میں لے جا کے فروخت کر دے۔ کیوں ہمیں قتل کرتا ہے۔ بچوں کی بس یہ تمنا ہے کہ کسی طور پر اماں سے مل جائیں۔ اگر ہم قتل ہو گئے تو ماں پر کیا گزرے گی۔ اس لئے چاہتے ہیں بازار میں بک جائیں، غلام بن کر سہی ماں تک مدینے پہنچ جائیں بچوں کو نہیں خبر کہ ماں مدینے میں نہیں ہے۔ ارے کتنے بے کس بچے ہیں انہیں خبر ہی نہیں کہ کربلا میں ماں پر کیا گزری؟ اتنے معصوم بچے ہیں۔ بس ایک جملے کی

زحمت ہے، بس وہی جملہ میں اُس جملے کے قریب آ رہا ہوں، کہا ہمیں قتل نا کر، جب تلوار اُٹھاتا تو بڑا کہتا پہلے مجھے چھوٹا کہتا پہلے مجھے۔ دونوں بھائی لپٹ گئے کہا اچھا ایسا کر ہم دونوں لپٹے ہوئے ہیں دونوں کی گردنیں ساتھ میں کاٹ دے۔ کیونکہ ہم سے نہیں دیکھا جائے گا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کے سامنے قتل ہو جائے، لیکن ملعون نے طے کیا ہوا تھا کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے سامنے قتل کرے گا۔ لیکن جب سر کاٹا تو سر کو تو زلفوں سے پکڑ کر اپنے پاس رکھا مگر لاشے کو فرات میں پہنچا ابھی وہ جملہ میں نے کہا نہیں آخری جملہ تاریخ میں یہ ہے کہ ایک بھائی کا لاشہ فرات میں رُکا رہا جب دوسرا لاشہ بھی فرات میں پہنچا تو دونوں لاشے بانہوں سے لپٹے اور لپٹ کر لہروں کے ساتھ چلے لاشے تو چلے گئے، دونوں کے سر فخر کے ساتھ حارث ابنِ زیاد کے دربار میں لے گیا اور تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ ابنِ زیاد ملعون نے کہا کیا بات ہے؟ کہا وہ جو تو نے کہا تھا کہ بچوں کو تلاش کر کے لاؤ، بچے ہمیں مل گئے تو کہا بچوں کو لایا نہیں؟ کہا بچوں کو تو نہیں لایا قتل کر دیا یہ رہے بچوں کے سر کہتے ہیں کہ دربار میں جیسے ہی بچوں کے سر نظر آئے سارے درباری دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور ابن زیاد جیسا ظالم پیروں کے بل تخت پر کھڑا ہو گیا کہا یہ کیا کیا؟ اب سمجھئے گا! کیا ستم ہوا ہے ابنِ زیاد جیسا ظالم کہنے لگا یہ کیا کر دیا تو نے؟ زندہ کیوں نہیں لایا کیوں مارا؟ اُس نے کہا جلاد کو بلاؤ اس نے معصوم بچوں کو کیوں مارا؟ جس جگہ پر ان بچوں کو حارث نے مارا ہے وہیں لے جا کے جلاد اس حارث کے ٹکڑے کر دے۔ آخری جملہ کہنا چاہ رہا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے معاف کیجئے گا لیکن آخری جملہ میں کبھی کبھی پڑھتا ہوں جو آج میں پڑھنا

چاہتا ہوں آلِ عباؑ میں خواتین بہت شدت سے آتی ہیں اُن کے لئے، یہ جملہ اُن کے لئے ہے۔ اب آپ بھی سن لیں اس جملے کو جلاد حارث کو لے کر چلا ابنِ زیاد کا حکم تھا وہیں مارنا اس کو جہاں بچوں کو اس نے قتل کیا۔ جلاد حارث کو لے کر آیا اور وہاں قتل کرنا چاہتا تھا لیکن فرات کے کنارے جب آیا تو دیکھا ایک خون کا نالہ بہہ رہا ہے دیکھئے آخری جملہ میں نے نہیں کہا ایک خون کا نالہ بہہ رہا ہے اور ایک بار کھڑے ہو کر اُس خون کے نالے کو وہ دیکھنے لگا کہنے لگا حارث یہ تو بتا یہ خون بہہ رہا ہے اس میں پیروں کے نشان کیسے بنے ہوئے ہیں؟ کہا یہ مت پوچھو، کہا بتا کیا ہوا؟ بس آخری جملہ حارث کہنے لگا جب میں نے گلا کاٹا تو دونوں بچوں کے لاشے تڑپتے ہوئے پیر رگڑتے ہوئے خون میں بہت دور تک گئے یہ بچوں کے پیروں کے تڑپنے کے نشان ہیں ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ!

❁❁❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

سنہ ۱۴۲۱ھ کے عشرۂ محرم کی امام بارگاہِ آلِ عباؑ میں آپ حضرات چوتھی تقریر سماعت فرما رہے ہیں۔ موضوع ہے "امام عالی مقام کی سوانح حیات" جیسا کہ میں نے آغاز میں ہی معصوم کے نام کی صفات بیان کی تھیں یہ نام علمِ الٰہی میں تھے اور ان ناموں کو اس سے پہلے کسی نے استعمال نہیں کیا نہ کسی کا نام عرب میں یا دنیا میں کہیں بھی کسی نبیؐ کے خاندان میں کسی کا رکھا گیا۔ یہ ضرور ہے کہ اللہ نے جبریلؑ امین سے کہا کہ میرے حبیبؐ سے یہ کہو کہ دو بیٹے ہارونؑ کے تھے ایک کا نام شبرؑ تھا ایک کا نام شبیرؑ تھا انہی کے ناموں پر دونوں کے نام رکھے جائیں لیکن عبرانی میں جو شبرؑ کے معنی ہیں عربی میں وہ معنی ہیں حسنؑ اور جو شبیرؑ کے معنی ہیں عبرانی سے عربی میں جو ہیں وہ حسینؑ تو چونکہ نام کا ترجمہ حسنؑ اور حسینؑ ہوا اور اصل نام شبر اور شبیرؑ ہے اس لئے ہمارے دونوں شہزادوں کو شبرؑ شبیرؑ بھی کہتے ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ بھی کہتے ہیں۔ صلوٰۃ، پڑھئے گا چونکہ حدیث رسولؐ یہ تھی کہ یا علیؑ تم میرے لئے اسی طرح ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے تو جب شبیہ کامل

ہوگی تو اس طرح ہوگی کہ جیسے ہارونؑ کے بچے موسیٰؑ کے بچے کہلائے۔ اسی لئے کہ موسیٰؑ کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ موسیٰؑ کو بھی اللہ نے صرف ایک بیٹی دی تھی لیکن یہاں مسئلہ یہ تھا کہ دونوں سگے بھائی تھے۔ اس لئے موسیٰؑ کی بیٹی کی اولاد موسیٰؑ کی اولاد نہ بن سکی۔ اس لئے ہارونؑ کی ہی اولاد موسیٰؑ کی اولاد اور بعدِ موسیٰؑ وارث قرار پائی۔ اللہ جو مثالیں بیان کر چکتا ہے اُن مثالوں کو بار بار بیان کرتا ہے تاکہ انسانوں کے ذہنوں میں محفوظ رہے اور ہم تاریخ انبیاء میں یہ بات پاتے ہیں کہ انبیاءِ ماسبق کے خاندانوں میں جو باتیں گزریں اُس کی شبیہ اگر ہم کہیں پاتے ہیں تو وہ آلِ محمدؐ کے گھرانے میں پاتے ہیں۔ اُمت کے کسی اور گھرانے میں وہ باتیں نہیں ملتیں۔ اس لئے انبیاء کا گھرانا ہی یہ ہے تو سلسلے میں وراثت میں جہاں نبوتیں ولائتیں آ رہی ہوں۔ اُس گھرانے کا کیا کہنا اور اُس گھرانے کے مقابل کائنات کا کوئی اور گھرانا کیسے آ سکتا ہے؟ یہ کائنات کا افضل ترین گھرانا ہے اور یہاں کی ہر بات اللہ کی پسندیدہ بات ہے جب کسی بچے کا نام رکھا جاتا ہے، جب اُس کی ولادت ہوتی ہے تو وہ اُس بچے کی سوانح حیات کا اہم ترین باب ہوتا ہے اور جب ہم امامِ حسینؑ کی سوانحِ حیات بیان کر رہے ہوں تو ظاہر ہے کہ وِلادت کا لمحہ اور نام رکھنے کی رسم سب سے اہم ہوگی اور میں بارہا پڑھ چکا کہ کس طرح نام رکھا گیا لیکن چونکہ میں بار بار کئی تقریروں میں حسینؑ کے معنی بتا چکا تو اس وقت آگے بڑھ جاؤں تمہید میں یہ کہہ کر کہ اس نام کی ایک خصوصیت اس نام کی ایک عظمت ایسی ہے جو ذہن انسانی کو حیران کر دیتی ہے یعنی تمام ناموں کے مقابل ایک صفت ایسی ہے کہ سارے ناموں کو آپ سامنے رکھیں تو اس نام میں ایک اہمیت قدرت نے رکھی اور وہ اہمیت یہ رکھی کہ یہ چار نام علمِ الٰہی میں تھے اور اِن کا

ظہور نہیں ہوا تھا۔ محمدؐ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ بعد میں یہ سنت قرار پائی کہ انہی ناموں کو معصومینؑ میں دہرایا گیا۔ یہی نام پھر بار بار رکھے گئے کیوں کہ عظیم نام تھے اس لئے یادگار کے طور پر انہی ناموں کو دہرایا گیا۔ اب آپ یہ دیکھئے کہ معصومینؑ میں یہ نام کس طرح دہرائے گئے؟ محمدؐ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ۔ اب بعدِ حسینؑ جو بیٹا پیدا ہوا اُس کا نام علیؑ رکھا گیا۔ حسینؑ کے بعد جو بیٹا علیؑ کے یہاں پیدا ہوا اُس کا نام محمدؐ رکھا گیا، یہ سب خطابات اور القابات ہیں اور ذہن میں رکھا کیجئے اصل نام یعنی ہمارے مولا علیؑ کے سو نام ہیں ہر امام کے سمجھئے اتنے اتنے نام ہیں اور ہر ہستی جو صفت پاتی تھی اسی صفت سے انہیں پکارا جانے لگا حالانکہ وہ نام پہلے سے علمِ الٰہی میں ہوتا تھا اور قرآن میں موجود بہت سے ایسے نام ہیں جن سے ہم نا آشنا ہیں کہ حسنؑ کے اور نام کیا ہیں؟ حسینؑ کے اور نام کیا ہیں؟ لیکن بے شمار نام ہیں اسی طرح بعد کے آئمہ کے بھی ہیں تو چوتھے امام کو ہم کبھی زین العابدین کے نام سے یاد کرتے ہیں کبھی سیدِ سجاد کے نام سے ظاہر کرتے ہیں، کبھی سید الساجدین کے نام سے یاد کرتے ہیں تو یہ سب القابات و خطابات ہیں جو جو صفات زمانے والے پاتے گئے اُس اُس نام سے پکارتے گئے، لیکن اللہ بتاتا گیا کہ ہاں ان کا سجدہ ہاں ان کی عبادت تو یہ عبادت کرنے والوں کی زینت بن گئے۔ یہ سجدہ کرنے والوں کے سردار بن گئے لیکن نام علیؑ ہے اسی طرح پانچویں امام کا نام محمدؐ ہے باقرؑ خطاب ہے۔ اب اُس کے بعد دو نئے نام خاندانِ معصومینؑ میں ظہور کرتے ہیں جو اس سے پہلے معصومین میں نہیں رکھے گئے اور وہ دو نام ہیں پانچویں امام کے بعد چھٹے امام کا نام جعفر، یہ نیا نام ہے لیکن جعفرؑ کے ساتھ لفظِ صادق کو لازمہ قرار دیا گیا۔ اس لئے کہ اس کے بعد جتنے بھی جعفر آئیں، میر جعفر

تک بھی جعفر آتے رہے ہیں تو جب ان کا نام لینا تو صادق ضرور کہنا، یہ لازمہ ہو گیا، چھٹے امام کے بعد جو نام رکھا گیا وہ پھر نام تھا موسیٰؑ لیکن لازمہ قرار دیا کہ ان کے نام کیساتھ کاظم ضرور کہنا۔ اس لئے کہ موسیٰؑ گزر چکے ہیں اور موسیٰؑ کو اپنی ہیبت کی وجہ سے بار بار غصہ آتا تھا موسیٰؑ کو اتنا غصہ آتا تھا کہ جب اللہ موسیٰؑ کو فرعون کے دربار میں بھیجنے لگا تو اللہ نے وحی کی اور تاکید کی جا تو رہے ہو ہاتھ میں عصا بھی ہے غصہ نہ آ جائے، ذرا فرعون سے نرمی سے بات کرنا یعنی اللہ میاں بھی چاہتے تھے موسیٰؑ کے غصے کو کنٹرول کرنا اُن کی ہیبت اور مزاج سے اللہ بھی واقف تھا تو موسیٰؑ کی ہیبت زمانے میں بیٹھی ہوئی تھی تو معصوم کے گھرانے میں جب موسیٰؑ آیا تو اللہ نے کہہ دیا اپنے پیغمبر سے تو پھر اسے کاظم کہنا اسے موسیٰؑ کی طرح بات بات پہ غصہ نہیں آئے گا۔ کاظم کے معنی ہیں غصے کو ضبط کرنے والا اس لئے یہ موسیٰ کاظم کہلائے گئے۔ اُس کے بعد جو امام آئے پھر اُن کا نام علیؑ رکھا گیا خطاب رضاؑ ہے نام علیؑ ہے آٹھویں امام کا۔ پھر جب نویں امام آئے اُن کا نام محمدؑ رکھا گیا نام محمدؑ ہے خطاب تقیؑ ہے۔ دسویں امام آئے تو اُن کا نام علیؑ رکھا گیا لیکن خطاب نقی ہے۔ پھر گیارہویں امام آئے تو ابھی تک وہ نام دہرایا نہیں گیا تھا پنجتن کا یعنی حسنؑ ابھی تک ایک محمد ہوتا ایک علیؑ ہوتا اب حسنؑ کا نام پہلی بار گیارہویں امام کا رکھا گیا حسنؑ نام حسنؑ ہے خطاب یا لقب عسکریؑ ہے اور پھر اس کے بعد جو امام آیا اُس کا نام پھر سے محمد رکھا گیا۔ آخری امام کا نام محمد ہے تو آپ نے دیکھا علیؑ محمدؑ، علیؑ محمدؑ کتنے علیؑ کتنے محمدؑ، علیؑ سے علیؑ تک اور محمدؑ سے محمدؑ تک درمیان میں علیؑ اور محمدؑ کے علاوہ ایک جعفرؑ اور ایک موسیٰؑ اور ایک حسنؑ لیکن معصومین میں نام حسینؑ کو دہرایا نہیں گیا۔ یہ ہے ایک واحد صفت حسینؑ کی کہ چودہ معصوم میں حسینؑ ایک ہیں حسنؑ

دو ہیں علیؑ کئی ہیں محمدؐ کئی ہیں مگر حسینؑ ایک ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ علم الٰہی میں یہ بات تھی کہ حسینؑ کے لیے بہت سی چیزیں لازم ہیں کیوں کہ اگر دوسرا حسینؑ ہو تو پھر دوسری زینب بھی ہو۔ اگر دوسرا حسینؑ تو دوسری کربلا بھی ہو اس لیے حسینؑ کو پروردگار نے اپنی طرح واحد رکھا ایک حسینؑ رہے تو زمانے میں پھر اب ایک ہی حسینؑ رہے گا اور اس جملے پر آپ کو خوش ہونا چاہیئے کہ جب حسینؑ ایک ہے پھر کربلا بھی ایک رہے گی تو پھر مصرعہ جو ہر کا غلط ہو گیا۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جب حسینؑ ایک ہیں تو دوسری کربلا نہیں ہوسکتی تو پھر اللہ نے نہیں چاہا کہ اس نام کو معصومینؑ میں دُہرایا جائے ہاں اولادِ معصومین جب چاہیں اس نام کو رکھیں تو تجزیہ کرنے والوں نے دانشوروں نے بتایا کہ جتنے دُنیا میں مسلمان ہیں اسلامی ناموں میں جتنے نام اب تک رکھے جاچکے ہیں جتنے نام رکھے گئے ہیں پیغمبروں پر آئمہؑ پر اصحاب پر سب سے زیادہ جو نام مسلمانوں نے اپنے بچوں کے جو رکھے ہیں وہ حسینؑ پر رکھے گئے اور کہا گیا ہے کہ ہر تیسرے مسلمان کا نام حسینؑ پر ہوتا ہے چاہے وہ سنی ہو شیعہ ہو وہابی ہو اہلِ حدیث ہو بریلوی ہو لیکن حسینؑ نام رکھنا ہر ایک فخر سمجھتا ہے محمد حسینؑ غلام حسینؑ یعنی نام کچھ بھی رکھے ساتھ میں وہ حسینؑ لگا کر خوش ہوجاتا ہے اگر باپ نہ بھی رکھنا چاہے تو ماں کا اصرار ہوتا ہے کہ ہم نے منت مانی تھی کہ بیٹا حسینؑ نے دیا ہے تو نام میں حسینؑ لگے گا اور یہ حسینؑ کا ایک معجزہ ہے اور یہ معجزہ اس لئے ہے اس میں گھبرانے کی پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں کہ جہاں تقدیر میں بیٹا اللہ نہ لکھے تو وہاں حسینؑ تقدیر بدل کر اُسے بیٹا دے دیتے ہیں اس لئے کہ یہ تقدیروں کو بدلنے والے ہیں اب یہاں پر مرضی کی

بات آ جاتی ہے کسی کی تقدیر میں اللہ نہیں لکھتا، نہ لکھے لیکن اگر حسینؑ کہہ دیں کہ لکھ دے یعنی مرضیٔ الٰہی حسینؑ کے نام پر فوراً ہاں میں آتی ہے یہی معجزہ ہے حسینؑ کا کہ آپ نے علم تھا ماتا بوت تھا ما عزاخانے میں گئے آپ نے اپنی مراد بیان کی کہا آپ نے اللہ سے وسیلہ دیا حسینؑ کا اب اللہ کے ہاں سے نہیں نہیں ہے اور یہ نہیں کیوں نہیں ہے؟ اس لئے نہیں ہے کہ نہیں تو میرا حسینؑ کر چکا اب حسینؑ کے نام پر میں نہیں کہوں گا نہیں، میرے لئے حسینؑ نے ایک نہیں کی ہے اور وہ نہیں ایسی ہے کہ اگر وہ نہیں حسینؑ نہیں کرتے تو میرا دین ختم ہو جاتا اور وہ نہیں یہ تھی کہ جب سوال ہوا بیعت کا تو حسینؑ نے کہا نہیں۔ اس نہیں نے دین کو بچالیا اس لئے اللہ نے ارادہ کیا کہ ہم حسینؑ کے نام پر نہیں نہیں کریں گے کوئی بھی مانگے کسی بھی مذہب کا کسی مکتبہ فکر کا ہو کوئی بھی مانگے ہم اُس کی دعا کو قبول کریں گے، حسینؑ سفارش کر رہے ہیں اور انسان کیا ہے پروردگار بتانا چاہتا تھا کہ ملائکہ معصوم ہوتے ہیں وہ بھی حسینؑ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں حسینؑ پیدا ہوئے تو مدینے میں چراغاں ہو گیا خوشی کا یہ عالم تھا رسولِ اکرمؐ کا جیسا کہ کل میں نے وضاحت کی کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو پیغمبر مدینے میں موجود تھے اور جب حسینؑ پیدا ہوئے تب بھی مدینے میں موجود تھے کہیں باہر نہیں تھے۔ وقتِ ولادت جیسے ہی خبر ہوئی کہ بچے کی ولادت ہوئی نبیؐ تشریف لے آئے اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ اُس دن جس دن ان دونوں شہزادوں کا ظہور ہوا نبیؐ وہیں موجود تھے فاطمہؑ کے گھر میں اور کبھی علیؑ نبیؐ کو دیکھتے تھے اور کبھی نبی علیؑ کو دیکھتے تھے نور کا انتظار ہے کہ اب پانچواں حصہ آنے والا ہے نور کا۔ نور نور کا انتظار کر رہا ہے انوار رُکے ہوئے تھے کہ یہ آخری نور آئے اور نور سے نور مل جائے اس لئے بچوں کو سب

سے پہلے ولادت کے بعد نبیؐ کی گود میں دیا گیا حسنؑ کو بھی اور حسینؑ کو بھی۔ اس موقع پر جب کسی کی سوانح حیات لکھی جاتی ہے تو بعض چیپٹر (chepter) بڑے اہم ہوتے ہیں مثلاً ولادت کا چیپٹر بہت اہم ہوتا ہے پھر جوانی کے آغاز کا چیپٹر بڑا اہم ہوتا ہے، شادی کا چیپٹر بہت اہم ہوتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ امامِ حسینؑ کی سوانح حیات جتنی بھی لکھی گئی ہیں اُن میں یہ سارے چیپٹر تشنہ ہیں اور ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم لکھی ہوئی کتاب کو نذر سنا دیں بلکہ جو تشنگی ہے ہم چاہتے ہیں اُن جگہوں کو ہم بھر دیں۔ آپ ذبحِ عظیم جو مشہور کتاب ہے اُردو میں اُسے پڑھیں گے تو جلدی جلدی دس پندرہ صفحوں میں جوانی اور بچپن کو لکھ کے مصنف فوراً کربلا پہنچ جاتا ہے اور پوری کتاب کو کربلا سے بھر دیتا ہے۔ حق یہی ہے کہ حسینؑ کی سوانح حیات کا سب سے بڑا حصہ کربلا ہے لیکن کم از کم اُس چیپٹر کی بھی تفصیل لکھئے کہ کیسے پیدا ہوئے؟ کیسے جشن ہوا؟ کیسے پرورش ہوئی؟ کیسے بڑے ہوئے؟ کیسے جوان ہوئے؟ جوانی کے واقعات کیا ہیں؟ شادی کیسے ہوئی؟ شادی کے وقت حالات کیا تھے؟ بچے کیسے پیدا ہوئے؟ ستاون سال کی زندگی کو آپ ایک جلد میں کتاب کیوں لکھنا چاہتے ہیں دو جلدوں میں لکھ دیجئے ایک چیپٹر وہ ہو کہ جو پیدائش سے لے کر جوانی تک کا ہو اور دوسرے میں آپ پوری کربلا لکھئے۔ کتابِ حسینؑ کو آپ کیوں جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مختصر کیوں کرنا چاہتے ہیں، جو کتاب چودہ سو برس میں ختم نہیں ہوئی ہے اُس کو آپ چند صفحات میں کیوں سمیٹنا چاہتے ہیں اور پھر ابھی سوانح حیات رُکی کہاں ہے؟ روز معجزات ہو رہے ہیں روز واقعات ہو رہے ہیں صفحات بڑھتے جا رہے ہیں روزناموں کے کئی ہزار جلدوں میں ہے سوانح حیات لندن میں عربی، انگریزی

اور اُردو میں حسینی انسائیکلو پیڈیا لکھا جا رہا ہے دو سو سینتالیس جلدوں میں اور جلدیں تیار ہو چکی ہیں اب چھپنا شروع ہو رہی ہیں۔ ہندوستان میں ندوے کے اہل سنت علماء نے جو پروگرام بنایا ہے اُس میں بھی حسینی انسائیکلو پیڈیا کی جو جلدیں مقرر کی ہیں وہ دو سو ہیں تو دو سو سے کم میں تو بات ہو نہیں رہی حالانکہ میں تو دو سو پر بھی راضی نہیں ہوں۔ بات دو ہزار تک میں کہیں جا کے ختم ہوگی اس لئے کہ سنہ ۲۰۰۰ء ہے اور سوانحِ حیات کو آپ مدینے سے نہ شروع کیجئے ہمیشہ حسینؑ کی سوانح حیات خلقتِ آدمؑ سے پہلے شروع کیجئے اس لئے کہ حسینؑ کا سفر ہر نبیؑ کے سفر کے ساتھ ساتھ ہے۔ حسینؑ کشتی نوحؑ میں بھی ہیں۔ عصائے موسیٰؑ کے واقعہ کے وقت بھی حسینؑ موجود ہیں، حسینؑ قید خانے میں یوسفؑ کے ساتھ آئے ہوئے ہیں جب عیسیٰؑ صلیب پر چڑھ رہے ہیں اُس وقت بھی حسینؑ موجود ہیں ہر نبیؑ کے ساتھ ساتھ محمدؐ بھی علیؑ بھی حسنؑ بھی اور حسینؑ بھی ہیں اور آنے والی تقریروں میں بتاؤں گا کہ صرف انبیاء نہیں بلکہ سقراط جو یونان کا سب سے بڑا فلسفی ہے صرف سُقراط نہیں بلکہ چین کا سب سے بڑا دانشور کنفیوشس گزرا ہے وہ، ہندوستان کے بڑے بڑے رہنما بدھ، مہاویر، زرتشت، رام، لکشمن کوئی ایسا نہیں ہے جس نے اپنی حیات کی معراج پر حسنؑ اور حسینؑ کو نہ پکارا ہو تو یہ سب تو حسینؑ کی ولادت سے پانچ ہزار سال دس ہزار سال پہلے گزرے ہیں لیکن یہ سب حسنؑ کو بھی جانتے تھے حسینؑ کو بھی جانتے تھے ذرا آپ خود سوچئے کہ جب دنیا کا یہ عالم ہے تو عرش پہ کیا عالم ہوگا اس لئے کہ فرشتے تو حسنؑ اور حسینؑ کو خلقتِ آدمؑ سے پہلے سے پہچانتے تھے عالم بالا کے فرشتوں کے لئے حسنؑ اور حسینؑ کا نور نیا نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خلقتِ آدمؑ سے لاکھوں برس پہلے عالم بالا میں جب

فرشتے عبادتوں میں مشغول تھے تو جس کا نام فطرس ہے اُس کی بھی ایک ڈیوٹی تھی، جو سجدے میں ملائکہ تھے وہ سجدے میں تھے جو رکوع میں تھے وہ رکوع میں تھے جو قنوت میں تھے وہ قنوت میں تھے اور ہزاروں برس سے وہ یہ کام کر رہے تھے۔ سجدہ ہے تو سجدہ ہے رکوع ہے تو رکوع ہے۔ سب مصروف عبادت تھے، عالم بالا میں ایسے میں فطرس ایک بڑا فرشتہ تھا۔ اللہ کا اسی طرح سے ایک اور بھی واقعہ اس متعلق ہے کبھی موقع آیا تو سناؤں گا کہ ایک اور فرشتہ تھا اُس کا نام وردائیل یا صلصائیل تھا لیکن اس وقت میں فطرس کا واقعہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ فطرس عبادت کرتے کرتے اُس کے دل میں خیال آیا اور خیال یہ آیا کہ عالم بالا میں جتنے فرشتے عبادت کرنے والے ہیں اُن میں سب سے میں اولیٰ ہوں اور میرے جیسی عبادت کسی نے نہیں کی بس جیسے ہی یہ خیال آیا پروردگارِ عالم نے جبریلِ امیں کو حکم دیا کہ فطرس کا ایک بازو توڑ دو، اس کی یہ سزا ہے کہ اس کا ایک پر ایک بازو توڑ دو اور اس کو خلاؤں کی تاریکی میں سب سے نیچے جہاں ارض ہے وہاں کسی گہرے، اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو۔ یہ ہے اس کی سزا یہ خیال تجھے کیسے آیا کہ تجھ سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں۔ دیکھئے ذرا سا سمجھئے گا فرشتہ تھا اُس نے فرشتوں کی عبادت کو دیکھا تھا دیکھ کر اپنا اور اُن کا موازنہ کیا تھا وہ حق پر تھا اُس نے دیکھا ہوگا کہ جتنے فرشتے عبادت کر رہے ہیں اُن میں میری عبادت افضل ہے لیکن سزا کیوں ملی؟ اور سزا پائے معصوم جس سے خطا نہیں ہو سکتی تو خطا تو تھی نہیں، تھا ترکِ اولیٰ یعنی اپنے کو اولیٰ سمجھ کے اولیٰ کو ترک کیا۔ ترکِ اولیٰ اور ہے خطا اور گناہ اور ہے گناہ نہیں ہے ترکِ اولیٰ ہوا ہے معصوم سے خطا نہیں ہوتی یعنی اگر اولیٰ کو ترک کر دے معصوم تو یہ ہی اُس کے لئے

سزا کا مستوجب بن جاتا ہے اُس کے اوپر سزا واجب ہو جاتی ہے تو اللہ یہ نہیں کہتا کہ ہاں فرشتوں میں تو بڑا ہے ٹھیک ہے لیکن یہ خیال کیوں آیا، نہیں تجھ کو نہیں معلوم جب فرشتے پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اُس سے پہلے سے کچھ لوگ ہماری عبادت کر رہے ہیں تو یہ تجھے کیسے خیال آ گیا کہ ہم سے بڑا عرشِ اعظم پر ہم سے بڑا عبادت کرنے والا نہیں ہے؟ تو جب سزا پائی اور پھینکا گیا اور فرشتوں نے اُس کو زنجیروں میں باندھ کر خلاؤں میں پھینک دیا اور تاریک کنویں میں قید کر دیا تو جب وہ سزا پا رہا تھا اور پھینکا جا رہا تھا خلا کی پستی کی طرف تو اُس نے جبریلؑ سے ایک سوال کیا کہا جبریلؑ تم سیّد و سردار ہو ملائکہ کے تو یہ تم ہی بتا سکتے ہو کہ کیا میری خطا معاف بھی ہو سکتی ہے جو ترکِ اولیٰ جو خطا مجھ سے ہوئی ہے یہ معاف بھی ہو سکتی ہے؟ تو جبریلؑ نے کہا کہ ہاں اللہ نے لوح پر لکھ دیا ہے کہ ہم نے ایک دن مقرر کیا ہے کہ نیک کاموں کو صلہ دیں گے اور برائیوں کی سزا دیں گے۔ کہا کیا لکھا ہے؟ کہا اُس میں لکھا ہے کہ قیامت کا دن جب آئے گا تو اُس دن فیصلہ ہوگا تو ہم نیکیوں کا صلہ دے دیں گے اور جو برائیاں کریں گے ہم اُن کو اُس کی سزا دیں گے تو بے اختیار فطرس نے کہا جبریلؑ یہ تو بتاؤ کہ ہم تو تاریکی میں ڈالے جا رہے ہیں تو ہم کو کیسے معلوم ہوگا کہ آج قیامت آ گئی؟ تو جبریلؑ نے کہا کہ فطرس آسمان کی طرف دیکھتے رہنا بس اب تمہارا ایک کام ہے اب تو تم گرفتار ہو اب تو کوئی کام ہے نہیں تمہارا تو تم اپنی عمر اُس میں گزار دینا کہ تم عرش کی طرف دیکھتے رہنا اور جس دن آسمان کے سارے دروازے کھل جائیں اور کروڑوں فرشتے آسمان سے اُترنے لگیں تو سمجھ لینا کہ قیامت کا دن آ گیا۔ بس وہ دن ہے تمہاری بخشش کا دن اُس دن تمہارا ترکِ اولیٰ تمہاری خطا معاف ہو جائے گی۔

لاکھوں برس گزر گئے لاکھوں برس ایک فرشتے نے انتظار کیا آسمان کو دیکھ کر کہ کب دروازے کھلیں گے کب فرشتے اُتریں گے؟ ایک دن لاکھوں برس کے بعد فطرس نے یہ دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلنے لگے اب آسمان کے دروازوں کو تو فرشتہ ہی پہچان سکتا ہے ہم اور آپ وہ دروازے نہیں دیکھ سکتے یا جو معراج میں جائے اُس کو نظر آئیں گے یا اگر راکٹ (rocket) وہاں تک چلے گئے ستاروں سے ہوتے ہوئے، ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں، تو اُن جہانوں کے دروازے بھی ہیں آسمانوں میں دروازے ہیں حدیثوں میں موجود ہے۔ ایک بار فطرس نے دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھلنے لگے اور فرشتوں کے لشکر کے لشکر اُترنا شروع ہوئے اور صبح سے شام ہوگئی کہ ملائکہ کے پروں کی آواز فطرس کے کانوں سے ٹکراتی تو برسوں کے بعد اُس نے فرشتوں کے پروں کی آواز سنی تھی، اُسی سے خوش ہو رہا تھا اور بس وہ یہ دیکھتا ہے کہ فرشتے اُترتے ہیں اور کسی طرف چلے جاتے ہیں۔ ایک بار ہوتے ہوتے دن گزر رہا تھا تو اُس نے دیکھا کہ کئی کروڑ فرشتوں کو لئے ہوئے جبریلؑ امین اُترے اور بالکل فطرس کے قریب سے جب یہ قافلہ گزرنے لگا تو فطرس نے پکار کر جبریلؑ کو سلام کیا اور کہا بھائی جبریلؑ کیا قیامت آگئی؟ قیامت کا دن آگیا؟ دیکھئے اُس کی خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ آج تو میری خطا بخشی جائے گی آج قیامت کا دن ہے جبریلؑ نے مسکرا کر کہا نہیں ابھی تو قیامت نہیں آئی تو کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ عرش کے دروازے کھلیں گے اور فرشتے اُترنے لگیں گے تو کہا ہاں وہ تو قیامت کے دن کی پہچان ہے لیکن آج قیامت نہیں آئی تو کہا پھر یہ صبح سے یہ سارے فرشتے جا کہاں رہے ہیں تو کہا تمہیں معلوم نہیں تو لو ہم بتاتے ہیں کہ آج آخری پیغمبرؐ کے ہاں چھوٹا

نواسہ حسینؑ پیدا ہوا ہے اور آسمانوں کے دروازے کھولے گئے ہیں کہ عرش کے جتنے فرشتے ہیں وہ جائیں اور نبیؐ کو سلام کریں اور نواسے کی مبارک باد دیں۔ اب ہم جا رہے ہیں مبارک باد دینے کو۔ ایک بار فطرس نے کہا بھائی جبریلؑ یہ تو خوشی کا دن ہے ہم بھی چل سکتے ہیں کہا آ جاؤ چلو ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں لے کر چلتے ہیں کچھ غور کیا آپ نے؟ ایک خطا کار ہے یہاں جبریلؑ کو کیا حق ہے کہ اللہ کا پھینکا ہوا اور بغیر اللہ کے اِذن کے جبریلؑ اُسے یہاں سے لے جائے قیدی کو نکال کر لیکن جبریلؑ کو یہ معلوم ہے کہ حسینؑ کے معاملے میں اللہ کسی کو روکتا نہیں۔ بھئی آج چوتھی تقریر ہے آپ سن رہے ہیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ آپ اپنے حاضر دماغ کے ساتھ حسینؑ کا علم غیب میں نہیں ہے حضور میں ہے تو ہر وقت آپ کا ذہن حاضر رہے تا کہ ہماری تقریر آگے بڑھتی جائے اور منزل کی بلندیوں تک پہنچے اور وہ آپ کے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔ جبریلؑ نے کہا آؤ چلو حسینؑ کا معاملہ اگر نہ ہوتا تو جبریلؑ کی مجال نہیں تھی کہ کہتا آؤ میرے ساتھ چلو۔ فطرس نے کہا کہ میرا بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ میں چل نہیں سکتا، جبریلؑ نے کہا میں سہارا دوں گا۔ نہیں سمجھے آپ؟ ایک بے سہارا اگر حسینؑ کا نام بھی لے تو دوسرا حسینی فوراً اُسے سہارا دیتا ہے۔ حسینیت کے علاوہ یہ انسانی ہمدردی کہیں پر بھی نہیں ملے گی۔ یہ فرشتوں میں بھی ہے جنات میں بھی ہے، یہ خوبی انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ نام حسینؑ ایسا ہے کہ آپس میں محبت پیدا ہو جاتی ہے کیا یہ سارے جتنے یہاں پر بیٹھے ہیں کیا یہ آپس میں رشتہ دار ہیں؟ کیا یہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟ لیکن یہ سب کے سب ایسے ملے بیٹھے ہیں کہ جیسے یہ ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔ یہ کیسے ملے بیٹھے ہیں محبت سے یہ محبت کس نے عطا کی ہے؟ اُس کا نام

حسینیؑ ہے، سب چہرے پہچانے ہوئے ہیں۔ امامِ صادقؑ سے پوچھا گیا کہ مولا
بہت غور سے سنیئے گا حسینیؑ بھائی بہت توجہ سے بڑے کام کی بات ہے۔ مولا سے
کسی راوی نے کہا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اچانک کوئی چہرہ نظر آئے تو مولا
اُسے دیکھ کر نفرت سی ہوتی ہے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
انجانے میں کوئی نیا چہرہ نظر آئے اُس کی طرف دل کھینچنے لگتا ہے اُس سے گلے
ملنے کو دل چاہتا ہے اُس سے باتیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اُس کی خاطر کرنے کو
دل چاہتا ہے مولا اس کا سبب کیا ہے؟ کہا عالم بالا میں جن روحوں نے حسینؑ کی
محبت کا اقرار کیا ہے وہ سب ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور جتنے حسینؑ کے دشمن
ہیں اُن سے نفرت ہو جاتی ہے۔ انجان مل جائے تو محبت ہو جاتی ہے۔ مسافرت
میں اور جب یہ پتہ چل جائے کہ حسینی ہے محبت بڑھ جاتی ہے اور جب یہ معلوم ہو
کہ یزیدی ہے تو ہم تو عالم بالا سے پہچانتے ہیں اُن چہروں کو ہم تو چہرے پڑھ کر
پہچان لیتے ہیں حسینی ہے کہ نہیں۔ محبت حسینؑ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ محبت
کا مرکز حسینؑ ہیں۔ جبریلؑ امین نے کہا ہم تمہارا بازو تھام کرلے چلیں گے لے کر
چلے لیکن کہا دیکھو بارگاہ بڑی ہے ادب کا مقام ہے فطرس اب تم باہر ٹھہرو ہم
جاتے ہیں مبارک باد دینے جب تک اِذن نہ مل جائے تم اندر نہیں جا سکتے نہیں
سمجھے آپ؟ روضے پہ گئے ہیں جو لوگ انہیں معلوم ہے پہلے اذنِ دخول پڑھنا
پڑتا ہے کیوں بھئی زائرین یہیں سے تو کاروان جاتے ہیں حسینی بھائی بھی جاتے
رہتے ہیں زائرین جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے پہلے اجازت لو پہلے عباسؑ کے روضے
پہ جاؤ پہلے علمدار سے کہہ دو کہ آقا کے ہاں جا رہے ہیں پھر دروازے پر پہنچ کر
ادب سے وہ زیارت کا ٹکڑا پڑھو کہ مولا در پہ آ گئے ہیں اب اذن دیجئے کہ ہم

بارگاہ میں داخل ہوں تو آج تو حسینؑ کی بارگاہ بن گئی ہے حسینؑ پیدا ہو گئے ہیں حالانکہ گھر محمدؐ کا ہے، دروازہ محمدؐ کا ہے، لیکن آج محمدؐ کا گھر دربارِ حسینؑ بن چکا ہے اس لئے فطرس باہر ٹھہر جاؤ۔ جبریلؑ اندر گئے ایک ایک فرشتہ گیا رسولؐ کو مبارک باددی حسینؑ کی ولادت کی جب جبریلؑ نے مبارک باددی تو کہا یا رسولؐ اللہ آپ کو فطرس کا واقعہ معلوم ہے؟ کہا ہماری نگاہوں کے سامنے ہوا ہے اور تم ہم ہی سے کہتے ہو کہ معلوم ہے کیا بات ہے؟ کہا وہ بھی آیا ہے اور وہ در پہ کھڑا ہے وہ صرف آپ کو مبارک باد دینا چاہتا ہے تو رسولؐ نے کہا کہ جبریلؑ فطرس کو بلالو کچھ سمجھے! رسولؐ نے بتادیا کہ حسینؑ کے دربار میں اگر کوئی خطا کار بھی آئے گا تو اُسے دروازے پہ روکا نہیں جائے گا۔ اللہ کی مسجد میں کافر نہیں جا سکتا، داخل نہیں ہوسکتا، سامنے مسجد ہے اور اِدھر آصف الدّولہ کا امام باڑہ۔ امام باڑے میں مسجد ہے جامع مسجد لیکن مسجد پہ لکھا ہے نہیں جاسکتے امام باڑے پہ کچھ نہیں لکھا ہندو آیا مسجد سے واپس آ گیا دروازے سے امام باڑے میں داخل ہو گیا نہیں سمجھے کچھ؟ حسینؑ کی بارگاہ وہ ہے کہ کافر آئے مشرک آئے یہودی آئے عیسائی آئے، حسینؑ کسی کو نہیں روکتے۔ اب بھی نہیں سمجھے ارے اگر اُسے کچھ مانگنا ہو مسلمانوں کی مسجد سے تو اللہ سے مانگ نہیں سکتا، تو پھر اب کیا کرے؟ حسینؑ کے در پر جائے اور کہے حسینؑ تمہارے ذریعے سے تم کہو اپنے اللہ سے۔ اب کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ دیکھئے ہوا کا جھونکا خود خوشخبری لے کر آیا ہے کہ آپ کیسے سُن رہے ہیں۔ میں آپ کو روایت سُنا رہا ہوں معصومینؑ سے روایت ہے کہ جب ہمارا ذکر ہو رہا ہو اور ہوا کا جھونکا آئے تو سمجھ لینا کہ سواریاں آئی ہیں۔ روایت ہے مستند روایت ہے ایک درود تو پڑھئے یہ باتیں معرفت والوں کی سمجھ میں آئیں گی ہر کوئی

نہیں سمجھے گا پھر صلوٰۃ پڑھئے بھئی ہم کچھ دیکھ رہے ہیں ہم کچھ سمجھ رہے ہیں آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے ذرا بلند آواز سے درود پڑھئے۔ لمحہ وہ تھا کہ حسینؑ جھولے میں تھے اور عالم نبیؐ کا یہ تھا کہ کبھی جھولے میں لٹا دیتے کبھی اُٹھا لیتے اور جب اُٹھا لیتے تو خوشی کا یہ عالم تھا کہ لوگوں کا مجمع تھا کہ مبارک باد دینے کے لئے مدینے کی گلیاں بھر گئی تھیں اور پروں کی آوازیں فرشتوں کی مدینے والوں نے پہلی بار سنی تھیں کہ فرشتوں کے پروں کی پرواز کی آواز مدینے والوں نے سنی اور رات بھر دن بھر سات دن تک یہ جشن رہا ہے۔ مبارک باد کا اور عقیقہ یوں ہوا ہے حسینؑ کا کہ علیؑ کو حکم دیا تھا کہ جتنے جانور ملتے جائیں کٹواتے جاؤ یہ حسینؑ کا عقیقہ دعوت کرتے جاؤ دسترخوان نہ رُکے سخی آ گیا ہے دسترخوان تو اس سخی کا جاری رہے گا سب کے دسترخوان بند ہو جائیں گے رزق حسینؑ کا ہے بس دسترخوان آج سے جاری ہو گیا حسینؑ آ گئے ہیں پانی ان کا کھانا ان کا مدینے والے کھانا کھا رہے ہیں، دسترخوان بچھا ہوا ہے اور سب کے سب آ رہے ہیں۔ ایسے میں رسولؐ کا یہ حال ہے خوشی کے مارے جیسے جیسے مجمع بڑھتا ہے چہرہ خوشی سے سرخ ہوتا جاتا ہے اور جب حسینؑ کو جھولے سے اُٹھا لیتے ہیں تو گود میں لے کر خوشی میں ٹہلنے لگتے ہیں اور ایسے میں مُبارک باد لیتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ بالکل سو گئے ہیں تو پھر جھولے میں لٹا دیتے ہیں۔ تو یہ لمحہ وہ تھا کہ جھولے میں لیٹے تھے اور ابھی ابھی گود میں اُٹھایا تھا بس چند لمحے ہوئے تھے گود میں اُٹھایا تھا کہ ایک بار جبریلؑ نے فطرس کا ذکر کیا تھا اور نبیؐ گود میں حسینؑ کو لئے ہوئے کہتے ہیں بلاؤ فطرس کو ڈرتا ہوا سہما ہوا ترکِ اولیٰ کا خطا وار فطرس داخل ہوا اور وہیں سے آواز دی نبی اللہ میرا آپ پر سلام، مبارک ہو آپؐ کے بیٹے آپ کے نواسے کی ولادت آپ کو

مبارک ہو۔ نبیؐ نے مبارک باد قبول کی اب ایک جملہ اُس نے کہا کہ اس مولود کے صدقے جو آج پیدا ہوا ہے تو آج آپ کا معبود میری یہ خطا معاف کر سکتا ہے۔ بس یہ کہنا تھا کہ نبیؐ کے چہرے پر ایک جلال آیا اور کہا فطرس اپنے اس ٹوٹے بازو کو جا کر اس جھولے سے مس کر۔ اب اُسے کیا چاہئے تھا اندھے کو کیا چاہئے آنکھیں۔ دوڑتا ہوا گیا اور ہلتے ہوئے جھولے سے ایک بار اُس نے اپنے ٹوٹے ہوئے بازو کو مس کرنا شروع کیا ابھی مس کیا تھا کہ کلیاں پھوٹیں پر نکلے، دیکھتے ہی دیکھتے بازو بڑھنے لگا خوشی کے عالم میں وہ دیکھتا جاتا ہے کہ بازو اُس کا پورا ہوتا جاتا ہے۔ یادرکھئے گا جو بازو اُس کا ٹوٹا ہے وہ نہیں ہے یہ بازو دوسرا ہے وہ بازو واپس نہیں آیا یہ ذہن میں رکھیئے گا تب تقریر سمجھ میں آئے گی نیا بازو آیا اور ایک بار خوشی کے عالم میں اُس نے دیکھا کہ لاکھوں برس کے بعد میرا بازو مجھے واپس ملا۔ ایک بار اُس نے اپنے پرانے بازو کو اُٹھایا اور قبلے کا رُخ کیا اور پھر دوسرا بازو اُٹھایا اور آہستہ آہستہ لا کر دونوں بازوؤں کو آپس میں ملایا اور ملا کر ایک بار ادھر دیکھا ایک بار اُدھر دیکھا نبیؐ نے مسکرا کر کہا کیا دیکھتا ہے؟ ایک بار فطرس نے کہا! یارسولؐ اللہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ایک اللہ کا عطا کیا ہوا ہے ایک حسینؑ کا عطا کیا ہوا ہے، میں دونوں میں کوئی فرق نہیں پاتا۔ اللہ کے عطیے میں اور حسینؑ کے عطیے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ عطیے دونوں ایک جگہ سے آتے ہیں اس لئے فرق نہیں ہوتا اور جس بازو پہ حسینؑ لکھ جائے اب چلا غور کیجئے گا واپس ہوا جیسے ہی واپس ہوا اور فرشتے واپس ہوئے تو کہتے ہیں کہ لاکھوں برس بعد اُس نے پرواز کی تو روایت میں آخری جملہ یہ ہے کہ جس وقت واپس ہو کر مبارک باد دے کر جھولے کو چوم کر حسینؑ کے قدم چوم کر نبیؐ کے قدم چوم کر اب جو فطرس نے پہلی

پرواز کی لاکھوں برس کے بعد اور جب پروں کو پھیلایا تو یہ کہتا ہوا چلا ارے میرا کیا کہنا میں آزاد کردۂ حسینؑ ہوں تو کہتے ہیں کہ جب پرواز کرتا ہوا ملائکہ کے درمیان میں پہنچا تو ملائکہ نے فطرس کو اور اُس کے پروں کو چوما اور یہ لکھا ہوا ہے معصومینؑ کی روایت سے کہ اب تک فطرس یہ کہتا ہے میں اس لئے فخر کرتا ہوں فرشتوں میں کہ آزاد کردہ حسینؑ ہوں کچھ سمجھے؟ جب کل فخر کیا تھا کہ مجھ سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں تو سزا پائی تھی اور آج فخر کرتا ہے کہ میں حسینیتؑ میں سب سے آگے ہوں تو حسینیتؑ میں فخر کرنے پر سزا نہیں ملتی۔ جزاک اللہ سنی تقریر آپ نے خوب سنی جو حق ہے آپ کو سننے کا آج میں نے وِلادت کے چیپٹر کو کمپلیٹ (complete) کر دیا۔ اب انشاء اللہ ہم آگے جوانی اور شادی کے چیپٹر کو آپ کے سامنے بیان کریں گے جو کتابوں میں آپ کو نہیں ملتا ہم وہ حصے پورے کرتے چلے جائیں گے۔ وہ نہیں دُہرانا ہے جو آپ بار بار پڑھ چکے ہیں۔ اب یہاں پر سائنس کا زمانہ ہے کمپیوٹر کا زمانہ ہے ایک سوال ہے اور وہ سوال سائنس کی روشنی میں حل ہو جائے تو جو سائنسی ذہن رکھتے ہیں یہ سوال اُن کے لئے تحفہ ہے۔ یہ بتایئے کہ رسولؐ نے یہ کیوں نہیں کہا کہ فطرس آ کے دوڑ کے حسینؑ سے مَس کر لے، مجھ سے مس کر لے تیرے پر نکل آئیں گے، جا وہ جھولا لکڑی کا سامنے ہے اُس سے جا کے اپنے ٹوٹے بازو کو مَس کر لے تو آج نبیؐ جھولے کی عظمت سمجھا رہے ہیں یاد رکھئے گا کل کی مجلس کے بعد یہاں جھولا برآمد ہوگا اور اسی موضوع پر میں پھر گفتگو کروں گا۔ آج میں نے موضوع شروع کیا ہے کل یہ کامل ہوگا۔ جھولے کی عظمت بتانا چاہتے تھے نبیؐ۔ نہیں ایک اور بات، جب آپ اپنے گھر میں بجلی لگواتے ہیں لائٹ لیتے ہیں لائٹ آتی پاور ہاؤس

(power house) سے ہے لیکن تار ڈائریکٹ (direct) پاور ہاؤس سے نہیں آ رہا ہے۔ بلکہ ایک جگہ آپ کٹ آؤٹ لگاتے ہیں وہیں سے لائٹ کبھی کبھی فیوز (fuse) ہو جاتی ہے جب کٹ آؤٹ (cut out) نکالا تو معلوم ہوا کہ کٹ آؤٹ میں ایک باریک تار ہوتا ہے وہ جل گیا ہے تو آپ پھر ایک باریک سا تار دونوں پیچوں پر باندھ کے کٹ آؤٹ لگا دیتے ہیں لائٹ آ جاتی ہے۔ آلِ عبا جگ مگ کر رہا ہے اتنے بڑے بڑے بلب جل رہے ہیں لائٹ ہاؤس سے بجلی آ رہی ہے ایک باریک سے تار کے ذریعے یہ ہزاروں بلب روشن ہیں کیا مطلب ہے؟ تو سائنس دان یہ کہے گا آپ کو جتنی لائٹ کی ضرورت ہے اُتنی ہی دی جائے گی اگر ڈائریکٹ لائٹ ہاؤس سے فل پاور (full power) کے ساتھ لائٹ دے دی جائے تو سارے بلب پھٹ جائیں گے۔ جب وولٹیج تیز ہو جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے بھائی؟ ارے سارے بلب خراب ہو جاتے ہیں فیوز (fuse) ہو جاتے ہیں فریج بند ہو جاتا ہے سارے ریڈیو، ٹی وی (T.V) بیکار ہو جاتے ہیں۔ وولٹیج زیادہ ہو گیا تو جتنے کی ضرورت ہے آپ کو اُتنی ہی تو دی جا رہی ہے اُس باریک سے تار سے اب آپ کو کیا سمجھانا ہے ذہین سامعین یہاں بیٹھے ہیں فطرس کو جتنی شفا کی ضرورت تھی اُتنی جھولے میں تھی اگر حسینؑ سے مس ہو جاتا تو کیا ہوتا، حسینؑ فطرس کے لئے پاور ہاؤس ہیں۔ دیکھئے اس طرح بہت مشکل ہے کہ میں آپ کو سمجھا سکوں اور بچوں کے ذہنوں کو مضبوط کر سکوں۔ جب آپ جاتے ہیں کربلا تو قبرِ حسینؑ اصل کہاں ہے؟ تہہ خانے میں ہے اُس کے اوپر ایک اور قبر کی شبیہ اُس کے اوپر ضریح ہے اُس میں لکڑی کا تابوت ہے لیکن اصل قبر کہاں ہے؟ وہ تہہ خانے میں ہے ہر معصوم کی قبر اوپر نہیں

ہے اور ہم جا کے کہاں لپٹتے ہیں ضریح سے۔ پتہ چلا ہمیں جتنے وولٹیج (voltage) کی ضرورت ہے اتنا دیا جا رہا ہے۔ نورانی ہیں وہ نورانی ہیں وہ ہوتا کیا ہے؟ بڑے بڑے علماء نے لکھا ہے جو پہنچ گئے نیچے زینہ اُتر کے تیسرا زینہ نہیں اُتر پاتے موت ہو جاتی ہے۔ سمجھے کچھ؟ اصل قبر عباسؑ کی اگر کوئی دیکھ لے تو پھر کوئی زندہ نہیں آتا اور عباسؑ کی قبر کے لئے اللہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر دروازہ کھل بھی جائے تو قبر جس مقام پر ہے چاروں طرف اتنا پانی ہے کہ پانی کی گہرائی نہیں معلوم تو اگر اصل قبر تک عباسؑ کی چلے جائیں تو وہاں جنازے پڑے ہوں۔ اس لئے دور سے زیارت کر کے واپس آ جاتے ہیں کہ تم مر جاؤ گے اور جو مقام جسے مقتل کہتے ہیں جو حبیب ابن مظاہرؑ کی ضریح کے اُلٹے ہاتھ کی طرف نشیب میں آپ اتریں گے جہاں حسینؑ کو قتل کیا گیا اُس مقتل کو ماربل (marble) کے لال اور سبز پتھروں سے بند کر دیا گیا ہے پہلے وہ کھلا تھا کبھی تو پتہ یہ چلا کہ جب عاشور کی رات آتی ہے تو خون اُبلنا شروع ہوتا ہے اس لئے بند کر دیا گیا ہے تا کہ لہو دیکھ کر جو مر گئے، مولا چاہتے ہیں زندہ رہیں میرے ماتم دار، ایسا نہیں ہے کہ زیارت کرنے آئیں چاہنے والے اور مر کر جائیں اس لئے اُس جگہ کو بند کر دیا کربلا زندہ ہے۔ شہید کا لہو کبھی خشک نہیں ہوتا اور فاطمہؑ کے تو دونوں لعل شہید ہوئے ہیں حسنؑ بھی شہید حسینؑ بھی شہید۔ دو بھائی سگے چچا زاد بھائی میر وحیدؔ اور میر نفیسؔ، میر وحیدؔ اُنس کے بیٹے اور میر انیسؔ کے بیٹے میر نفیسؔ نے عونؑ و محمدؑ کا مرثیہ لکھا تو مطلع یہاں سے شروع کیا۔

کیا جگر بند شہنشاہ رسالت کو ملے

میر نفیسؔ نے حسنؑ اور حسینؑ کے ذکر سے عونؑ و محمدؑ کا مرثیہ شروع کیا، میر وحیدؔ

نے مرثیہ اس طرح شروع کیا:-

پائے کیا حضرتِ زینبؑ نے بھی نایاب پسر

ہاں حضرت زینبؑ نے نایاب پسر پائے، دو بیٹے فاطمہؑ کو اللہ نے دیئے تھے تو ثانی زہراؑ کو بھی دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جیسے اللہ نے عطا کیئے، ایک کا نام عونؑ ہے دوسرے کا نام محمدؑ ہے اور حسینؑ کی سوانح حیات میں بچوں کا بڑا حصہ ہے۔ حسینؑ کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن جعفرؑ کے بیٹے ہیں۔ بہن کے رشتے سے سگے بھانجے ہیں اُسی گھر میں پلے ہیں جہاں علی اکبرؑ پلے تھے، جہاں قاسمؑ پلے تھے وہیں عونؑ و محمدؑ بھی پلے، نور کا گھرانا بچوں نے دیکھا پھر جن کی نانی معصومہ ہو فاطمہؑ زہراؑ، جن کا نانا علیؑ فاتح خیبر ہو پھر دادا بھی بڑا فاتح تھا بچوں کا دادا جعفر طیارؑ جس نے جنگِ موتہ کو فتح کیا جس کے شانے کٹے جو شہیدوں میں افضل ترین رسولؐ کی زبان سے قرار پایا جو جنت میں زمرد کے پروں سے پرواز کرتا ہے یہ بچوں کا دادا ہے باپ اتنا سخی عبداللہ ابن جعفرؑ کہ سخاوت عرب میں مشہور تھی، ماں زینبؑ جیسی عظیم خاتون۔ ابھی آپ نے مرثیہ بھی سنا عاشور کے دن جب لاشوں پر لاشے آنے لگے تو جب کوئی لاشہ آتا تو زینبؑ یہ پوچھتیں فضہ! عونؑ و محمدؑ کے لاشے ابھی تک نہیں آئے کوئی خبر آئی کیا میرے بچوں کے لاشے آ گئے؟ اور جب زینبؑ یہ کہتی ہیں تو فضہ خاموش ہو جاتی ہے ایک بار کہا فضہ ذرا میرے بچوں کو بلواؤ عونؑ و محمدؑ آئے سر جھکائے ہوئے خیمے میں آئے کہا مسلمؑ کے بچوں کی لاشیں آ گئیں اور عونؑ و محمدؑ تم دونوں اب تک میدان میں نہ گئے دونوں نے ہاتھ باندھے کہا مادر گرامی کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں ہم نے ماموں سے اجازت نہ مانگی ہو، مگر ماموں جان جانے نہیں دیتے کہتے ہیں تم میری بہن

زینبؑ کی نشانی ہوا اے اماں ہم تو قدموں پر بھی گر گئے مگر ماموں نے جانے کی اجازت نہیں دی۔ زینبؑ سمجھ گئیں یہ محبت ہے حسینؑ کی جو بچوں کو میدانِ جنگ میں جانے نہیں دے رہی۔ ایک بار دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑ کے پشت پہ کر لیا گویا بچوں کو اپنے پیچھے چھپا لیا اور فضہ سے کہا ذرا میرے بھائی کو بلاؤ۔ اچانک حسینؑ خیمے میں آ گئے اور زینبؑ کے قریب آئے کہا بہن کیا بات ہے؟ بے اختیار زینبؑ نے ہاتھوں کو کھینچ کر دونوں بچوں کو آگے کیا اور دونوں بچوں کو لے کر سات بار بھائی کے گرد طواف کیا سات بار بچوں کو لے کر حسینؑ کے گرد پھریں، کہا زینبؑ یہ کیا کیا؟ کہا بھیا میں نے بابا علیؑ سے یہ سنا ہے کہ جب کوئی بہت بڑی مصیبت پڑے تو صدقہ نکال دینا اے بھیا آج فاطمہؑ کے لعل پر سب سے بڑا مصیبت کا دن ہے میں نے صدقہ نکال دیا اے بھیا جب صدقہ نکل جاتا ہے تو گھر میں صدقہ نہیں رکھا جاتا۔ ارے زینبؑ ابھی بچوں کے لڑنے کے دن نہیں ہیں، کہا نہیں بس میں نے آپ کا صدقہ نکال دیا۔ زہراؑ کے لعل پر سے بچوں کو نچھاور کر دیا، گھوڑے تیار تھے کہتے ہیں ایک بچے کو عباسؑ نے گود میں لے کر بٹھایا ایک کو حسینؑ نے گود میں لے کر سوار کیا۔ جب بچوں نے جھک کر سلام کیا تو ماں نے آواز دی اے عباسؑ یہ جعفر طیارؑ کے پوتے ہیں ذرا کھڑے ہو کر بچوں کی لڑائی دیکھنا۔ میدانِ جنگ میں دونوں نے خوب جنگ کی اور لڑتے ہوئے عمرِ سعد کے خیمے تک گئے ماں نے کہہ دیا تھا عونؑ و محمدؑ پانی کی طرف نظر نہیں ڈالنا فرات کی طرف نہ جانا میرا بھائی پیاسا ہے، لڑتے لڑتے بچے گرے بچوں نے سلام کیا تو حسینؑ نے کہا عباسؑ زینبؑ کے لعل گھوڑوں سے گر گئے، علی اکبرؑ چلے، عباسؑ چلے، حسینؑ چلے، ایک کا لاشہ عباسؑ لائے ایک لاشہ علی اکبرؑ لائے، فضہ

نے خیمے کا پردہ اُٹھایا کہا شہزادی کے بچوں کے لاشے آ رہے ہیں۔ بیبیاں دوڑ کے آ گئیں لیلیٰؑ آئیں ربابؑ آئیں کہا زینبؑ کو سنبھالو بچوں کے لاشے آتے ہیں تقریر کا آخری جملہ بیبیاں سمجھ رہی تھیں کہ زینبؑ ماتم کریں گی زینبؑ سینہ کوبی کریں گی۔ ایک بار جیسے ہی لاشے آئے سب نے دیکھا زینبؑ نے اپنی پیشانی زمین پہ رکھی سجدۂ شکرانہ کیا پروردگار تیرا شکر کہ بچوں کی قربانیاں قبول ہوئیں۔

ہائے زینبؑ کے لعلؑ، زینبؑ کے راج دلارےؑ، ماتم حسینؑ۔

پانچویں مجلس

حسینؑ تاریخ بناتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرۂ محرم کی امام بارگاہ آلِ عبؑا میں آپ حضرات پانچویں تقریر سماعت فرما رہے ہیں ''حیاتِ امام حسینؑ'' ہمارا موضوع ہے اور ہم مسلسل اس پر گفتگو کر رہے ہیں، کوشش یہی ہے کہ حیاتِ امام حسینؑ سے متعلق اُن گوشوں پر گفتگو ہو جن پر آج تک کسی مورخ کی نظر نہیں گئی یا اُس نے کسی مصلحت کی بنا پر اُن گوشوں کو اپنی تحریر میں شامل نہیں کیا، دیکھئے اور غور کیجئے کسی کی سوانح حیات کو تحریر کرنا یا اُس پر تقریر کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ جب موضوع شروع ہو جاتا ہے تو جہاں نئی نئی باتیں سامنے آتی ہیں وہاں الجھنیں بھی بڑھتی جاتی ہیں، مگر چونکہ استخارے نے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے تو انشاء اللہ یہ الجھنیں خود بخود سلجھتی چلی جا رہی ہیں، ہماری کوشش صرف اتنی ہے کہ کہیں کسی پہلو سے تشنگی محسوس نہ ہو ہمارے سامعین کو اور جس طرح آپ حضرات معلومات کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کر رہے ہیں یہ سلسلہ دس دن جاری رہے۔

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ذکرِ حسینؑ ایک معجزہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ

میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ ذاکرِ حسینؑ بھی ایک معجزہ ہے، یہ حسینؑ کی عنایت ہے کہ جو ذکرِ حسینؑ کرتا ہے، حسینؑ اُس کا مرتبہ بھی بلند کر دیتے ہیں، آیئے سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہیں، نور اور نار کا تھوڑا سا فرق سمجھاتا چلوں کہ نور میں نہ غرور ہوتا ہے نہ اکڑ، نور میں جلال ہوتا ہے نور اِتراتا نہیں، اس کے مقابلے میں نار میں غرور بھی ہے اور اکڑ بھی ہے اور اِترانا تو آپ جانتے ہی ہیں۔

اللہ نہیں چاہتا کہ نار اکڑ دکھائے، مگر جہاں ضد غالب آجاتی ہے وہاں اللہ کسی کو مجبور نہیں کرتا اور وقتِ معلوم تک مہلت دے دیتا ہے کہ وہ اپنی اکڑ پوری کر لے اور وہ چونکہ عادل ہے اس لئے راہ میں رکاوٹیں بھی کھڑی نہیں کرتا، اللہ نے ہمیں ائمہؑ کے ذریعے یہ بصیرت بھی عطا کی کہ دیکھو اور سمجھو کہ لاکھوں برس سجدہ کرنے والا صرف ایک سجدے کا انکاری نہیں ہوا، اُس نے ہمارے حکم کو ماننے سے انکار کیا، اُس نے کارِ قدرت میں مداخلت کی ہے وہ معبود کو سمجھا رہا ہے، وہ اپنے خالق کی خلقت پر مخلوق ہو کر اِترا رہا ہے، اس لئے اُس نے چاہا کہ جب یہ دنیا انسانوں سے آباد ہو تو انسان شیطان کے بہکاوے میں نہ آجائیں تو اُس نے اپنی عبادت کی معراج قرار دیا سجدہ، کیوں؟ اس لئے سجدہ رکھا تا کہ انسان کی اکڑ ختم ہو، اکڑ کو ختم کرنے کے لئے سجدہ رکھا گیا تھا شیطان اگر سجدہ کر لیتا تو سجدے کی ضد ہے اکڑ فرشتوں نے سجدہ کیا یہ اکڑ گیا جو اکڑ جائے تو نکالا جاتا ہے وہ بزم سے نکالا جاتا ہے اور کہہ دیں معصوم کہ اگر نام محمدؐ آجائے تو اتنے جھک جاؤ کہ معلوم ہو کہ سجدہ ہو رہا ہے، سجدہ تو نہیں ہے لیکن تعظیمِ محمدؐ ہے تعظیمِ معصوم ہے۔ ابھی میں لندن گیا تو وہاں دو گروپ چل رہے ہیں جھگڑا ہو رہا ہے کہ صاحب عَلم پہ سجدہ ہو کہ نہ ہو۔ ضریح پہ سجدہ ہو کہ نہ ہو، روضے پہ جاتے وقت سجدہ ہو یا نہ ہو فتوے

چل رہے ہیں یعنی اتنی سختی ہوگئی ہے کہ دوسرے گروپ نے سجدہ گروپ کو امام باڑے میں پولیس سے کہہ کے پابندی لگوادی کہ یہ اندر نہیں آسکتے اس لئے کہ یہ عَلم کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، یہ ضریح پہ سجدہ کرتے ہیں تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ اس موضوع پہ تقریر کر کے اس مسئلہ کو حل کر دیجئے سجدے پر تقریر کر دیں تو ایک گھنٹے میں مَیں نے وہاں مانچسٹر میں تقریر کی تو میں نے وہاں یہی سمجھایا کہ علماء جو لکھ گئے ہیں آپ اُس پہ عمل کیجئے حضرت امامِ جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امامِ حسینؑ کے روضے پہ پہنچتے ہیں اور ضریح پہ نظر پڑتی ہے دروازے پہ نظر پڑتی ہے تو مولا دل چاہتا ہے کہ سجدہ کرلیں تو امام نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ تم اپنے دل کو تو روک نہیں سکتے ہو وہاں کی عظمت خود تمہیں مجبور کرتی ہے کہ سجدہ کرو لیکن ذہن میں رکھنا جیسے ہی سجدے میں سر کو جُھکانا فوراً کہہ دینا ''اللہ اکبر'' تا کہ سجدہ تمہارا شرک نہ ہو جائے سر جُھک رہا ہے حسینؑ کے سامنے نام دو بالا ہو رہا ہے اللہ کا اس لئے کہ سجدہ حسینؑ کا ہے نام اللہ کا، سجدہ حسینؑ نے کیا نام اُس کا لیا تو کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ امام باڑے میں جا کے سجدہ کر کے کہہ دیں ''اللہ اکبر''، جب ''اللہ اکبر'' کہہ دیا اللہ اکبر ہر شرک کی رَد ہے۔ اسی لئے آپ جائیں ہر معصوم کے روضے کے گنبد پر جو پنجہ لگا ہوا ہے اُس کے پنجے پر لکھا ہوا ہے ''اللہ اکبر''، روضہ حسینؑ کا ہے نام اللہ کا بلند ہے ذکر حسینؑ کا ہے نام اللہ کا زندہ ہے۔ یہ صرف مجلسِ حسینؑ نہیں ہے ذکرِ الٰہی ہو رہا ہے یہ عبادتِ الٰہی ہے یہ شرک نہیں ہے اس لئے کہ حسینؑ کے لئے یہ کہا گیا کہ جو پیشانیاں بتوں کے سامنے جھکا کرتی تھیں حسینؑ اُن پیشانیوں کو بتوں سے چھین لائے اور چھین کر اللہ کے سامنے جھکوا دیا اس لئے کہتے ہیں:

حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

اب سوال یہ ہے کہ اللہ نے اُس وقت جواب کیوں نہیں دیا، نہیں بتایا اللہ نے کہ عناصر اربعہ میں جو فطرت ہم نے رکھی ہے اللہ نے، آگ کیا ہے؟ ہوا کیا ہے؟ مٹی کیا ہے؟ پانی کیا ہے؟ انتظار کرو! ہمارا حسینؑ آئے گا تو سب بتا دے گا۔ کربلا نے لاکھوں مسئلے حل کئے ہیں اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہے جو میں نے اُنتیس ذی الحج کی مجلس میں کہا تھا محرم سے دو دن پہلے اُس میں جملہ میں نے یہ کہا تھا کہ حسینؑ صرف تاریخ نہیں ہیں دیکھئے میرا بہت قیمتی جملہ ہے اور یہ آپ کے لئے بڑا اہم ہوگا۔ سب تاریخ ہیں، آدمؑ تاریخ ہیں، نوحؑ تاریخ ہیں، ابراہیمؑ تاریخ ہیں، موسیٰؑ تاریخ ہیں، عیسیٰؑ تاریخ ہیں، حسینؑ تاریخ نہیں ہیں بلکہ حسینؑ تاریخ گر ہیں حسینؑ تاریخ بناتے ہیں دیکھئے کسی نبیؐ نے تاریخ نہیں بنائی تاریخ صرف حسینؑ نے بنائی ہے تاریخ حسینؑ نے لکھی ہے اس میں اب قیمتی جملہ دے رہا ہوں کہ جو شے، کیسے تاریخ گر حسینؑ؟ جو شے حقیر سے حقیر شے حسینؑ سے وابستہ ہو جائے وہ تاریخ کی زینتؑ بن جاتی ہے۔ آدمؑ کہاں ہیں؟ نوحؑ کہاں ہیں؟ موسیٰؑ کہاں ہیں؟ عیسیٰؑ کہاں ہیں تاریخ نہیں بنا سکے۔ ڈھونڈتے پھریئے ایوبؑ کہاں ہیں؟ ارے بھئی زائر جب جاتے ہیں ڈھونڈ کے پتہ لگانا پڑتا ہے ہاں وادیٔ سلام میں جناب صالحؑ دفن ہیں جنابِ ہودؑ کی قبر ہے اور یہیں کہیں نجف میں نوحؑ اور آدمؑ حضرت علیؑ کے پہلو میں پہلے سے موجود ہیں قبر کہاں ہے؟ نشان کہاں ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے مزار کہاں ہیں؟ ارے جب انبیاءؑ کے مقبرے نہیں تو بنی اُمیہ اور بنی عباس کے بادشاہوں کے کیسے ملیں گے؟ جملہ بہت قیمتی ہے کوئی کسی کے صدقے میں اپنی قبر لیئے لیٹا ہے، تو اُس پہ اکڑ ہونا۔

اگر آدمؑ اور نوحؑ لیٹے ہیں علیؑ کے پہلو میں لیٹے رہیں علیؑ علیؑ ہے بہت قیمتی جملہ دے رہا ہوں ارے آدمؑ اور نوحؑ تم دونوں پہلو میں لیٹے ہو ارے سلام کرو علیؑ کو کہ علیؑ کے صدقے میں تم دونوں کی بھی زیارت ہو جاتی ہے۔ آدمؑ اور نوحؑ تمہاری زیارت ہو جاتی ہے علیؑ کی وجہ سے اور یاد رکھئے قسمیہ آپ کو بتا رہا ہوں جب تک کربلا کا روضہ نہیں بنا تھا روضے کے معنی کوئی نہیں جانتا تھا حسینؑ سے پہلے زیارت کا رواج دنیا میں نہیں تھا کوئی قبروں پہ نہیں جاتا تھا پہلی زیارت حسینؑ کی ایجاد ہوئی۔ حسینؑ کے بعد پھر سب کی زیارت ہونے لگی پھر لوگ سمجھے کہ قبرِ نبیؐ پہ بھی جانا ہے پھر لوگ سمجھے کہ قبرِ علیؑ پہ بھی جانا ہے اب ہر امام کا روضہ زندہ ہے اس لئے کہ حسینؑ تاریخ گر ہیں حسینؑ نے زیارت کو اپنے میں ملا کے تاریخ بنا دی کہاں ہوتا فلسطین؟ کہاں ہوتا بیت المقدس؟ عرب تو اس پہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہر یادگار کو مٹا دیں گے حسینؑ نے اپنے روضے کو قائم کر کے بتایا کہ یادگاریں مٹائی نہیں جاتیں پاک جگہوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے، جب تک حسینؑ کا روضہ ہے تب تک سب کے روضے زندہ ہیں۔ حسینؑ کے صدقے میں زوّار نام ہو گیا، ہر قبر کا زائر زوّار نہیں کہلاتا۔ زوّار صرف حسینؑ کا ہوتا ہے یا کوئی کہے گا کہ تاج محل پہ ممتاز اور شاہجہاں کی زیارت کر کے آئے ہیں؟ اور ہم تاج محل کے زوّار ہو گئے کلنٹن نے تاج محل کی زیارت کر لی تقریر بھی کر لی، اب وہ تاج محل کے زوّار ہیں ارے قائد اعظم کے مقبرے کا کوئی زوّار نہیں ہوتا آپ بات کیا کر رہے ہیں؟ بڑے بڑے ملک جو بنا گئے اُن کی قبروں پہ جا کے نہ کوئی زائر بنتا ہے نہ زوّار کہلاتا ہے، کیوں نہیں بنتا؟ اس لئے کہ قرآن میں زیارت کے معنی تو تلاش کرو، زیارت کے معنی ہیں ملاقات اور ملاقات مُردوں سے نہیں زندوں سے

ہوتی ہے زیارت کے معنی ہیں ملاقات میں ابھی تک اُس موضوع تک آ نہیں سکا جس کی ڈاکٹر صاحب نے فرمائش کی تھی کوشش کر رہا ہوں کہ اُدھر آ جاؤں بس سمجھانا یہ چاہ رہا ہوں کہ حسینؑ سے ایک چیز وابستہ ہوئی حسینؑ نے اُس کی ایک تاریخ بنا دی دریا ہزاروں تھے، دریا کی تاریخ نہیں ہے گنگا جمنا پہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، دجلہ پہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، راوی، چناب پہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، ستلج اور دریائے سندھ پہ کوئی کتاب نہیں ہے لیکن فرات پہ کتابیں لکھی گئیں ہیں، تلواریں لاکھوں گزری ہیں لیکن تلواروں کی سوانح حیات نہیں لکھی گئی لیکن حسینؑ نے ذوالفقار کی سوانح حیات لکھوادی اور مکمل سوانح حیات لکھوائی ہے ذوالفقار کے صرف فضائل ہوتے تو نامکمل تھی ذوالفقار، حسینؑ نے بتایا کہ ذوالفقار کے فضائل ہیں تو مصائب بھی ہیں اور مصائب یہ ہیں کہ وہ قبر اصغرؑ بنائے دنیا کی کسی تلوار نے سوائے لڑنے کے کوئی کام نہیں کیا یہ وہ تلوار ہے کہ جو چھوٹے سے بچّے کی خدمت کرتی ہے کربلا میں تو تاریخ اپنی نوک سے لکھواتی ہے اس لئے کہ حسینؑ سے منسلک ہوگئی تھی علیؑ کی تلوار لیکن چونکہ حسینؑ کے ہاتھ سے چلی تو تاریخ بن گئی۔ اب جو شے حسینؑ سے وابستہ ہو جائے آپ اُس کا نام اُٹھا کر کہیں رکھ نہیں سکتے دیکھئے اس پہ ذرا سا غور کر لیجئے گا۔ لفظ، لفظ، آپ لفظ حسینیت کا چھین نہیں سکتے کیا؟ عَلم وابستہ ہو گیا حسینؑ سے اب اپنے ملکوں کے پرچموں کا کچھ بھی نام رکھئے، عَلم نہیں کہہ سکتے، عَلم حسینؑ کا ہے، آپ فلیگ (flag) کہیں، جھنڈا کہیں کچھ بھی کہیں اُردو میں انگلش میں فارسی میں عربی میں کسی بھی زبان میں پکاریئے لفظِ عَلم عربی سے چھین نہیں سکتے آپ۔ جب کوئی کسی مذہب کا آدمی یہ لفظ بولے گا عَلم تو معنی کیا ہوں گے؟ مطلب وہ عَلم جو عباس کا عَلم ہے جو حسینؑ

کے عزاخانے میں ہوتا ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ سبیل کا لفظ آیا ہے پہلے سبیل کے معنی تھے راستہ آپ بولیں فی سبیل اللہ یہ کام ہے اللہ کے لئے یہ کام ہو رہا ہے بہت دنوں تک یہ لفظ سبیل راستے کے معنی میں استعمال ہوا لیکن جب سبیل لفظ کو حسینؑ نے لیا تو اب کہتے ہیں "سبیل حسینؑ" دیکھئے لفظ حسینؑ سے وابستہ ہو گیا۔ اب سبیل کی تاریخ بن گئی اب آپ یہ نہیں کہہ سکتے سبیلِ فلاں، کہہ کے دیکھئے تو لوگ کہیں گے ان سے پانی کا کیا تعلق ہے؟ دیکھئے پانی حسینؑ سے وابستہ ہو گیا۔ نہ پی کر پانی کو وہ عزت دی ہے اگر پی لیتے تو نجانے کیا ہوتا، اب یہ چار عناصر آ گئے جو میں نے اُنتیس کو پڑھے تھے کہ حسینؑ سے سارے عناصر نے ہاتھ جوڑ کر عاشور کے دن یہ آ کر کہا کہ ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ ہوا آئی خدمت میں آئی واپس کیا، آگ آئی واپس کیا، مٹی آئی واپس کیا، پانی نے پکارا واپس کیا، لیکن یہ کہہ کر واپس کیا کہ تو نے هَل مِن نَاصِرٍ کی آواز پہ لبیک کہا اب ہم چاروں کو عزت دیتے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر اب تک چاروں کو عزت نہیں ملی تھی جس کے یہ مستحق تھے تو حسینؑ نے کہا آؤ تم چاروں چونکہ ہم سے وابستہ ہو گئے تو ہم عزت دیتے ہیں جہاں چار کوزے بھر کے رکھ دیئے جائیں گے پانی سے وہاں ادب سے لوگ رُک کر پئیں گے اور کہیں گے ہائے حسینؑ کی پیاس، لوگ سبیل لگا کر عزت حاصل کریں گے ثواب حاصل کریں گے اب پانی فاتحہ میں رکھا جائے گا اب پانی نیاز میں رکھا جائے گا پانی عزت دار ہو گیا حسینؑ سے وابستہ ہو گیا۔ ہَوا حسینؑ سے وابستہ ہو گئی۔ پاک لفظ قیامت تک سامع کے کان تک ہوا کے دوش پر یا حسینؑ کی صدا میلوں تک جاتی رہے گی، جا ہَوا ہم نے تیرے دوش پر حُسینیت کا بار ڈال دیا۔ لے جا پیغام دیار دیار، اب یہ ہَوا ہے جو لاکھوں میل

تک یا حسینؑ کی صدا لے جا رہی ہے خدمت کر رہی ہے، آپ روک سکتے ہیں؟ ارے ہوا کو بھی کسی نے روکا ہے؟ ارے سلیمانؑ کی حکومت تھی ہوا پر لیکن حسینؑ مالک ہیں ہوا کے، جب حسینؑ آپ کی زبان سے نکل گیا تو ہوا میں منتشر ہوا اب ہوا جہاں تک چاہے لے جائے امریکہ تک جائے یا لندن تک جائے خدمت دے دی ہوا کو۔ مٹی! آ تجھے اس لئے عزّت دے دیں کہ تو میرے باپ سے وابستہ ہے ابوتراب میرا باپ ابوتراب ہے تو تراب ہے، تجھے سب سے بڑی عظمت یہ دیتے ہیں کہ اب تجھ پر قیامت تک سجدہ ہوگا اور اُس کے ساتھ ساتھ ایک اور انعام دیا حسینؑ نے مٹی کو مٹی میں شفا ڈال دی اب خاکِ شفا کا احترام ہوتا ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے اجی خاک ہے خاکِ قدم ہے کیسا ذلیل کر رکھا تھا مٹی کو کہ یہ تو قدموں سے روندی جاتی ہے۔ حسینؑ نے کہا نہیں، ہے تو خاک مگر تمہارے منہ میں خاک، یہ خاک، خاکِ شفا ہے، آنکھوں میں لگے تو نور آ جائے ایک چٹکی پڑیا اگر رکھ لیا ہے جیب میں باندھ کر اور سمندر میں طوفان اُٹھے اور جہاز ڈوب رہا ہو تو ایک چٹکی سمندر میں ڈال دو طوفان بیٹھ جاتا ہے، جب فرشتے آتے ہیں زیارت کرنے روضۂ حسینؑ پر اور جب واپس جاتے ہیں تو جو فرشتوں کا قافلہ واپس جاتا ہے تو عالمِ بالا کے فرشتے دوڑ کر کہتے ہیں خاکِ شفا لائے ہو تھوڑی سی مٹی ہمیں بھی دے دو قبرِ حسینؑ کی، فرشتوں کا تحفہ ہے یہ خاکِ شفا جنّات جو مومن ہیں اُن کا تحفہ ہے خاکِ شفا اور وہ تو ایسے دشمن ہیں اس معاملے میں آپ کے کہ اگر خاکِ شفا آپ کھلی رکھ دیں تو تسبیح رہتی نہیں ہے، کسی کے ہاں یہ میری بھی آزمائی ہوئی بات ہے اگر خاکِ شفا کو بند کر کے نہیں رکھیں گے تو جنّات لے جاتے ہیں، دیکھئے عجیب بات ہے بارش نہ ہو تو تسبیح باہر لٹکا دیں بارش ہو جائے گی

بارش بہت ہو رہی ہو اور نہ رُک رہی ہو تو اپنے حجرے میں صرف خاکِ شفا کی تسبیح لٹکا دیں نقصان پہنچانے والی بارش رُک جائے گی مٹی میں یہ قوت دے دی، حالانکہ مٹی پانی کو روک نہیں پاتی حسینؑ کی وجہ سے مٹی پانی کو روک لیتی ہے۔ کچھ پڑھ رہا ہوں پتہ نہیں کتنے لوگ سمجھ رہے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ فلسفہ ہے کہ منطق یہ تو آپ ہی جانیں یہ تو آپ سمجھیں آپ کے ذہنوں کے حوالے یہ پیغام ہے۔ اب رہ گئی تھی آگ اور آگ نے کیا تھا غرور اور آگ ٹکرائی تھی معبود سے اور آگ بھی آئی اور آگ نے کہا حسینؑ سب کو عزت دی اور میں؟ کہا مجھے معلوم ہے شاید آگ یہ کہتی کہ خیمے جلے ہیں آگ سے لیکن حسینؑ نے آگ کو الزام نہیں دیا کیوں؟ آپ کو معلوم ہے کہ حسینؑ عادل ہیں عادل کے بیٹے ہیں اور عادل کے ماننے والے ہیں اس لئے کہ حسینؑ کو معلوم تھا کہ آگ خود نہیں آئی، درِ زہراؑ پہ آگ لائی گئی، دیکھئے آگ لانے والا مجرم ہے آگ مجرم نہیں ہے۔ زینبؑ کا خیمہ آگ سے جلا ضرور ہے آگ لائی گئی ہے خود نہیں آئی آگ کی کیا مجال کہ خود آ جائے کیسے آ سکتی ہے؟ یہاں تو علیؑ کی محبت جہنم کی آگ کو کھا جاتی ہے بلکہ حدیث میں ہے اور قرآن کی آیات میں بھی ہے،

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

یہ دن کون سا ہے۔ ”جب تو دیکھے گا“، (کوئی اور نہیں تو دیکھے گا) جب صاحبانِ ایمان مرد اور صاحبانِ ایمان عورتیں“ (آئیں گی)

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

”اُن کا نور اُن کے سامنے دوڑے گا اور اُن کے سیدھے جانب دوڑے گا“۔ اُن کا نور، اور پھر آواز دی جائے گی:

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور اُس دن اُن کو بشارت دی جائے گی"۔ آج تم کو بشارت ہو، خوشخبری۔ آج تمہارے لیئے یہ جنّت کے باغ ہیں، یہ نہریں جاری ہیں، تم ہمیشہ اِسی میں رہو گے۔ یہ تمہاری کامیابی ہے"۔

اور ایسے میں:-

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ

"منافق مرد اور منافق عورتیں بھی ایک جگہ جمع ہوں گے"

تاریخِ اسلام میں جہاں کہیں منافق کا ذکر آیا تو مؤرخین نے کہا وہ ایک تھا عبداللہ ابن اُبَی، "سورۃ منافقون" آیا، کہا وہ ایک ہے عبداللہ ابنِ اُبَی، یہ کیا عبداللہ ابنِ اُبَی کے نام سے لاکھوں آدمی ہیں،؟ جب منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے، کسی سے کہیں گے۔ اللہ سے۔ نہیں۔ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا صاحبانِ ایمان سے کہیں گے۔ اُنْظُرُوْنَا ذرا ہماری طرف دیکھو، نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ "ہم بھی تمہارے نور سے کچھ لے لیں"۔ ہائے ری حسرت، ٹھہرو۔ ذرا ہماری طرف دیکھو ہم تمہارے نور سے کچھ اقتباس کریں، کچھ تمہارے نور سے لے لیں۔

دنیا میں تو یہ منافق کہا کرتے تھے کہ رسولؐ ہی نور نہیں ہے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ قیامت میں یہ منافق، ایک ایک ایمان والے سے کہیں گے ٹھہرو اپنے نور میں سے تھوڑا سا ہم کو بھی نور دو، یہ قرآن ہے نہ۔ حاملانِ قرآن موجود ہیں۔ اللہ کا نور نہیں۔ مومنوں اور مومنات کا نور۔ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ "پیچھے ہٹو۔ واپس جاؤ، دنیا میں جن سے نور مانگتے تھے اُن سے نور

مانگو"۔ پیچھے دیکھو، یہاں آکر نور مانگ رہے ہو، اپنے والوں سے نور مانگو۔ دنیا میں تو صاحبانِ ایمان کے پاس نور مانگنے آئے نہیں۔

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ

اور اُن (دونوں) کے درمیان ایک دیوار کھینچ دی جائے گی"۔ یہ منافق مرد اور منافق عورتیں، یہ ایمان دار مرد اور ایماندار عورتیں، بیچ میں دیوار۔ لَّهٗ بَابٌ ؀ "اس میں ایک دروازہ ہوگا"۔

بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۱۳)

"اِس (دیوار) کے اندر کی طرف تو رحمت ہوگی اور اُس کے باہر عذاب ہوگا"۔ یعنی اُس طرف دیوار کے منافقت اور اِدھر دیوار کے رحمت۔ اور دیوار کے اُدھر سے:-

يُنَادُوْنَهُمْ وہاں سے پکاریں گے۔ منافق مرد، منافق عورتیں وہاں سے پکاریں گے۔

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؀

کیا (دنیا میں) ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے، وہاں تو ساتھ تھے، محلّہ ایک تھا، گھر قریب تھے، ساتھ میں اُٹھتے بیٹھتے تھے، تم اُس راستے سے جاتے تھے، ہم بھی ملتے تھے، وہاں تو ساتھ تھے، یہاں اتنا بھی رحم نہیں کرتے کہ اپنے نور میں سے تھوڑا سا ہم کو دے دو، اور بیچ میں دیوار بھی کھینچ دی ہے۔

قَالُوْا بَلٰى "ایمان والوں نے کہا، ہاں"۔ تم ہمارے ساتھ تھے۔

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ "لیکن وہاں سے تم نے اور تمہارے نفسوں نے فتنہ برپا کیا تھا"

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ

''اور تم ہماری تباہی کا انتظار دیکھ رہے تھے دنیا میں''۔تم کو بس یہی فکر تھی کہ ہمارے متعلق کوئی بُری خبر سُنو، تم یہی سمجھتے تھے کہ اب مَرا، جب مَر گیا، وہاں زخمی ہوگا، یہاں زخمی ہوگا۔اُس جنگ سے لاش آئے گی، اُس جنگ سے کوئی بُری خبر آئے گی، تم تو فقط یہی انتظار دیکھتے تھے''۔وَارْتَبْتُمْ شک میں رہتے تھے، تم تو ہر وقت شک میں پڑے رہتے تھے، حق کی طرف آنے میں شک کر رہے تھے۔تمہارے نفسوں نے فتنہ برپا کیا تھا''۔وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ اور تمہاری جھوٹی تمناؤں نے تم کو دھوکا دیا حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ یہاں تک کہ تم کو موت آئی۔ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور وہ بڑا دھوکا دینے والا دھوکا دے گیا''۔

غَرُوْرُ۔ غُرُوْر نہیں۔ "غَرُوْرُ۔ مفسّرین نے کہا غَرُوْر کے معنی ہیں ''شیطان''۔اب جو کہی!

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ

اور آج تم سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا''۔عذاب کے بدلے کچھ دے دِلا کے نجات پاؤ، آج یہ نہیں ہوگا، یہ تو دنیا میں ہوتا تھا، مصیبتوں سے بچتے تھے۔ دے دِلا کے، آج تم سے فدیہ نہیں لیا جائے گا''۔وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۝ اور نہ کافروں سے فدیہ لیا جائے گا'' مَاْوٰكُمُ النَّارُ۝۔یہ جہنم ہی تمہاری جگہ ہے''۔هِيَ مَوْلٰكُمْ۝ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (سورۂ حدید کی آیات ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵)

''بس اب یہ جہنم تمہارا مولیٰ ہے''۔یہ بدترین مقام ہے''۔ایک مولیٰ سے بھاگے یہ دوسرا مولیٰ مل گیا''۔

سورۂ حدید کی آیات کی تفسیر میں یہاں تک لکھا گیا ہے کہ علیؑ کے چاہنے والے جب صراط سے گزریں گے تو جہنم میں پڑے ہوئے لوگ یہ کہیں گے کہ

جلدی نہ جاؤ تا کہ ہم تمہارے نور کی ٹھنڈک سے کچھ نور لے سکیں تو دوزخ اُس وقت آواز دے گی اے علیؑ کے چاہنے والو تیز جاؤ میری آگ بجھی جارہی ہے۔ علیؑ کی محبت کی ٹھنڈک جہنم کی آگ کو بجھا دیتی ہے۔ تو دنیا کی آگ کیا ہے؟ تو حسینؑ ایسی آگ سے شکوہ کرتے؟ کہا نہیں ہمیں معلوم ہے تجھے گرفتار کر کے لایا گیا ہے خیمے تک مشعلیں جلا کر لائی گئیں تیری خطا نہیں ہے اگر ماں کا گھر جلا تب بھی تیری خطا نہیں ہے، بہن کا خیمہ جلا تب بھی خطا کار تُو نہیں ہے اب تُو آئی ہے کہ تجھے عزّت دے دیں تو ہم تجھے عزّت تو دے دیں گے لیکن چونکہ سرکشی شیطان تیری وجہ سے کر چکا تیری شہ پر آدمؑ کے سامنے اللہ کی بارگاہ میں سر اُٹھا کر سرکشی کی تھی تو ہم تجھے عزّت دیتے ہیں تو ہم آگ کا ماتم رکھواتے ہیں۔ اب ہمارے عزادار قیامت تک تجھے پیر سے روندیں گے پیر سے کچلیں گے، چونکہ تو نے کبھی سر اُٹھایا تھا اس لئے عزاداروں کے پیر اور تیرا سر۔ سمجھئے دیکھئے عزت یوں بھی حسینؑ دیتے ہیں حسینؑ کی یہ عزت کیسی ہے کہ پیروں میں ڈال لیں تب بھی وہ شے عزت پا جائے، ورنہ جو شے پیروں میں روندی جائے وہ عزت نہیں پاتی، یہ حسینؑ نے بتایا کہ اگر میرے عزادار کسی چیز کو اپنے پاؤں سے روند ڈالیں تو اُسے بھی عزت مل جاتی ہے ادھر حسینؑ نے یہ کہا اے آگ تجھے ماتم میں شامل کیا جائے گا میرے عزادار میرا نام لے کر تجھ پر سے گزریں گے اُدھر آگ نے وعدہ کیا کہ جب تیرے چاہنے والے حسینی گزریں گے تو نہیں جلاؤں گی اور تیرا دشمن اگر گزرا تو یہاں بھی جلاؤں گی اور وہاں بھی جلاؤں گی، اے حسینؑ تیرے چاہنے والوں کو نہ آخرت میں جلاؤں گی نہ دنیا میں جلاؤں گی ادھر یا حسینؑ کہا ادھر دہکتا ہوا انگارہ اُٹھا لیا اسی پہ تو مباہلہ ہو جاتا ہے کہ اگر حسینؑ سے بڑا ہے تمہارے پاس

کوئی تو چلو یہ آگ اُٹھاؤ اُس کا نام لے کر کوئی نہیں آتا یہ دعویٰ صرف حسینؑ والا ہی کر سکتا ہے۔ کیا حقیقت ہے لکڑی کی؟ تخت بھی بنتا ہے منبر بھی بنتا ہے، لیکن جب حسینؑ سے وابستہ ہو جائے تو عزت دار ہو جاتی ہے، کہا تھا میں نے کسی دن کہ جمشید کا تخت نہیں رہا دارا کا تخت نہیں بچا تختِ طاؤس نہ رہا لیکن ایک تخت حسینؑ سے وابستہ ہو گیا تو منبر کے پہلو میں آ گیا۔ ایک ذاکر کو تخت ملا ایک ذاکر کو منبر ملا تو اب یہ منبر عزت دار کیوں ہوا؟ اس لئے کہ عباسؑ کا علم آیا ہے جب میر انیسؔ پہلے دن بچپن میں باپ کے سامنے منبر پر بیٹھے تو زندگی کی جو پہلی رباعی پڑھی وہ یہ تھی۔

بالیدہ ہوں وہ اوج مجھے آج ملا
ظلِّ علمِ صاحبِ معراج ملا
منبر پہ نشست سر پہ حضرت کا عَلَم
اب چاہئے کیا تخت ملا تاج ملا

جہاں لکڑی کا منبر تخت بنے، پنجہ تاج بن جائے یوں عزتیں عطا کرتے ہیں۔

کیا حقیقت ہے لکڑی کی؟ یہی لکڑی باہر پڑی ہو تو ٹھوکر میں آ جائے اور اسی لکڑی کا جھولا بن جائے تو عزت دار ہے کبھی فاطمہؑ بنت اسد جھولا بنا کر علیؑ کو لٹا دیں اور اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں اور اژدھا آ جائے تو اُسی جھولے میں علیؑ اژدر کو چیر دیں تو جھولے کا کارنامہ علیؑ کے بچپن میں یہ لکھا جائے کہ جھولے میں کلّۂ اژدر کو چیر دیا تھا اور کبھی رسول جھولا بنا کر حسینؑ کو اُس میں لٹا دیں او فطرس اور دردائیل آئیں، چونکہ یہ موضوع تھا اور اسے عرض کرنا تھا تو دردائیل جیسا ملک اور فطرس جیسا ملک جو ترکِ اولیٰ کر چکا ہو تو حسینؑ کا جھولا اُسے شفا دے دے اُسے آزاد کر دے۔ آج کے لئے رسولؐ نے جھولے کو یہ عظمت دی تھی کہ اگر کسی بچے

کا جھولا نظر آئے اور بچہ معصوم ہو تو جُھولے کا احترام کرنا اس لئے عجیب قول دیا علم کو جُھولے سے وابستہ کر دیا یہ آپ کو پتہ ہے بہت کم ان چیزوں پہ پڑھے لکھے لوگ جو علم کا کام کرتے ہیں اُن کی اِن باریک باتوں پہ نظر نہیں ہوتی۔ فرمایا رسولؐ نے کہ ''علم حاصل کرو مہد سے لحد تک'' مہد عربی میں کہتے ہیں جُھولے کو لحد کہتے ہیں قبر کو جُھولے میں بھی کوئی علم ہوتا ہے؟ لیکن رسولؐ کا قول یہ بتا رہا ہے کہ جھولے میں بھی علم ہوتا ہے اور مسلمانوں کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ جُھولے میں علم کیسے ہوتا ہے تو علی اصغرؑ سے پوچھیں علی اصغرؑ کا جُھولا بتائے گا کہ جُھولے میں بھی علم ہوتا ہے تو حسینؑ جب مدینے سے چلے تو جہاں سارے سپاہی تھے گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے ناقوں پر بیٹھے ہوئے تو ایک سپاہی جُھولے میں چلا اُس کا جُھولا بھی چلا یہ دوسری بات ہے کہ کائنات میں یہ واحد بچہ ہے جس کا جُھولا جلایا گیا دنیا میں بچوں پہ کہیں مظالم نہیں ہوئے لیکن یہ ایک واحد بچہ ہے جس کا سرمایہ ایک جُھولا تھا تو اُس کو بھی آگ لگا دی گئی لیکن اصغرؑ تو چلے گئے دنیا سے اگر جُھولا جل گیا تو کیا ہوا۔ اُس ماں سے معلوم کیجئے کہ جس کے سامنے جُھولا بچے کا جلایا گیا پھر وہ ماں اُس جلے ہوئے جھولے کو کبھی بھولی نہیں، بہت گریہ کریں گے آپ، محرم کی پانچ ہو گئی اور ابھی جھولا برآمد ہو گا اور جب آپ شبیہ دیکھتے ہیں تو آپ کو سب کچھ یاد آ جاتا ہے کبھی میں نے اپنی تقریر میں پچھلے سال لاہور میں یہ کہا تھا کہ دیکھئے کہ بچہ جو چھوٹا بچہ ہوتا ہے اُس کے عمر کے کچھ مدارج ہوتے ہیں اور اس طرح سے گنے جاتے ہیں کہ بچہ اب چھ مہینے کا ہو گیا اب بچہ دو سال کا ہو گیا اب چند مہینے کے بعد دودھ چھٹنے والا ہے جب پیدا ہوتا ہے تو ابھی بچے نے آنکھ نہیں کھولی یہ مدارج ہیں اب آنکھ کھول دی ابھی تالو لپک رہا ہے تالو نہیں بھرا یہ بچے کی عمر کے یہ

مدارج ہیں اُسی میں ایک یہ بھی ہے کہ ابھی بچے نے مٹھیاں نہیں کھولیں جب تک بچے کی مٹھیاں بند رہتی ہیں تب تک ماں یہ نہیں چاہتی کوئی اور گود میں اُٹھائے ابھی بچہ بہت نازک ہے کوئی ایسا آدمی بچے کو نہ اُٹھالے کہ سنبھال نہیں سکے اس لئے کہ بچہ ابھی نازک ہے، ابھی اس کے اعضاء کمزور ہیں تو علی اصغرؑ کی عمر کا اندازہ لگا یا وہ یہ کہ ابھی علی اصغرؑ کی مٹھیاں نہیں کھلی تھیں، اتنے چھوٹے تھے علیؑ اصغر اور میرے موضوع کا جملہ یہ ہے کہ دنیا میں سوانح حیات اُس کی لکھی جاتی ہے جو ساٹھ کا ہو جائے پینسٹھ کا ہو جائے یہ کائنات کا واحد حسینؑ کا بیٹا علی اصغرؑ ہے جس نے اپنی سوانح حیات چھ مہینے کی عمر میں لکھوالی۔ بڑوں بڑوں پر اتنی موٹی کتابیں نہیں لکھی گئیں جیسی کتابیں چھ مہینے کے علی اصغرؑ پر لکھی گئیں کیا پڑھوں آپ کے سامنے سینکڑوں مجلسیں آپ کر چکے ایسے ہزاروں محرم اللہ آپ کو نصیب کرے۔ آپ ناواقف نہیں ہیں اس حال سے لیکن دو چار جملے سن لیجئے الیگزینڈر رگنل فرانس کا ایک شاعر ہے، فرانسیسی زبان کا جب جنگِ عظیم چھڑی ہوئی تھی اور بم گرائے جا رہے تھے ایک ملک سے دوسرے ملک پر اور تباہی پھیلی ہوئی تھی تو اُس وقت اُس کی شاعری نے پیغام دیا اور اُس نے کہا میں نے جرمنی اور فرانس کے تمام بچوں کو جو شیر خوار بچے ہیں اُن سب کو جمع کیا ہے اور اُن کی طرف سے یہ مرثیہ لکھا ہے دو سو بند کا فرانسیسی زبان میں اور اس مرثیے کو میں نے نذر کیا ہے کائنات کے سارے بچوں کے سردار علی اصغرؑ کی طرف اور اوپر یہ لکھا کہ اے گودیوں کو تباہ کرنے والو اور آبادیوں میں بچوں پر بم گرانے والو تمہیں انسانیت کے دیوتا علی اصغرؑ کی قسم ہے کہ ماؤں کی گودیوں کو مت اُجاڑو آج بھی علی اصغرؑ یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ماؤں کی گودیوں کو نہ اُجاڑو۔ معصوم بچوں کی کیا خطائیں

ہیں؟ جب تک اصغرؑ کا ذکر رہے گا دنیا کو یہ پیغام ملتا رہے گا ارے معصوم نے کیا خطا کی تھی اور دیکھئے سب کو معلوم تھا اور یہ بہت قیامت کا جملہ دے رہا ہوں روئیے گا اور خوب روئیں گے آپ جب اس جملے کو یاد کریں گے، لیلیٰؑ کو معلوم تھا میرا علیؑ اکبر مارا جائے گا۔ اُمِ فروہؑ کو علم تھا کہ قاسمؑ میدان میں جائے گا تو مارا جائے گا، زینبؑ جانتی تھیں کہ بچے جا رہے ہیں شہید ہونے واپس نہیں آئیں گے میدان سے پھر بھی بھیج دیا، لیکن ہائے ربابؑ کچھ معلوم نہیں تھا اس لئے کہ ربابؑ تو یہ جانتی تھیں کہ جب چھوٹا بچہ دشمن کا بھی ہوتا ہے تو اُسے دیکھ کر پیار آ جاتا ہے پوری رات جھولے سے لگی بیٹھی رہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ ربابؑ جو دس دن چپ رہیں اور کچھ نہیں بولیں اور اپنی جگہ سے نہ اُٹھیں اُس وقت بے قرار ہو کر اُٹھیں جب عصر کے ہنگام میں ربابؑ کے کان میں یہ آواز آئی ھل مِن ناصِرٍ تو ربابؑ نے دیکھا کہ جو بچہ رات بھر پیاس کی وجہ سے کمزوری اور نقاہت کے عالم میں خاموش پڑا تھا اُس بچے میں جانے کہاں کا شباب آ گیا، آنکھیں چونک کر کھول دیں اور جھولا تیز ہلا ماں گھبرا گئی کہ جھولے کو کس نے جھلا دیا جھولا تو ساکت تھا اور ایک بار ربابؑ نے دیکھا کہ علی اصغرؑ نے اپنے کو یوں اُچھالا کہ جھولے سے زمین پہ گر گئے بس علیؑ اصغر جو جھولے سے گرے تو ماں سینے کو پکڑ کر گھبرا کر آواز دیتی ہے شہزادی زینبؑ ذرا اِدھر تو آیئے یہ اصغرؑ کو کیا ہوا میرے آقا کی آواز آئی تو اصغرؑ نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔ دوڑ کر جناب زینبؑ نے علی اصغرؑ کو گود میں اُٹھا لیا پیار کرتی جاتی ہیں سینے سے لگاتی جاتی ہیں پھوپھی اور یہ کہتی جاتی ہیں کہ اصغرؑ ہمیں معلوم ہے کہ بہت پیاسے ہوا ے اصغرؑ ہمیں معلوم ہے کہ خیمے میں پانی نہیں ہے لیکن اصغرؑ کیا بات ہے کیوں اتنے

بے قرار ہو گئے کہ اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا، اب اصغرؑ نے پھوپھی کے جواب میں رونا شروع کیا اور اتنا روئے کہ کبھی سکینہؑ بہلاتی ہیں کبھی کبریٰؑ بہلاتی ہیں کبھی ماںؑ دوڑ کے آتی ہیں اب زینبؑ گھبرا گئیں کہ فضہ ذرا بھائی کو آواز دے یہ اصغرؑ کو ہوا کیا۔ حسینؑ آئے جب در کے قریب آئے تو کہا اتنا کیوں رو رہی ہو تم لوگ؟ اے لیلیٰؑ یہ شور کیسا ہے؟ اے زینبؑ ابھی ہم زندہ ہیں تم سب مل کے کیوں رو رہی ہو؟ کہا بھیا اس لئے نہیں رو رہے ہیں کہ ہم ڈر گئے ہیں کہا پھر کیا بات ہے؟ کہا آپ کی آواز پر اصغرؑ نے خود کو جھولے سے گرا دیا ہے کہا زینبؑ ہم اصغرؑ کا مطلب سمجھ گئے لاؤ میرے علی اصغرؑ کو میرے پاس لاؤ، حسینؑ نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے زینبؑ نے علیؑ اصغر کو حسینؑ کے ہاتھ پر رکھ دیا، چاہتے تھے حسینؑ کہ علی اصغرؑ کو لے کے مڑیں، ماں ایک بار دوڑیں اور دوڑ کر اپنے سر کی چادر اُتار کر اُجلی سی چادر علی اصغرؑ پہ ڈال دی کہا آقا دھوپ بہت تیز ہے میرا اصغرؑ پیاسا ہے آخری جملہ تقریر کا پڑھ رہا ہوں بہت گریہ کیا آپ نے اللہ آپ سب کو جزائے خیر دے ایک جملہ یہ سن لیجئے تو آخری جملے ادا کروں۔ چار باب الحوائج ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب رقت ہو رہی ہو امام موسیٰ کاظمؑ، حضرتِ مسلمؑ، حضرتِ عباسؑ اور حضرتِ علی اصغرؑ اور چاروں ''باب الحوائج'' ہیں، لیکن علی اصغرؑ کو معصومینؑ میں افضل ترین ''باب الحوائج'' کہا ہے اور جب رقت ہو رہی ہو تو جو چاہے مانگو اس لئے کہ حاجت کا دروازہ ہیں یہ آخری جملہ ہے حسینؑ میدانِ جنگ سے علی اصغرؑ کو لے کر واپس آئے، علی اکبرؑ کا جب لاشہ لائے تھے تو کہا لاشہ آیا ہے لے جاؤ۔ قاسمؑ کا لاشہ آیا اُمِ فروہؑ یہ تمہارا بچہ ہے، عونؑ و محمدؑ کے لاشے آئے تو کہا بھانجوں کے لاشے لایا ہوں، لیکن جب اصغرؑ کو لے کر آئے تو سات بار خیمے

کی طرف بڑھے اور پیچھے ہٹے، کیا کہیں جملہ نہیں تھا، ساتویں مرتبہ درِ خیمہ کے قریب آئے اور ہمت کر کے کہا ربابؑ آ جا تیرا اصغرؑ آ گیا ربابؑ درِ خیمہ پر آئیں کہتے ہیں ربابؑ سے پہلے سکینہؑ دوڑی اور آ کر باپ کے دامن کو تھاما اور کہا بابا بھیا کو پانی پلا لائے، سکینہؑ پیاسی رہ گئی ہائے سکینہؑ پیاسی رہ گئی، ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ!

چھٹی مجلس

زوجۂ حسینؑ حضرت شہربانوؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرہ محرم کی امام بارگاہ آلِ عباؑ میں آپ حضرات چھٹی تقریر سماعت فرمارہے ہیں۔ حیاتِ امام مظلومؑ کے عنوان پر ہم آپ سے مسلسل گفتگو کر رہے ہیں کئی تقریروں میں ہم نے یہ بات کہی کہ کسی کے حیات میں وہ کون کون سے باب ہیں کہ جو انتہائی اہم ہوتے ہیں دونوں شہزادوں کی زندگی کا آغاز ولادت سے بچپن تک رسولؐ کی شفقت و محبت کے سائے میں گزرا اور بچپن کا کوئی واقعہ ایسا نہیں کہ جو ہمارے بچے بچے کو یاد نہ ہو، جب طفلی تھی اور جھولا جھول رہے تھے اس وقت بھی فرشتے خدمت گزار تھے۔ اور رسولؐ اکرم کو چین نہیں پڑتا تھا جب تک دن میں کئی مرتبہ بچوں کو دیکھنے نہ آئیں بلکہ حسینؑ کی ولادت کے بعد مسلسل یہ عالم ہو گیا تھا کہ صبح سے شام تک گود میں اُٹھا کر زبان چُساتے رہتے تھے، جب وہ وقت آیا کہ دونوں بچے کچھ غذا کھانے لگے تو ہمیشہ کھجور یا روٹی کے ٹکڑے کو اپنے دانتوں سے چباتے اس کا لعاب بناتے تھے اور لعاب بنا کر کبھی حسنؑ کے منہ میں بھر دیتے کبھی حسینؑ کے منہ میں جیسے پرندہ اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے، ہمیشہ جب آتے بچوں سے پیار کرتے تو ہمیشہ جُھک کر سب سے پہلے حسنؑ کے ہونٹوں کو چومتے اور کافی دیر تک چومتے اور پھر اس کے بعد حسینؑ

کے قریب جاتے اور گریبان کھول کے حسینؑ کے گلے کو دونوں طرف سے چومتے، آپ کو معلوم ہے کہ کبھی سورۂ دہر نازل ہوا اور کبھی آیۂ مباہلہ نازل ہوئی کبھی آیۂ تطہیر نازل ہوئی یہ وہ آیات ہیں کہ جس میں نانا کے ساتھ ساتھ بچے برابر کے حصّے دار ہیں، کبھی چادر میں ہیں کبھی ایسا ہوا آپ کا اصحاب انتظار کر رہے ہیں کہ رسولؐ ابھی برآمد ہونے والے ہیں اور جب باہر آئے تو عبا کو یوں اپنے اوپر ڈھانپے ہوئے آئے کہ اصحاب نے سوال کیا کہ آج بچوں کو لے کر نہیں نکلے؟ تو فوراً عبا کے دامن کو ہٹا دیا ایک طرف حسنؑ لپٹے تھے ایک طرف حسینؑ لپٹے تھے کبھی عبا میں چھپا کے نکلے کبھی عبا میں لے کے نکلے کبھی کاندھوں پر سوار کیا کبھی عید کے جوڑے آئے کبھی ہرنی کا بچہ آیا تو تحفے میں دے دیا اور جب حسنؑ ہرنی کا بچہ لے کر گئے تو حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے کہ نانا ہمارے لئے؟ تو اللہ نے ہرنی کو حکم دیا کہ اس سے پہلے کہ حسینؑ کی آنکھ سے آنسو ٹپکے اپنے دوسرے بچے کو تیز تیز دوڑ کر مدینے تک پہنچا دے رسولؐ کی خدمت میں، کبھی ایسا ہوا کہ اگر نانا کے پاس ہیں خطبہ سُن رہے ہیں اور گھر آئے ہیں تو فاطمہؑ نے بچوں کو بٹھا کے کہا ہمیں بھی تو سناؤ نانا سے کیا سن کے آئے ہو تو بچے ایک نانا کا خطبہ سُنتے تو پورا خطبہ زبانی یاد ہو جاتا یہ بچوں کے حافظے کا عالم تھا اور ماں بچوں ہی سے خطبہ سُنتی اور جب کبھی علیؑ آتے تو فاطمہؑ پورا خطبہ سُنا دیتیں تو علیؑ کہتے تمہیں کیسے علم ہوا کہا آپ کے بیٹے اپنے نانا کا خطبہ روز ہمیں آ کر سناتے ہیں، کبھی ایسا ہوا کہ اگر ماں کے پاس بیٹھے ہیں تو ماں ہمیشہ محبت وشفقت میں علم کی ہی بات کرتیں آج تختی لکھ کر دکھاؤ دونوں بچوں نے تختی لکھ کر دکھائی ظاہر ہے نانا سے اور علیؑ سے لکھنا سیکھا تھا فاطمہ تختی دیکھتی رہ گئیں کہ ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ تختی حسنؑ نے اچھی لکھی یا حسینؑ

نے اچھی لکھی ہے۔ دیکھو میرے گلو بند میں سات موتی ہیں میں اپنا گلو بند توڑتی ہوں تو آج پتہ چلا کہ بی بی نے گلے میں گلو بند پہنا کیوں تھا ورنہ بی بی تو کبھی زیور پہنتی ہی نہ تھیں تو معلوم ہوا کہ یہ گلے میں گلو بند اس لئے رہ گیا تھا کہ ماں کو ان بچوں کے لئے یہ موتی نچھاور کرنے تھے گلو بند کو توڑ دیا کہا جو جتنے موتی اُٹھالے وہ اُس کا انعام ہے سات موتی تھے تین حسنؑ نے اُٹھالئے تین حسینؑ نے اُٹھالئے ایک موتی بچا تھا کہ ہاتھ بڑھتا جاتا تھا دونوں شہزادوں کا کہ اللہ نے جبریلِ امین سے کہا اس سے پہلے کہ کسی کا ہاتھ موتی پر پڑے اپنے پر سے موتی کو دو ٹکڑے کر دو اِدھر حسنؑ کا ہاتھ بڑھا اُدھر حسینؑ کا۔ آدھا موتی حسنؑ کے ہاتھ میں آیا، آدھا موتی حسینؑ کے ہاتھ میں آیا۔ موتی قیمتی تو تھے ہی لیکن بی بیؑ کے گلے میں پڑے تھے اس لئے اور زیادہ قیمتی ہو گئے تھے اب عصمت کے ہاتھ میں آئے حسنؑ و حسینؑ نے پائے، امامت کو ملے کہتے ہیں حسینؑ کو جو موتی ملے تھے اسی کے دو موتی تھے جو سکینہؑ کی بالی میں پڑے تھے تو یہ موتی فدک سے کم نہیں تھے یہ بچوں کی سوانحِ حیات ہے امام حسینؑ کا کوئی واقعہ کتاب میں پڑھیں یا سُنیں اُس کا آخری رُخ کربلا میں مڑ جاتا ہے یقیناً حسینؑ کو کربلا کے لئے تخلیق کیا گیا تھا بچپن یوں گزرا، چھ یا سات برس کے تھے کہ نانا دنیا سے چلے گئے تین مہینے بعد ماں بھی دنیا سے چلی گئی اب باپ کے سائے میں پروان چڑھے پندرہ سولہ برس کا سن ہوا تو مدینے میں عرب میں خلافت فتوحات کر رہی تھی لیکن علیؑ نے شہزادوں کو کبھی کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا اس لئے نہیں بھیجا کہ فاتح خیبر۔ مَیں ہوں، فاتحِ بدر و حنین مَیں ہوں، جب میرے بغیر تم لڑائی لڑ سکتے ہو اور تم مجھ سے ہی نہیں کہہ رہے ہو کہ کسی لڑائی کی سپہ سالاری میں کروں تو میں بچوں کو کیسے جانے دوں اگر

کبھی خود کسی لڑائی پر گئے ہیں بعدِ رسولؐ جمل میں گئے ہیں صفین میں گئے ہیں نہروان میں گئے ہیں ہمیشہ حکم یہ ہوتا تھا مالک اشتر کو کہ میرے دونوں بچوں کو میرے پہلو سے ہٹنے نہ دینا اور اگر خود حملہ کرتے تو ایک ایک بنی ہاشم کے جوان سے کہتے تھے حسنؑ اور حسینؑ کو یہاں سے ہٹنے نہ دینا سپر بنے کھڑے رہنا مدینے سے لے کر صفین کے میدان تک ایک ایک کو تاکید کرتے تھے دیکھو حسنؑ کو بھی جلال آ سکتا ہے حسینؑ کو بھی جلال آ سکتا ہے یہ محمدؐ کے بیٹے ہیں لیکن تم سب سپر بنے رہنا ایسا نہ ہو یہ تمہارے حصار کو توڑ کر آگے بڑھ جائیں جب کبھی باری باری اپنے بیٹوں کو لڑنے کے لئے بھیجتے علیؑ ہر بیٹے کی لڑائی دیکھتے تھے اور جب کوئی بیٹا فتح مند آتا تھا محمد حنفیہؒ آئیں یا عباسؑ آئیں یا عبداللہؒ آئیں یا جعفرؒ آئیں یا محمد بن علیؑ آئیں یا عون بن علیؑ لڑ کر آئیں ہمیشہ کہتے تھے خوب لڑے، بہت اچھا لڑے علیؑ تمہیں داد دیتا ہے علیؑ جیسا فاتح اور شجاع تمہیں داد دیتا ہے لیکن یاد رکھنا میرے حسینؑ سے بہادر تم میں کوئی نہیں ہے۔ ایک لڑائی میں عبداللہ ابنِ جعفرؒ، محمد بنِ حنفیہ، مسلم بنِ عقیلؑ، جمل کے میدان میں سب کو لڑنے کے لئے بھیجا کہ جاؤ ہم تم سب کی لڑائی دیکھیں گے۔ خوب حملہ کیا اور سارے بھائی بڑی شجاعت سے لڑے لیکن جب واپس آئے تو کہا عبداللہ بنِ جعفرؒ اپنی شجاعت پر ناز نہ کرنا، مسلم بنِ عقیلؑ اپنی شجاعت پر ناز نہ کرنا تم سب بہادر ہو لیکن یہ یاد رکھنا میرے حسینؑ سے بہادر کوئی نہیں ہے گویا یہ حسینؑ کی جوانی تھی یہ حسینؑ کا شباب تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مورخین نے مسلمانوں کی تاریخ لکھتے ہوئے ایک باب قائم کیا ہے کہ جب حضرت عمر کے دور میں ایران فتح ہوا تو ایران کے بادشاہ کو خلیفۂ وقت کے لشکروں نے زیر کیا اور ان کے گھر والوں کو گرفتار کیا اور اس گرفتاری میں

بادشاہ کی بیٹی شہر بانو آئیں اور حضرت عمر نے جب حضرت علیؑ کو بلوایا اور پوچھا کہ آپ بتایئے کہ شاہی خاندان کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو حضرت علیؑ نے شہر بانوؑ کی شادی امام حسینؑ سے کر دی، یہ ایک غلط فہمی ایسی پیدا ہوئی کہ شیعہ سنی سب ہی اس کو اپنی کتاب میں لکھنے لگے یہ روایت اس لئے قابلِ اعتبار نہیں ہے، موّرخین نے زمانے کا صحیح تعین نہیں کیا اس لئے کہ جب فتح ایران ہوئی ہے تو اُس وقت امام حسینؑ کی عمر سولہ سال تھی اور ظاہر ہے سولہ برس میں اس گھر میں شادی کا امکان نہیں ہے کوئی مثال کربلا سے پہلے نہیں ملتی کہ کسی بچے کی شادی سولہویں سال میں ہوئی ہو تو اس غلط فہمی کو میں امام حسینؑ کی سوانحِ حیات میں سے آپ کے ذہنوں سے اس وقت دور کروں اور اس کے لئے میں نے کہا تھا ایک عراق کے بہت بڑے عالم مہدی صاحب جو کہ عربی کے ماہر ہیں اور وہ کئی برس پہلے عراق سے کراچی آ گئے ہیں اور وہ امام حسینؑ کی سوانحِ حیات عربی میں لکھنے میں مصروف ہیں۔ وہ کئی بار ہمارے پاس آئے جب انہوں نے ہم سے پوچھا کہ امام حسینؑ کی سوانحِ حیات ہم کس طرح سے لکھیں اور کیا کیا ابواب قائم کریں تو ہم نے مہدی صاحب کو بتایا کہ ہم آپ سے سوال کرتے جاتے ہیں اس خلاء کو آپ پُر کرتے جائیں، کتاب بنتی جائے گی میں نے پندرہ منٹ ان سے کچھ سوالات کئے میں نے ان سے کہا کہ اب تک کوئی مؤرخ نہیں بتا سکا کہ کتنی بیویاں ہیں امام حسینؑ کی ان کی شادیوں میں کتنے وقفے ہیں پہلے کس سے شادی ہوئی کون سا بیٹا کس بیوی سے پیدا ہوا کون سی بیٹی کس زوجہ سے ہے اور اس کے بعد رُک گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا بولتے رہیئے بولتے رہیئے اور سوال کرتے رہیئے مجھے بڑا مزہ آ رہا ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے میری کتاب بنتی چلی

جائیگی اگر آپ اسی طرح بولتے رہے، کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹے پہلے دن ان سے بات ہوئی تھی اوراس کے بعد وہ ہم سے محبت فرمانے لگے اور مسلسل سوانحِ حیات لکھنے میں مصروف ہیں اور خدا کرے کہ پینتالیس، چھیالیس جلدوں میں جو امام حسینؑ کی سوانحِ حیات وہ لکھ رہے ہیں وہ کامل ہو اوراس کا اردو میں ترجمہ بھی ہو اور پڑھنے والے اس سے فائدہ اُٹھائیں بہرحال اس وقت میں نے جو سوالات کیئے تھے اس کا مقصد یہی تھا کہ خالی جگہوں کو آپ بھریئے اور تاریخ کیوں خاموش ہے یہاں پر تو ظاہر ہے کہ ہم نے جو سوال کیئے تھے کوئی خاکہ ذہن میں ہمارے جواب کا بھی تھا اس خاکے کو میں آپ کے سامنے پیش کیئے دے رہا ہوں اوراس تقریر کو جب آپ ٹیپ (tape) سے لکھیں گے تو امام حسینؑ کی سوانحِ حیات کا ایک ایسا نادر تحقیقی باب آپ کے پاس آجائے گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے جب آپ بغداد سے سامرے کی زیارت کرنے کے لئے جائیں گے، اور آپ سلمانِؑ پاک پر پہنچتے ہیں حضرت سلمانؑ فارسی کے مزار پر تو وہاں سے جب آپ نکلیں چند قدم کے فاصلے پر وہ عظیم الشان محل نظر آئے گا جو حضرت شہر بانوؑ کا محل ہے یہ یاد رکھیئے کہ ایران کا دارالسلطنت پہلے بغداد اور سامرے کی سرحد پر تھا یعنی ایران میں سامرہ شامل تھا اور اتفاق سے جب بٹوارہ ہوا تو کسریٰ کا محل اب عراق کے حصے میں آگیا اسی کو کسریٰ کا محل کہتے ہیں، یہ وہ محل ہے کہ جب ہمارے حضورِ اکرمؐ پیدا ہوئے تھے تو اسی قصر کے کنگرے جو تھے وہ ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئے تھے اوراس میں ایک ہزار برس سے آگ روشن تھی جس کی عبادت وہ لوگ کرتے تھے جسے آتش کدہ کہتے تھے جب حضورؐ ہمارے پیدا ہوئے تو وہ مخصوص جگہ جسے آتش کدہ کہتے تھے، اُس محل میں وہ آگ بجھ گئی اور بادشاہ

وقت نے دریافت کیا یہ آگ کیوں بجھ گئی تو نجومیوں نے بتایا تھا کہ عرب کے شہر
مکّے میں ایک نبیؐ پیدا ہوا ہے جس کی برکت سے اللہ نے دنیا کے پورے کفر کو
نیست و نابود کرنے کا ارادہ کرلیا ہے چونکہ آگ کی عبادت اُس کے مذہب میں
کفر ہے اس لئے اس کے پیدا ہوتے ہی یہ آگ بجھ گئی۔ جہاں وہ آتشِ کدہ تھا
جہاں وہ آگ جلتی تھی وہاں ایک در بنا ہوا تھا اُسے کہتے تھے درِ کسریٰ، عجیب
بات یہ ہے کہ پورا محل جو کئی میل میں پھیلا ہوا تھا اور دنیا کا سب سے بڑا محل تھا
اُس وقت دنیا میں بس دو سلطنتیں بڑی کہلاتی تھیں ایک روم کی ایک ایران کی۔
ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے اور روم کے بادشاہ کو قیصر کہتے تھے یہ نام نہیں
ہیں یہ دونوں خطاب ہیں یعنی روم میں جو بھی بادشاہ آتا تھا وہ قیصر روم کہا جاتا تھا
ایران میں جو بادشاہ آتا تھا اسے کسریٰ کہا جاتا تھا یہ دونوں خطاب تھے اور
حضرت ادریسؑ کے زمانے سے جو حضرتِ آدمؑ کے پوتے تھے اُن کے زمانے
میں حضرت نوحؑ سے بھی پہلے یہ سلطنت شروع ہوئی تھی اور دنیا میں اس سے قدیم
کوئی سلطنت نہیں تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ جو سائرس اعظم ہیں وہی سکندر
ذوالقرنین ہیں، قرآن نے جسے سکندر ذوالقرنین کہا ہے ایران نے اُسے سائرسِ
اعظم (کیخسرو) کہا ہے تو جنابِ شہر بانوؑ سکندر ذوالقرنین کی نسل میں تھیں۔

حضرت نوحؑ کو اللہ نے تین بیٹے دیئے تھے سام، حام اور یافث، سام کی
اولاد میں حضورؐ تھے، اور سام کے پوتے کیومرثؑ کی اولاد میں سائرس اعظم
ہیں اور کیخسرو سائرس کی نسل میں جناب شہر بانوؑ تھیں تو اللہ نے نوحؑ کے دو پوتوں
کی نسل کو حسینؑ اور شہر بانوؑ کی شکل میں ملایا تو صدیوں سے یہ پشت ہا پشت نسل در
نسل یوں قدرت نے ان نسلوں کو محفوظ رکھا تھا کہ پورا شجرہ آج بھی جنابِ شہر بانوؑ

کا مکمل موجود ہے اور شجرے کی پاکیزگی کی گواہی خود حضورؐ نے دی سرکارِ دو عالمؐ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی کافر کی مدح نہیں کی کسی کافر کی تعریف نہیں کی کسی مشرک کی تعریف نہیں کی لیکن دو مشرک ایسے ہیں کہ جن کے لئے حضورؐ نے تعریفی کلمات کہے اور اپنے اصحاب کے سامنے دو حدیثیں دے دیں اور آپ نے فرمایا مدح کرتے ہوئے کہ ایک حاتم طائی اور دوسرے نوشیروانِ عادل یہ دو جہنم میں ہیں بقول مسلمانوں کی حدیثوں کے۔ سب نے لکھا ہے ان حدیثوں کو وہ مستند ہے یا غیر مستند یہ تحقیق کی بات ہے لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے دونوں کو ایک ایک پنکھا اُن کے ہاتھ میں دے دیا اور جب جہنم کے شعلے ان دونوں کی طرف بڑھتے ہیں تو پنکھوں سے وہ آگ کے شعلے ہٹا دیتے ہیں اور آگ ان کے قریب نہیں آتی تو اصحاب نے پوچھا کہ یہ نوشیروان اور حاتم کو جہنم کی آگ کیوں نہیں جلاتی تو آپ نے فرمایا نوشیروان دنیا کا سب سے بڑا عادل تھا اور اُس نے کبھی اپنے فیصلے میں کسی انسان پر ظلم نہیں کیا اس لئے اللہ نے اُس کے عدل کا یہ انعام دیا ہے کہ مشرک تھا لیکن انعام یہ ملا کہ تو نے ہمیشہ عدل کیا اس لئے کوئی شعلہ جہنم کا تجھے جلا نہ سکے گا اور حاتم اتنا سخی تھا کہ اس نے انسانوں کو اتنی سخاوت کے ساتھ دولت اور رزق بانٹا اس لئے اللہ نے اُس کو انعام دیا ہے اور حاتم طائی مذہب نہیں پوچھتا تھا کسی کا جب وہ رزق روٹی اور دولت بانٹتا تھا اور نوشیروان جب عدل کرتا تھا کسی کا مذہب نہیں پوچھتا تھا۔ اب حضورؐ کی اس حدیث کی روشنی میں کم از کم پاکستان کے سربراہوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ عدل کرتے ہوئے یہ نہ پوچھیں کہ یہ شیعہ ہے یا سنّی اور عدل کی نگاہ سے دیکھیں کہ لہو کس کا بہہ رہا ہے اور کیوں بہہ رہا ہے اس لئے کہ عدل کا انعام ملتا ہے جب نوشیرواں جیسے عادل کو انعام مل

سکتا ہے تو کلمہ پڑھنے والے کو کیوں نہیں انعام ملے گا کہ وہ پوچھے کہ حسینؑ کے عزاداروں سے کیا خطا ہوئی ہے اور کیوں پاکستان میں بے خطا اتنے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے پہلا سوال کیا جائے صرف بیانات نہیں کہ ہم مجرموں کو ٹائٹ (Tight) کریں گے کب کریں گے آغازِ محرم ہو تو تین آدمی مر جائیں محرم کی پانچ آتے آتے سترہ آدمی مر جائیں سوچنے کی بات ہے کہ یہ جو اپنے گھروں سے صرف رونے کو نکلتے ہیں کیا آپ اِن کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتے ہیں، آپ کو تحفظ دینا پڑے گا ملک کے لاء (Law) کے مطابق قانون کے مطابق آپ اپنے ہر پاکستان کے شہری کی جان و مال کے امین ہیں اگر یہاں سوال نہیں ہوگا تو یاد رکھیئے وہاں جب رسول اکرمؐ کے سامنے آپ جائیں گے تو رسول اکرمؐ اپنی اولاد کے بارے میں سوال ضرور کریں گے ایسا نہیں ہے کہ سوال نہیں ہوگا اور فیصلہ نہیں ہوگا جس وقت روزانہ شیعوں کو بے دردی سے پاکستان میں قتل کیا جا رہا تھا اس وقت علاّمہ صاحب نے جتنے عشرے پڑھے علمی احتجاج کیا جس کی بدولت شیعوں کا قتلِ عام رُک گیا، شیعہ قوم نے بہت جلد علاّمہ صاحب کے احسان کو بھلا دیا۔ بہر حال زمخشری نے جو کچھ لکھا، عہد جو لکھا زمانہ جو لکھا وہ غلط لکھا اس لئے کہ یہ قصر جو بنا ہوا ہے اتفاق سے میں دو مرتبہ کربلا و نجف کی زیارت کو گیا ہوں تو ''کسریٰ کا محل'' بھی مدائن میں دیکھا اور وہاں کی تصاویر بھی لایا ہوں ۔ وہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں (منبر سے تصاویر دکھا رہے ہیں) جب آپ سامنے جائیں گے تو جہاں تک بھی آپ کو نظر آئے یہ قصر کی وہ دیوار ہے جو اتنی پُر ہیبت ہے کہ جب آپ اس پر نظر ڈالیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ اتنا اونچا قصر اور یہ جو بیل بوٹے ہیں یہ بنائے کیسے گئے، آج سے صدیوں پہلے

اور یہ وہ جگہ ہے جہاں آگ جلا کرتی تھی یہ وہ دَر ہے اور یہ وہ جگہ ہے جسے دَرِ کسریٰ کہتے ہیں اب یہ درِ کسریٰ جو ہے اس کے بارے میں مَیں آپ کو بتا دوں کہ یہ پورا محل گر گیا ہے لیکن یہ باقی ہے اس لئے کہ ہسٹری (history) میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ آخری بادشاہ کسریٰ کا جو تھا وہ یزدوجرد تھا اور جب حملہ ہوا ایران پر اور وہ اپنے محل کو چھوڑ کر بھاگنے لگا تو چونکہ یہ اُن کے عبادت خانے کا در تھا تو وہ یہاں پر آیا رُک کر اس در کو دیکھا اور دیکھنے کے بعد اُس نے ہاتھ اُٹھا کر یہ کہا کہ اے طاقِ کسریٰ تجھ پر کسریٰ کا آخری سلام لیکن تُو اس وقت تک باقی رہے گا جب تک میری نسل سے ایک مہدیؑ نہ آ جائے تُو اس وقت تک باقی رہے گا تو یہ طاقِ کسریٰ اب تک باقی ہے اور ان اقوال کی روشنی میں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ یہ لوگ بھی تقیے میں تھے۔ جہاں امامت آنے والی ہو یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہاں کفر اور شرک کا شائبہ نہیں ہوتا، نوشیروانِ عادل کی تعریف حضورؐ کی زبان سے اس بات کی دلیل ہے، نوشیروانِ عادل کے بیٹے کا نام خسرو پرویز تھا اور خسرو پرویز کے بیٹے کا نام شہریار تھا اور اُس کے بیٹے کا نام یزدوجرد تھا، یزدوجرد کو اللہ نے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا دیا تھا بیٹے کا نام فیروز تھا اور بیٹیوں میں سب سے بڑی شاہِ زماں تھیں شاہِ زماں کے بعد گیہان بانو تھیں اور پھر خورشید بانو یا ماہ بانو تھیں یہ تین بیٹیاں تھیں اب یہ کہ یہ صحیح ہے کہ ایران جب فتح ہوا اس کا سَن صحیح ہے لیکن حضرت شہر بانوؑ کی شادی اس وقت نہیں ہوئی، ایران کے فتح کا سن صحیح ہے اس لئے کہ جب ایران پر حملہ ہوا اور اس قصر پر بھی حملہ ہو گیا اس وقت لشکر میں سلمانِ فارسیؓ کو بھیجا گیا تھا کہ آپ جا کر اپنی زبان میں ظاہر ہے کہ آپ ان کی زبان جانتے ہیں اور ان سے گفتگو کریں اور انہیں سمجھائیں اور انہیں بتائیں تو

سلمان فارسیؓ نے درمیانی رابطہ عربوں میں اور ایرانیوں میں قائم کیا تھا یہ پورا خاندان حملے کی رات سے پہلے ہی محل سے کُوچ کر گیا تھا قصر سے نکل گیا تھا اور یہ سب بہت تیز اپنے لاؤ اور لشکر کے ساتھ اپنے قصر سے نکل کر سرحدوں کو پار کرتے ہوئے افغانستان پہنچ گئے تھے اور یہ سب جا کر کابل کے بادشاہ کی پناہ میں آ گئے تھے اس لئے عرب کے مسلمان اس خاندان کو نہ پا سکے اور لوگوں کو یہ پتہ نہ چلا کہ بادشاہِ ایران یزدوجرد کہاں گیا لیکن راستے میں اصفہان سے گزرتے ہوئے یزدوجرد اصفہان میں ٹھہر گیا اور تمام شاہی سپاہی بادشاہ کے بیٹے اور بیٹیوں کو لے کر افغانستان پہنچ گئے، یہاں تک کہ فتح ایران سے لے کر مولا علیؑ کی خلافت کے دور تک یہ لوگ افغانستان میں رہے جب مولا علیؑ کی حکومت کا دور شروع ہوا تب اس خاندان نے یہ کہا کہ اب وہاں امن ہو گیا ہے اس لئے ہم اپنے وطن کی طرف واپس چلیں اور شاید ہمیں ہمارا قصر اور تمام چیزیں مل جائیں اُس وقت اُس مقام کے گورنر حضرت علیؑ کی طرف سے حریث تھے حریث چونکہ گورنر تھے اور یہ خاندان یعنی شاہی قافلہ واپس آیا افغانستان سے اور اس میں بیٹا جو فیروز ہے اُس کے قیامِ افغانستان کے اس دس پندرہ برس میں یہ واقعات بھی ہوئے کہ اس شاہی خاندان کا جو بیٹا فیروز ہے وہ وہیں ٹھہر گیا اس نے افغانستان میں شادی کی اور اس کی نویں پشت میں محمود غزنوی آیا، اور ان تین بیٹیوں میں ایک بیٹی کی شادی اُودے پور کے راجہ چندر بھان سے ہوگئی اور ماہ بانو بیاہ کر ہندوستان چلی گئیں اور مہاراجہ اُودے پور کی زوجہ قرار پائیں اور صدیوں تک کچھ عجیب اثر تھا یزدوجرد کی اس بیٹی کے قدم اُس زمین پر پہنچے تو صدیوں تک مہاراجہ چندر بھان کے گھر سے تعزیہ اُٹھتا رہا اور یہ عزاداری گوالیار تک آ گئی یہاں کے

راجاؤں نے بھی امام باڑے بنوائے اور تعزیہ اٹھاتے رہے گوالیار میں تعزیہ اب تک اُٹھتا ہے اور اس تعزیئے کا معجزہ صدیوں سے یہ ہے کہ جب تک مہاراجہ اس میں ہاتھ نہ لگا دے وہ تعزیہ اپنی جگہ سے اُٹھتا نہیں ہے اور وہ عظیم امام باڑہ بنوایا جس میں چاندی سونے کے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اور میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے خاندان کے لوگ مرثیہ پڑھنے جایا کرتے تھے اور بڑے بڑے وظیفے اس نے دیئے تمام شعراء ادیبوں اور علماء کو مہاراجہ نے نوازا، اور اب اس کا خاندان انگلینڈ میں ہے سلطنت اور اسٹیٹ باقی ہے اور وہاں ان کے پاس تبرک کے طور پر ایک ایسی قیمتی چیز ہے جو امام حسینؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ہے جب آپ نے حبیب ابن مظاہرؑ کو اور دیگر اصحاب کو خط لکھے تھے تو ایک خط آپ نے اپنے ہم زلف یعنی حسینؑ کی زوجہ شہر بانوؑ اور ماہ بانو دونوں سگی بہنیں ہیں اس لئے امام حسینؑ کا وہ مہاراجہ ہم زلف ہوا اُس کو بھی ایک خط لکھا تھا وہ خط تبرک کے طور پر اُس کے پاس رہا اور آج اُس کی نسل اس پر فخر کرتی ہے کہ حسینؑ کا صحیح خط اور تحریر ہمارے پاس موجود ہے ظاہر ہے کہ وہ خط ان کے لئے اسم اعظم ہے اور اس خاندان کو جو برکت ملی ہے اور جو نام تاریخ میں مشہور ہوا کہ کئی کتابیں راجستھان کے محرم پر لکھی گئی ہیں اور وہاں کے تعزیوں کی تصویریں کتابوں میں محفوظ ہیں کہ کیسے جلوس نکلتا تھا کیسی عزاداری ہوتی تھی یہ سب ذکر اس لئے نہیں ہے کہ میں آپ کو صرف ہسٹری سنا رہا ہوں مسلمانوں کے لئے یہ دعوت فکر ہے کہ ایک ہندو مہاراجہ حسینؑ کو اپنا دیوتا تصور کرتے ہوئے نسل در نسل تعزیہ اٹھائے سلسلہ بند نہ ہو تو کم از کم کلمہ گو مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ حسینؑ کی یادگار کو کس طرح منایا جائے

اور کس طرح قائم کیا جائے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو اس نے زمین پر پھیلا دیں ہیں کہ دیکھو وہ کلمہ پڑھیں یا نہ پڑھیں لیکن وہ حسینؑ کو کس طرح مانتے ہیں اور تم یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم انہیں سزا دے دیں گے کہ انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا اور صرف حسینؑ کو مان رہے ہیں اس لئے کہ ہمارے یہاں کلمہ پڑھنا جو ہے وہ کوئی بہت بڑا انعام نہیں ہے اس لئے کہ جب تک کلمے کی شرائط نہ ہوں ہم کلمے کو نہیں مانتے، اب اگر کوئی کلمہ نہ پڑھے اور کلمے کی ساری شرطوں کو پورا کر دے تو ہم اسے جہنم میں نہیں جانے دیں گے چاہے وہ ابو طالبؑ ہوں یا اصحابِ کہف ہوں اللہ فرماتا ہے کہ قرآن میں ہم نے اصحابِ کہف کا قصہ اس لئے سنایا کہ انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا تھا لیکن کلمے کی شرائط پوری کر دی تھیں اس لئے ہم نے انہیں مرنے نہیں دیا جو کلمے کی شرائط پوری کر دیتا ہے اس پر موت واقع نہیں ہوتی اس لئے ابو طالبؑ زندہ ہیں مسلمانوں کا تو یہ وطیرہ رہا کہ کلمہ پڑھو اور نبیؐ کی جان جلاؤ، کلمہ پڑھو اور زہراؑ کا گھر جلاؤ کلمہ پڑھو اور حسینؑ کا گھر جلاؤ کلمہ پڑھو اور حسینؑ کے گلے پر خنجر رکھ دو تو پھر کلمہ کام نہیں آتا پھر وہ کلمہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اگر ہر وقت کلمہ پڑھتے رہے جب بھی زبان میں اثر نہیں آئے گا اس لئے کہ اللہ قرآن میں کہتا ہے، منافقوں کے کلمے کو ہم قبول نہیں کرتے صفات سے مومن بنتا ہے کلمے سے کوئی مومن نہیں بنتا پہلے اپنے میں صفات ایمان کی پیدا کرو پھر کلمہ کام آئے گا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ اللہ، لا الٰہ کا مطلب نہ سعودی عرب ہے نہ لا الٰہ کا مطلب پاکستان ہے، لا الٰہ کا صرف ایک مطلب ہے "حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ" کلمے کا عکس ہیں حسینؑ اس لئے کلمہ جب مٹ رہا تھا اس وقت حسینؑ اپنے خون کی دھار سے کربلا کی زمین پہ لا الٰہ لکھ رہے تھے اب کون

مٹائے گا اس لئے کہ لہو محافظ ہے اس کلمے کا تو اب مدائن کے گورنر حریث نے خط لکھا کہ مولا یہ شاہی قافلہ آیا ہے کیا حکم ہے مولا علیؑ نے خط لکھا کہ بحفاظت تم پر واجب ہے کہ شاہی خاندان کی حفاظت کرو اس لئے کہ حضورؐ کا یہ دستور رہا اپنی پوری زندگی میں کہ اگر کسی قوم کے سردار پر حملہ کرتے تھے وہ یہودی ہو یا عیسائی ہو یا کافر ہو کبھی حضورؐ نے ایسا نہ کیا کہ ان کے گھر کی عورتوں کو اسیر کیا ہو خیبر میں حکم دیا علیؑ کو ہر یہودی کو قتل کر دو لیکن جب ان کے گھر کی عورتیں گرفتار کی گئیں تو حضورؐ نے کہا بلال احترام سے لانا خبردار بادشاہ حیی بن اخطب جو کہ خیبر کا بادشاہ ہے اس کی بیٹی کے تم نے بازو باندھے ہمیں بہت افسوس ہوا تم نے صفیہ کے بازو باندھے یاد رکھنا آج کے بعد پھر کافر بھی اگر اسیر کیا جائے تو گھر کی عورتوں کو کبھی اسیر نہ کرنا اور بازو نہ باندھنا اگر کافر کے گھر کی بھی عورتیں ہوں یہ حضورؐ کا حکم تھا تو علیؑ فرماتے ہیں وہ کچھ بھی مذہب رکھتے ہوں لیکن عورتوں کو پریشان نہ کرنا انہیں مدینے پہنچاؤ ان کو ہمارے پاس پہنچاؤ تو اس وقت حضرت علیؑ ابھی کوفے کی طرف روانہ نہیں ہوئے ہیں اور بیعت مدینے میں ہوئی ہے کہ یہ خاندان مدینے پہنچ گیا اور باخیریت پہنچ گیا اور جب یہ خاندان پہنچا تو اس وقت حضرت علیؑ نے ان دونوں بیٹیوں کو گیہان بانو اور شاہِ زماں کو خود اپنے حکم سے اور انہیں اختیار دے کر کہ یہ جتنے جوان ہیں ان میں تم جس کو بھی پسند کرو ہم اس کے ساتھ تمہارا عقد کر دیں گے گیہان بانو نے محمد بن ابی بکر کو پسند کیا، علیؑ نے اُن کا عقد اِن کے ساتھ پڑھ دیا، گیہان بانو کی شادی محمد ابن ابی بکر سے ہوئی ان سے ایک بیٹا قاسمؑ پیدا ہوا قاسمؑ اور جناب امام زین العابدینؑ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اور قاسمؑ کو اللہ نے ایک بیٹی دی اس کا نام اُمِ فروہؑ ہے، اُن کی شادی پانچویں امامؑ،

امام محمد باقرؑ سے ہوئی تو امام صادقؑ پیدا ہوئے یعنی امام صادقؑ کا ننھیال شاہِ ایران کی بیٹی گیہان بانو کے گھر میں ہے اب یہ دوہرا رشتہ ہے کہ ایک طرف چوتھے امام کی والدہ بھی ایران کی شہزادی ہیں جب شہر بانوؑ پہلے ان کا نام شاہِ زماں تھا شہر بانوؑ کا خطاب مولا علیؑ نے اُن کو دیا دیکھیں تینوں بیٹیوں کے صرف نام مشہور ہیں لیکن یہ اپنے خطاب سے مشہور ہیں نام شاہِ زماں ہے بڑی بیٹی تھیں اوران کے سر پہ تاج رہتا تھا تاریخ میں لکھا ہے چونکہ بڑی بیٹی تھیں تو ان کے سر پہ تاج رہتا تھا جب تک ایران کی شاہی باقی رہی تو اُن کے سر پر تاج تھا اس لئے انہیں شاہِ زماں کہا جاتا ہے لیکن خطاب علیؑ نے شہر بانوؑ شادی کے بعد دیا جس وقت کہا علیؑ نے کہ تم خود پسند کرو تو اُس سے عقد کر دیا جائے تو آپ نے مولا علیؑ سے فرمایا کہ یہ آپ کے پہلو میں جو یہ ستائیس برس کا جوان موجود ہے جس کے نام سے میں واقف ہوں، میں اسے پہچانتی ہوں تو مولا علیؑ نے پوچھا کیسے پہچانتی ہو تو کہا جب ہم چلے تھے بے وطنی میں تو اُس شب میں ہم نے خواب دیکھا تھا کہ ہمارے خواب میں ایک نورانی بی بی آئیں اور اُن کے ساتھ یہ جوان بھی تھا اور اس بی بی نے آ کر یہ کہا تھا کہ میں نبیؐ آخر کی بیٹی فاطمہؑ ہوں اور یہ میرا بیٹا حسینؑ ہے تو میں اس وقت تمہارے سامنے جو باتیں کہتی جاؤں دین کی وہ باتیں تم دہراتی جاؤ تو ہم تمہیں اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور اس بیٹے سے ہم تمہاری شادی کا وعدہ کرتے ہیں۔ اُس دن سے ہم یہ دعا مانگتے تھے کہ ایک بار یہ ہمارے خواب میں آ جائیں لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ اتنی جلدی ہمارے خواب کی تعبیر ہمارے سامنے آ جائے گی۔ تو اُس وقت امام حسینؑ آگے بڑھے اور امام حسینؑ نے اُن کے سر پر چادر ڈال دی اور گھر لایا گیا اور جب گھر آ گئیں بی بی تو مولا علیؑ نے عقد

پڑھا، نکاح ہوا اور بہت دھوم دھام سے شادی ہوئی جب دلہن بیاہ کر گھر میں آ گئی حسینؑ کی یہ حسینؑ کی پہلی شادی تھی یہ حسینؑ کی پہلی دلہن تھی تو علیؑ نے پکار کر بنی ہاشم سے کہا یہ شہر بانوؑ ہیں اب آپ خود سوچئے کہ بابِ مدینۃ العلم کسی کو خطاب دے تو اس کا کیا رُتبہ ہوگا، مولا علیؑ نے فرمایا کہا آج سے ہم اس بی بی کو شہر بانوؑ کا خطاب دیتے ہیں، کچھ غور کیا یہ اس گھر کی بہو کا جو خطاب ہے تو اس پر غور کیجئے خطاب دینے والا کون ہے اور خطاب میں کیا راز ہے لفظ شہر یہ بتا رہا ہے کہ علیؑ کوئی اشارہ کرنا چاہتے تھے کہ یہ شہر بانوؑ ہے بانو کے معنی ہیں شہر کی ملکہ بانو کے معنی ہیں ملکہ تو شہر بانوؑ، شہر کی ملکہ مولا علیؑ نے یہ خطاب کہاں سے دیا حدیث کے مطابق دیا میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اگر نبیؐ شہر علم ہیں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں تو علیؑ نے اعلان کیا کہ اس شہر کی ملکہ یہ ہے کیوں؟ اس لئے کہ نو امام اس کے بطن سے آنے والے ہیں ایک سال کے بعد آپ کے چوتھے امام پیدا ہوئے گویا حسینؑ ابنِ علیؑ کا سب سے بڑا بیٹا جس کا نام علیؑ نے علیؑ رکھا اور اپنے نام پر رکھا اور پیدا ہوتے ہی علیؑ کی گود میں پیش کیا گیا دادا کی گود میں آئے، اور شہر بانوؑ جب تک زندہ رہیں زیادہ دن زندہ نہ رہیں بی بی، ایسا لگتا ہے ان کا سفر یہیں پہ قدرت کو ختم کرنا تھا بی بی کا سفر یہیں پر ختم ہو رہا تھا حضرت شہر بانوؑ کی چونکہ کنیزیں بہت سی ساتھ تھیں شاہی خاندان تھا اور کنیزیں بہت دن تک ساتھ رہیں اور جب انہیں آزاد کرتی جاتی تھیں تو ایک کنیز ایسی تھی جس کا نام شیریں تھا وہ بار بار کہتی تھی مجھے آزاد نہ کیجئے گا میں اس بچے کو پالنا چاہتی ہوں میں آپ کی خدمت کرنا چاہتی ہوں سب سے آخر میں شیریں کو آزاد کیا ہے وہ بھی صرف اس لئے کہ شیریں کی شادی ہو جائے لیکن جب اس کی شادی ہوئی تو اس نے امام حسینؑ سے چلتے وقت

یہ کہا تھا مولا بہت دور کوفے کی ایک پہاڑی کے قصر پہ ہمیں بھیجا جا رہا ہے وہاں کے امیر سے شادی ہو رہی ہے لیکن مولا یہ وعدہ کیجئے کہ کبھی آپ ہمارے گھر آئیں گے ضرور آئیں گے اور جب دروازے تک گئی مُڑ کر پھر واپس آئی اور آ کر آپ کے چوتھے امام امام زین العابدینؑ کے پیروں کو چومتی جاتی تھی اور کہتی تھی شہزادے یہ قدم کبھی میرے گھر لانا ضرور، میرے گھر آنا ضرور کہ میں نے تمہیں گود میں کھلایا ہے ظاہر ہے کہ یہ پورا واقعہ تو میں صفر میں پڑھتا ہوں اس وقت تو نہیں پڑھنا صرف یہ اشارہ کرنا تھا تو یہ کنیزیں جو تھیں اکثر کہتی تھیں کہ بی بی ہم نے وہ آپ کا زمانہ دیکھا ہے جب آپ شہزادی تھیں اور ہمیں ایک ایک لمحہ یاد ہے کہ اُس قصر میں آپ کس طرح رہتی تھیں، وہ قصر آپ کے لئے جنت تھا لیکن یہ کچا مکان اور یہاں کی گرمی ایسا لگتا ہے شہزادی آپ جنّت سے نکل کر جہنم میں آ گئی ہیں ہمیں آپ کا ایک ایک لمحہ آرام کا یاد آتا ہے تو اُس وقت غیظ کے عالم میں شہر بانوؑ نے کہا تھا اب یہ کلمہ زبان سے نہ نکالنا ہم پہلے جہنم میں تھے اب ہم جنّت میں آ گئے، یہ فاطمہ زہراؑ کا گھر ہے، کتنا فخر کیا ہے بی بی شہر بانوؑ نے کہ ہم فاطمہ زہراؑ کی بہو بن کر آ گئے۔ تو اب آپ دیکھئے شہر بانوؑ کا باپ یزدجرد طاقِ کسریٰ کے قریب یہ دیکھ رہا تھا کہ میری ایک بیٹی علیؑ کی بہو بننے والی ہے اور اس کی نسل میں نو امام آنے والے ہیں اور آخری امام مہدیؑ ہوگا تو اُس نے طاقِ کسریٰ کو دعا دی ہے اب نسلِ امامت میری بیٹی کے ذریعے چلے گی تو مولا مسجد میں جب خطبہ دیتے تو اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ قدرت نے تمہارے لئے انتظام کیا کہ روئے زمین پر ایران اور عرب سے بڑا کوئی آپس میں دشمن نہیں تھا قدرت نے تم کو ملا دیا اور یہ حسینؑ اور شہر بانوؑ کی شکل میں تم میں وہ محبت پیدا

کرادی ہے کہ اگر یہ رشتہ نہ ہوتا تو تم قیامت تک ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوتے اور دیکھو ایرانی اپنی زبان اپنے تمدّن میں کتنے تعصبی ہوتے ہیں لیکن وہ عربی زبان پر اور قرآن پر فوراً ایمان لائے جیسے تم کسی زبان پر ایمان نہیں لاتے ویسے وہ بھی کسی زبان پر ایمان نہیں لاتے تھے لیکن یہ میرے پوتے زین العابدینؑ کی برکت ہے کہ پورے ایران نے قرآن کو بھی مان لیا ہے نبیؐ کو بھی مان لیا دین کو بھی مان لیا اور یوں قبول کیا کہ علم ہی علم ان کے پاس بڑھتا چلا جائے گا اللہ انہیں علم میں برکت دے گا تو آج جب ہم زیارت پڑھتے ہیں تو ہم اپنے امام حضرت رضا غریبؑ کو کہتے ہیں کہ آپ شاہِ عرب بھی ہیں اور شاہِ عجم بھی اس لئے کہ ددھیال عرب میں ہے اور ننھیال ایران میں ہے اور جتنا بھی فخر کریں اس ملک کے لوگ وہ کم ہے اور پھر جب اسی نسل سے آٹھواں امام اس سرزمین پر آجائے تو ظاہر ہے اس زمین کے لئے فخر کی کیا کمی ہے لیکن یہ بھی علیؑ نے بتا دیا کہ اگر تم اس خاندان کو کافر سمجھ رہے تھے تو آج ہم تمہیں بتا دیں جب جنگِ صفّین سے واپس آئے تو کہا، جو ابھی تصویریں میں نے آپ کو دکھائیں، اس کسریٰ کے محل میں علیؑ اس عالم میں داخل ہوئے کہ علیؑ نے ابھی جنگی لباس زرہ بکتر نہیں اُتارا تھا، جو لباس جنگ کا علیؑ پہنے ہوئے تھے اسی لباس میں اس محل میں داخل ہوئے اور سارے اصحاب علیؑ کے ساتھ ساتھ تھے اب یہ واقعہ اگر آپ کو پڑھنا ہے جو میں سنا رہا ہوں تو مفاتیح الجنان میں پورا واقعہ لکھا ہوا ہے اور آپ کی مفاتیح نمازوں اور دعاؤں کی جو کتاب ہے اس میں آپ کو کسریٰ کا جب بیان ملے گا اس کا اس کی زیارت کا تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ وہاں جائے اور جا کر دو رکعت نماز پڑھے یہ مفاتیح میں کسریٰ کی نماز بھی لکھی ہوئی ہے اور دعائیں بھی لکھی ہوئی ہیں

کیوں؟ اس لئے کہ مولا علیؑ نے داخل ہوتے ہی وہاں دو رکعت نماز ادا کی تھی اور جس جگہ مولا علیؑ نے نماز پڑھی ہے اس جگہ کی ایک پہچان ہے اب گورنمنٹ نے خاردار تار لگا دیئے ہیں، وہاں جانے نہیں دیتے باہر سے دیکھنا پڑتا ہے لیکن پہلے یہ تار نہیں لگے ہوئے تھے لوگ اندر جاتے تھے اور اس مقام پر نماز پڑھتے تھے، لیکن نماز پڑھنے کے بعد جب علیؑ چلے تو یوں بتاتے چلے کہ یہ شاہی خاندان کی خواب گاہیں ہیں، یہاں آگ جلتی تھی، یہاں بادشاہ بیٹھ کر عدل کرتا تھا، یہ عدالت کی جگہ ہے، یہ فلاں جگہ ہے یہ فلاں جگہ ہے تو ایک ایک صحابی نے پوچھا کہ آپ تو اس طرح بتا رہے ہیں جیسے آپ نے سب کچھ دیکھا ہو کہا دیکھا نہ ہوتا تو بتاتے کیسے؟ اس کے اوپر اگر ریسرچ (research) کی جائے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ مولا علیؑ نے یہ عمل کیوں کیا اگر یہ عمل نہ کرتے تو، ایسے عمل کر کے تعصبات کی دیواریں گرایا کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ ہر انسان جو اسلام میں داخل ہو جائے وہ ایک دوسرے کو انسان سمجھے دیکھئے علیؑ کے اس عمل سے لسانی تعصب ختم ہو رہا ہے فرقہ ورانہ تعصب ختم ہو رہا ہے اسی لئے ہم کہا کرتے ہیں کہ اگر علیؑ کے علم کو پڑھو تو لسانی تعصب بھی ختم ہو جائے فرقہ وارانہ تعصب بھی ختم ہو جائے پھر نہ فرقہ وارانہ تعصب ہو نہ لسانی تعصب ہو یہ لوگ آئے اسی لئے تھے تعصبات کو ختم کرنے۔ حضرت شہر بانوؑ کی وفات کے بعد، حضرت زین العابدینؑ جب جوان ہوئے تو ۲۴ برس کی عمر میں مدینے سے کربلا کا سفر درپیش ہوا۔ زین العابدینؑ کو جناب زینبؑ نے پالا۔

آگے گھوڑے پر بیٹھ کے چل رہے تھے ایک عباسؑ ایک زین العابدینؑ ایک علی اکبرؑ تینوں کو لوگ بار بار دیکھتے تھے ایک طرح کے ایک قامت کے جوان

چوڑے شانے چاند جیسے، چودھویں کے چاند جیسے چہرے اور زرہ بکتر پہنے ہوں فوجی لباس پہنے ہوں اور بلند قامت گھوڑوں پر سوار ہوں تو کیا عالم ہو، تو ذہن سے یہ نکال دیں کہ زین العابدینؑ بیمار تھے پانچ محرم اور چھ محرم کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار حسینؑ اپنے خیمے سے نکلے دوپہر کا وقت تھا تو دیکھا خیام سے کچھ آگے ایک شیر اپنی کمر میں تلوار لگائے ٹہل رہا ہے مولا حسینؑ نے پوچھا عباسؑ یہ کون جوان ہے جو اتنی شجاعت کے ساتھ دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہا ہے کہا یہ آپ کا بڑا بیٹا علیؑ ابن الحسینؑ ہے امام حسینؑ نے فرمایا کہو کہ تمہارا پدر گرامی بلاتا ہے حسینؑ بلا رہے ہیں جب حضرت زین العابدینؑ خدمتِ حسین ابنِ علیؑ میں قریب آئے آپ نے ہاتھ پکڑا اور خیمے میں ساتھ لے گئے، اللہ سب کو کربلا کی زیارت کرائے جب آپ خیمہ گاہ میں داخل ہوں گے جناب زینبؑ کا جو بڑا خیمہ ہے اس کی پشت پہ جب جائیں گے جو آخری خیمہ ہے اس پر سیّد سجادؑ کا نام لکھا ہوا ہے اس میں بستر بھی بچھا ہوا ہے یہ زین العابدینؑ کا خیمہ تھا اس مقام پر حسینؑ بیٹے کو لے کر خیمہ گاہ میں داخل ہوئے اور بیٹھ کر کچھ دیر باتیں کیں اور گوشِ مبارک میں کچھ باتیں کیں کہ دوسرا نہ سن سکا اور صرف اتنا کہا تھا کہ زین العابدینؑ دیکھو جہاد کی دو قسمیں ہیں بیٹا ایک جہادِ اکبر ہے ایک جہادِ اصغرؑ، اللہ نے جہادِ اصغرؑ ہمارے سپرد کیا ہے لیکن جہادِ اکبر تمہیں کرنا ہے بیٹے نے پوچھا جہادِ اصغر کیا ہے کہا لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں سر کو کٹا دینا یہ جہادِ اصغر ہے اور کہا بابا جہادِ اکبر کیا ہے؟ کہا ماں بہنوں کو کھلے سر سے بازاروں میں لے کر چلنا یہ جہادِ اکبر ہے۔ اللہ کی رضا میں ہم گلا کٹائیں گے ہم جہادِ اصغر کریں گے، تمہیں کربلا سے کوفے، کوفے سے شام کھلے سر ماؤں بہنوں پھوپھیوں کو لے کر جانا ہے، قیدی بن کر یہ تمہارا جہادِ

اکبر ہے۔ کہتے ہیں یہ سن کر اتنا صدمہ ہوا کہ تیز بخار چڑھا شہزادے کو اور اتنا تیز بخار چڑھا کہ شہزادے پر غشی طاری ہوگئی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ہوش آتا تھا لیکن جب ساتویں محرم سے پانی بند ہو جائے اور بخار میں جو تپ رہا ہو اس کو پانی نہ ملے تو اس کا کیا عالم ہوگا کہتے ہیں کہ ہوش آتا تھا جاگتے تھے اور پھر غش میں چلے جاتے تھے لیکن سارے مورخین نے لکھا کہ عاشور کو عصر کے ہنگام میں جب غش سے آنکھیں کھولیں تو شام تک کوئی غش نہ آیا پھر کربلا سے کوفے، کوفے سے شام تک پھر عصر عاشورہ کے بعد زین العابدینؑ کہیں غش میں نہیں گرے پھر تو زین العابدینؑ نے درِ خیبر کی طرح زنجیریں اور طوق کا وزن اُٹھا لیا اور فاتح خیبر بن گئے بڑے بھائی زین العابدینؑ ہیں اور چھوٹے بھائی کا نام بھی علیؑ ہے، جب دربار یزید میں شہیدوں کے سر آئے اور نام گنوائے شمر نے تو یزید نے سیّد سجادؑ سے مخاطب ہو کر کہا تمہارا نام علیؑ ابنِ حسینؑ ہے تو کہا ہاں اور یزید نے پھر کہا یہ جو تمہارے بھائیوں کے سر ہیں ان کا نام بھی علیؑ ہے تو کہا تجھے نہیں معلوم میرے بابا کہا کرتے تھے کہ اللہ مجھے اور بیٹے دے جب بھی میں ہر بیٹے کا نام علیؑ رکھوں گا میں اپنے باپ کے نام پر ہی اپنے بیٹوں کے نام رکھوں گا یہ صحیح ہے کہ سب علیؑ ہیں لیکن کوئی علی اکبرؑ ہے کوئی علیؑ اوسط ہے کوئی علی اصغرؑ ہے ایک غلط فہمی ہو جاتی ہے ایک علی اکبرؑ ہیں ایک علی اصغرؑ ہیں اور یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں جب یہ بڑے ہیں تو وہ کیسے ہو گئے علی اکبرؑ۔ اس فرق کو سمجھ لیجئے کہ یہ فرق اس لئے آیا کتابوں میں کہ شہید ہونے والے دو علیؑ ہیں ان میں ایک اصغرؑ ہے ایک اکبرؑ ہے شہید ہونے والوں میں ایک بڑا بھائی ہے ایک علی اکبرؑ ایک علیؑ اصغرؑ بعد شہر بانو جو دوسری شادی امام حسینؑ نے کی وہ طائف کے مشہور خاندان بنی ثقیف کی اور رسولؐ کے صحابی عبداللہ

ابن مسعود ثقفی کی پوتی جناب اُم لیلیٰؑ سے کی اور طائف کا یہ خاندان دو باتوں میں مشہور تھا ایک حُسنِ صفات میں اور ایک سخاوت میں، یہ بی بی بیاہ کر آئیں تو ایک سال کے بعد اللہ نے انہیں چاند سا بیٹا عطا کیا اور جب بیٹا پیدا ہوا اس وقت بھی مولائے کائنات امیر المومنینؑ کو اطلاع ہوئی ایک روایت کے مطابق، لیکن میں اس روایت کو مانتا ہوں کہ اُس وقت علیؑ کی شہادت ہو چکی تھی۔ جب حضرت علی اکبرؑ پیدا ہوئے اُس وقت مولائے کائناتؑ اس دنیا میں نہیں تھے۔ اس روایت کو میں ترجیح دیتا ہوں کہ ایک کنیز نے حسینؑ کو اطلاع دی کہ اللہ نے اُمِ لیلیٰؑ کو چاند سا بیٹا عطا کیا ہے اس وقت امام حسینؑ آئے اور بچے کو گود میں اُٹھایا اور بس روایت میں اتنا ہے کہ جب بچے کو گود میں لیا اور فوراً کہا کہ کہاں ہیں زینبؑ، بس ہو گئی تقریر، ابھی حضرت علی اکبرؑ کا تابوت برآمد ہو گا بی بیؑ آئیں شہزادی آئیں امام حسینؑ نے کہا تم نے میرے بچے کو دیکھا یہ کہہ کے زینبؑ کی گود میں دے دیا شہزادی زینبؑ نے کہا بھیا کیا نام رکھا امام حسینؑ نے کہا میں نے علیؑ نام رکھ دیا زینبؑ نے کہا ہم بھی اِن کو علیؑ کہیں گے لیکن بھیا ایک وعدہ کرو کہ اب زین العابدینؑ تو بڑے ہو گئے لیکن آج تم نے میری گود میں بچے کو دیا تو میں ہی پالوں گی کہتے ہیں کہ زینبؑ اپنے بچوں کو پہلو میں سلاتی تھیں، لیکن علی اکبرؑ کو سینے پہ سلاتی تھیں اور اتنے مانوس پھوپھی سے ہو گئے تھے کہ جب تک پھوپھی بھتیجے کو نہ دیکھ لیتی تو چین نہ پڑتا اور جب تک بھتیجا پھوپھی سے بات نہ کر لیتا چین نہیں پڑتا تھا اور جب ہمشکل نبیؐ ہوں، صورت میں بھی نبیؐ ہوں، سیرت میں بھی نبیؐ ہوں، رفتار وگفتار میں نبیؐ ہوں کہتے ہیں، اُٹھتے بیٹھتے اُمِ لیلیٰؑ کی نظر حضرت علی اکبرؑ پر رہتی حسینؑ کی نظر علی اکبرؑ پر رہتی زینبؑ کی نظر علی اکبرؑ پر رہتی اکثر ایسا ہوتا کہ اُمِ لیلیٰؑ

صبح اُٹھتیں تو کہتیں کہ میرے والی میرے وارث حسینؑ ابن علیؑ سے کہتیں کہ جب سب سو جاتے ہیں جب آدھی رات گزر جاتی ہے تو اکثر میں دیکھتی ہوں ایک سایہ سا آتا ہے اور علی اکبرؑ پر وہ سایہ جھک جاتا ہے کون ہوتا ہے میرے والی کہا اُمِ لیلیٰ کسی کو بتانا نہیں وہ میں ہوتا ہوں جب سب سو جاتے ہیں تو ہمیں علی اکبرؑ کی یاد آتی ہے، کہا آپ آتے ہیں باہر سے؟ کہا ہاں میں آتا ہوں کہا آپ چُھپ کے کیا دیکھتے ہیں کہا اُمِ لیلیٰ بس بتانا نہیں اب تم نے پوچھا ہے تو کہہ رہے ہیں کہ جھک جھک کر دیکھتے ہیں میرا لعلؑ پیاسا تو نہیں ہے اس کے ہونٹ خشک تو نہیں ہو گئے اس کو کہیں پانی تو نہیں چاہئے لیجئے گریہ ہو گیا میدانِ کربلا سے علی اکبرؑ لڑتے ہوئے آئے اور آکر کہا بابا میری لڑائی دیکھی آپ نے امام حسینؑ نے فرمایا ہاں علیؑ اکبر تم تو اس طرح لڑ رہے تھے جیسے خیبر میں علیؑ لڑ رہے ہوں جب تعریف کروالی تو اب چاہا انعام بھی مانگ لیں کہا بابا اگر کچھ مانگوں تو آپ دیں گے کہا علی اکبرؑ کیا ہے حسینؑ کے پاس؟ مانگو میرے لعلؑ کہا بابا ایک جامِ آب کی سبیل ہو سکتی ہے، بہت پیاسا ہوں زرہ جل رہی ہے بابا دھوپ بہت تیز ہے تین دن ہو گئے پانی نہیں پیا واحد علی اکبرؑ ہیں جنہوں نے پانی کا شکوہ کیا تو تمام علماء حیران ہیں کہ عباسؑ نے پانی کا شکوہ نہیں کیا زینبؑ نے شکوہ نہیں کیا قاسمؑ نے شکوہ نہیں کیا یہ علی اکبرؑ نے کیوں شکوہ کیا؟ تو علماء نے بتایا چونکہ آخری شہید تھے تو چاہتے تھے دنیا کو یہ بتاتے ہوئے جائیں کہ میرا بابا کتنا پیاسا ہے علی اکبرؑ دنیا کو بتانا چاہتے تھے کہ پتہ چلے کہ حسینؑ کتنے پیاسے ہیں تو دیکھئے اس واقعے سے پتہ چلا کہ حسینؑ کتنے پیاسے تھے کہا علی اکبرؑ فرات سامنے ہے مگر باپ تیرا پانی نہیں لاسکتا بہت مجبور ہے کہا علی اکبرؑ ایسا کرو بیٹا میرے قریب آؤ لاؤ اپنی زبان

میرے منہ میں ڈال دو علی اکبرؑ آگے بڑھے حسینؑ نے دہن کھولا علی اکبرؑ نے اپنی زبان حسینؑ کے دہن میں ڈال دی کہا علی اکبرؑ ہم تمہاری زبان چوسیں گے بچپن میں بھی چوستے تھے پیاس مٹ جائے گی جیسے ہی زبان حسینؑ کی دہن میں ڈالی گھبرا کر نکالی کہا بابا آپ کی زبان میں تو کانٹے پڑے ہیں حسینؑ رونے لگے اور رو کر بس اتنا کہا کہ علی اکبرؑ گھبراؤ نہ جامِ کوثر تمہارے لئے تمہارے دادا علیؑ لے کر کھڑے ہیں میں دیکھ رہا ہوں رسولؐ خدا جنت کے جام بھرے انتظار میں ہیں ارے علی اکبرؑ آ رہا ہے میرا ہم شبیہ آ رہا ہے حسینؑ کا پیاسا بیٹا آ رہا ہے۔ یہی بات ہے کہ جب لاشے پہ پہنچے کہا علی اکبرؑ کیا دیکھا کہا بابا یہ کھڑے ہیں علیؑ مرتضیٰؑ یہ کھڑے ہیں رسولؐ خدا اور اے بابا ایک بی بی بال بکھرائے پکار رہی ہے میرے لعل علی اکبرؑ کو میری گود میں دے دو کہا وہی تو تمہاری دادی ہیں وہ فاطمہ زہراؑ ہیں ہو گئی تقریر جب لاشہ آیا تو کہتے ہیں مقتل میں یہ آخری جملے سن لیجئے اور کبھی کبھی یہ روایت پڑھتا ہوں کہ جب حسینؑ لاشہ لاتے تھے تو پہلے مقتل میں رکھتے اور مقتل سے اُٹھا کر پھر خیمے میں لایا کرتے تھے اس کے بعد ظاہر ہے علی اکبرؑ کے بعد تو کوئی لاشہ سوا علی اصغرؑ کے اُٹھانا نہیں تھا تو راوی نے یہ لکھا کہ جب علی اکبرؑ کا لاشہ لائے حسینؑ تو وہاں رکھا جہاں قاسمؑ کا پامال شدہ لاشہ تھا۔ میں بہت کم پڑھتا ہوں لیکن اس وقت پڑھ رہا ہوں اس لئے کہ آپ جتنا رو سکیں تابوت کو دیکھ کر روئیں یہ روایت قیامت کی ہے اور جو روایتیں میری نظر میں پسندیدہ ہوتی ہیں قیامت کی ہوتی ہیں میں کم پڑھتا ہوں یہ دو جملے ہیں بہت گریہ کریں گے آپ جہاں قاسم کا لاشہ رکھا تھا وہیں علی اکبرؑ کا لاشہ رکھا اور ان دونوں لاشوں کے درمیان میں بیٹھ گئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کبھی رخسار قاسمؑ کے منہ پر رکھتے کبھی علی اکبرؑ

کے منہ پر رکھتے اور پکار کر چیخ کر روتے جاتے اور کہتے جاتے وا قاسما وا علی اکبرؑا وا قاسما وا علی اکبرؑا تو کہتے ہیں دور سے اُس وقت جب صحرا سے رونے کی صدا آئی تو زینبؑ اُٹھیں اور کہا کچھ خبر ہے دو جوان لاشوں کے بیچ میں میرا بھائی بیٹھا ہے یہ کہہ کر چلیں بھیا زینبؑ آ رہی ہے غم ساتھ منائیں گے جوان کا ماتم بھائی اور بہن جوان کے لاشے پر گریہ کر رہے تھے ہائے علی اکبرؑ ہائے علی اکبرؑ۔

ساتویں مجلس

شاہ ہست حسینؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرۂ محرم کی آلِ عبأ میں آپ حضرات ساتویں تقریر سماعت فرما رہے ہیں ''امام حسینؑ کی سوانح حیات'' کے عنوان پر موضوع کا آغاز ہوا اور اب تین تقریریں آٹھ، نو اور دس کی رہ جاتی ہیں ظاہر ہے کہ موضوع کے اعتبار سے اگر ہم ہر سال یہی عنوان رکھیں اور قسطوں کے اعتبار سے برسوں پڑھتے رہیں جب بھی سوانح حیات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور معصوم کی حیات میں اتنے رُخ ہیں کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ایک ایک موضوع پر نا معلوم کتنی کتابیں لکھی گئی ہیں یہ تو ایک خاکہ تھا کہ بچوں اور جوانوں کے لئے ایک نئے جدید عہد میں سوچنے کا موقع ملے کہ ہم اس طرح بھی امام حسینؑ کی سوانح حیات کو دیکھیں کل کی تقریر میں ہم اِن شاءَاللہ امام کے خطبے اقوال اور دعاؤں کا ذکر کریں گے کہ آپ نے اپنی جوانی میں امامت کے دور میں اور کربلا تک کتنے خطبے دیئے اور کس کس مقام پر خطبے دیئے اور کن کن موضوعات پر خطبے دیئے اور وہ اقوال امام کے جو پورے عالم میں مشہور ہو گئے ظاہر ہے کہ امام کا ایک ایک قول ایسا ہے کہ اس پر

ایک ایک تقریر کی جائے ابھی حال ہی میں ذی الحج میں پروفیسر ظلِّ صادق صاحب کی والدہ کا چہلم پڑھتے ہوئے میں نے صرف ایک قول کی تشریح کی تھی کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے یہ امام حسینؑ کا قول ہے اور اس پر پوری تقریر کی تھی میں نے صرف امام حسینؑ کے اس قول پر اور صدیوں سے آپ سن رہے ہیں کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے ایسے ایسے قول ہیں امام کے ان پر صرف تقریر نہیں بلکہ پوری کتابیں لکھی جائیں، لکھی بھی گئی ہیں اور لکھی جارہی ہیں لکھنے والے لکھ رہے ہیں مختلف زبانوں میں آج کی حد تک ہم آپ کو سوانح حیات کا ایک باب بنا کر دینا چاہتے ہیں حسینؑ کی سوانح حیات میں اضافہ کر رہے ہیں ایک باب کا کہ حسینؑ پر جتنے شعر کہے گئے جتنی شاعری کی گئی جتنے مرثیے کہے گئے پوری دنیا میں حسینؑ پر سب سے زیادہ اشعار کہے گئے ہیں:- یہ بھی ایک عشرے کا موضوع ہے پوری دنیا کے کس کُتب خانے میں کہاں کیا کچھ حسینؑ کے بارے میں نثر و نظم میں موجود ہے؟ خاکہ تقریر کا میرے ذہن میں موجود ہے میں اُسے بیان کرسکتا ہوں لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ میں اہم اہم وہ موضوعات کہ جن سے تشنگی میں کمی ہو وہ میں بیان کرتا ہوا نکل رہا ہوں اس کا ایک رُخ پیش کروں گا شاعری کا، اس وقت ظاہر ہے کہ مختصر خاکے میں سب کچھ نہیں پیش کیا جاسکتا خود میری اپنی بے شمار کتابیں ہیں اس موضوع پر ہزار ہزار صفحے کی جو کہ موجود ہیں دکانوں پر، پڑھنے والوں نے پڑھی ہیں اور اس کے علاوہ بھی میں لکھ رہا ہوں صرف تاریخِ مرثیہ جو میں نے لکھی ہے وہ چودہ جلدوں میں ہے اور ایک ایک جلد جو ہے وہ ڈیڑھ ہزار صفحے سے کم نہیں ہے اس میں عربی مرثیہ، فارسی مرثیہ، اُردو مرثیہ، ہندی مرثیہ، فرنچ مرثیہ، انگریزی مرثیہ، جرمن مرثیہ، ڈچ مرثیہ،

سب کے نمونے میں نے پیش کیے ہیں۔ اور اُردو پر میں نے تفصیل سے لکھا ہے کہ ایک ہزار برس ہوگئے اُردو میں کہ حسینؑ کے مرثیے لکھے جارہے ہیں اور پہلا شاعر جس نے حسینؑ کو خراجِ عقیدت پیش کیا آج سے ایک ہزار برس پہلے اُس کا نام امیر خسرو ہے اور پہلا صاحب دیوان شاعر جس نے مرثیے پیش کیے اس کا نام قلی قطب شاہ ہے اور اُس عہد میں کم از کم پچاس مرثیہ نگار ایسے تھے جنہوں نے امام حسینؑ پر مرثیے لکھے اور گجرات میں گجر زبان میں ایک وقت میں دس محرم کو عاشور کے دن سب سے بڑی گجرات کی ایک مسجد میں صرف اہلِ سنت مرثیہ نگار جو جمع ہو کر ایک ایک مرثیہ پڑھتے تھے صبح سے رات تک اُن کی تعداد دس ہزار ہوتی تھی، ایک مسجد میں ایک وقت میں دس ہزار شاعروں نے حسینؑ کو خراج عقیدت گجرات کی گجری زبان میں پیش کیا ہے اس کی بھی ایک تاریخ ہے۔ اگر اس طرح میں بیان کرتا جاؤں تو تقریر اسی پر ہو جائے گی لیکن مجھے اپنے موضوع پر آنا ہے کہ اس ساری شاعری میں کہ برٹش میوزیم میں کیا ہے نیشنل کانگریس لائبریری واشنگٹن میں کیا ہے ماسکو کی لائبریری میں کیا ہے، خدا بخش پٹنے میں کیا ہے۔ امیر الدولہ لکھنؤ میں کیا ہے الہ آباد کی لائبریری میں کیا ہے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کیا ہے پشاور یونیورسٹی میں کیا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ہیں، یہ سب کچھ چھوڑتے ہوئے بیان کو صرف امام حسینؑ پر دس ہزار مرثیے ہمارے پاس ہیں، دس ہزار اردو مرثیے ہمارے پاس ہیں اور سب قلمی نسخے ہیں اور صرف اُن پر ہم اگر پڑھیں جو ہمارے پاس ہیں اَوروں کی تو بات چھوڑ دیجیے کہ جو لندن میں ہیں یا ہالینڈ میں ہیں یا فرانس میں ہیں تو وہ ظاہر ہے کہ اس کا بیان کتنا طویل ہوگا ہم اگر بیان کریں تو اپنا کُتب خانہ دیکھتے جائیں اور عشرہ پڑھتے جائیں اور

آپ کو بتاتے جائیں اور تمام مرثیہ نگاروں کی پوری سوانح حیات سناتے جائیں مع ولادت اور اُن کی وفات کی تاریخ کے او واُن کے شجرے بھی بتائیں کہ کون سا شاعر کس خاندان کا تھا اور اُس نے کتنی تعداد میں مرثیے کہے اور ہر مرثیہ میں کتنے ہزار شعر ہیں۔ یعنی خاکہ اس وقت میرے ذہن میں موجود ہے کوئی اُٹھ کر اگر کہے ابھی سنا دیجئے تو میں ابھی سنا دوں لیکن مجھے موضوع کو بدلنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ اس ساری صدیوں کی شاعری میں جو حسینؑ پر ہوئی عربی میں فارسی میں، اردو میں اس سب میں جو چیز چن لی گئی جسے حسینی ترانہ کہتے ہیں جو پہلے صفحے پر لکھ دی جائے اس باب اور اس کتاب پر وہ ہے معین الدین چشتی اجمیری کا ترانۂ حسینی۔

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سردار نہ داد دست در دستِ یزید
حقّا کے بنائے لا الہ ہست حسینؑ

اس رُباعی کو بھی آٹھ سو سال ہو چکے آٹھ سو سال ہو گئے کہ جب یہ رُباعی کہی گئی تھی اور آج تک آٹھ سو سال سے یہ رباعی گونج رہی ہے۔ ایسی رباعی نہ کسی شہید کے لئے نہ کسی بادشاہ کے لئے نہ کسی حاکم کے لئے نہ کسی خلیفہ کے لئے کہی گئی ہے نہ کہی جا سکتی ہے ایسی رُباعی گویا اس رُباعی نے تمام شعر و ادب جو حسینی ادب ہے اُسے سمیٹ لیا اور کُل امام حسینؑ کی سوانح حیات کو چاروں مصروں میں مکمل کر دیا یہ معجزہ ہے چاروں مصروں میں کسی کی سوانح حیات بیان نہیں کی جا سکتی لیکن معین الدین چشتی اجمیری نے بیان کر دی آج کی تقریر کا عنوان یہی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ صرف اس کی تشریح میں میں دس تقریریں

کر سکتا ہوں، آج کی حد تک ایک تقریر کر رہا ہوں اجمیری نے کہا وہ اجمیری جس نے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا جو اجمیر کی ایک بلند پہاڑی پر آرام کر رہے ہیں جو شیعہ نہیں تھے، لیکن اُن کی قبر پر اُن کی قبر کے دروازے پر یہ رباعی اب تک لکھی ہوئی ہے اور اُن کے سینے پر، یہ ان کا وہ کارنامہ ہے کہ جوان کی بخشش کی گواہی دے رہا ہے یہ رباعی ان کے لئے پروانۂ جنّت ہے اور جو جہاں بھی پڑھے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ثواب اُن کو بھی پہنچے گا اور جو پڑھے اُس کو بھی پہنچے گا لوگوں نے اس رباعی پر خصوصاً پاکستان میں بڑے اعتراضات کئے اور مولوی عبدالحق نے ریڈیو پاکستان سے یہ اعتراض کیا تھا کہ اس رباعی میں کئی غلطیاں ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے مصرعے میں یہ کہا کہ حسینؑ شاہ ہیں حسینؑ بادشاہ ہیں تو ہم معنی لفظ کہنے کے معنی کیا ہوئے کوئی نئی بات کہتے دوسرے ٹکڑے میں کہ حسینؑ شاہ ہیں، حسینؑ بادشاہ ہیں۔ دوسرا اعتراض اس رباعی پر یہ تھا کہ اس کا چوتھا مصرعہ پڑھنا کفر ہے اس لئے کہ بنائے لا الٰہ یعنی کلمہ آدھا ہے لا الٰہ، پورا کلمہ لا الٰہ اِلا اللہ، لا اِلٰہ کے معنی ہیں کوئی خدا نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ اجمیری کی رباعی نہیں ہو سکتی یہ کسی اور شیعہ کی رباعی ہے اس لئے کہ لا الٰہ کی بنیاد حسینؑ بن گئے یعنی کوئی اللہ نہیں ہے اس کی بنیاد بنے لا الٰہ الا اللہ کوئی خدا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اللہ پورے کلمے کی بنیاد حسینؑ کو بننا چاہیے تھا لیکن حسینؑ تو کُل آدھے کلمے کی بنیاد بنے کہ کوئی خدا نہیں اور کوئی خدا نہیں ہے یہ کلمہ کہنا کفر ہے آدھا کلمہ کہنا کفر ہے جب تک کلمہ پورا نہ ہو اور اللہ نہ کہا جائے۔ تیسرا اعتراض یہ ہوا کہ اگر بنا کلمے کے حسینؑ ہیں تو پھر رسولؐ کیا ہیں؟ بنیاد رسولؐ نے رکھی ہے یہ کہنا غلط ہے کہ حسینؑ نے کلمے کی بنیاد رکھی کلمے کی بنیاد تو رسولِؐ خدا نے رکھی تھی یہ چند اعتراضات ہوئے اور

یہ کہا گیا کہ اس لئے یہ رباعی نہ پڑھی جایا کرے اتنی مخالفت کے باوجود عاشورہ ایڈیشن کے ہر اخبار کے پہلے صفحے پر یہی رباعی چھپتی ہے ہر سال، اور ریڈیو پاکستان کے ٹی وی کے پروگرام، شامِ غریباں کے پروگرام، محرم کے پروگرام میں دس دن بار بار پڑھی جاتی ہے یہ رباعی، اس لئے کہ یہ رباعی پڑھے بغیر محرم سمجھ میں نہیں آتا اب جو اعتراضات کے جوابات ہیں وہ آپ سے آپ تقریر میں آتے جائیں گے اور میں بتاؤں گا نہیں آپ خود سمجھ جائیں گے کہ یہ اعتراض کا جواب ہے آپ خود سمجھ جائیں گے کیونکہ اعتراضات آپ کے ذہن میں محفوظ ہیں۔ میں نے اس رباعی کو پچھلے سال ملتان میں ۲۸ رجب کو جو مخصوص مجلس محلہ شاہ گردیز میں ہوتی ہے، عنوان بنایا تھا اور ڈھائی گھنٹے بعد لوگوں نے مجھے اُترنے دیا تھا، لیکن ڈھائی گھنٹے میں مجھے تین تقریریں کرنی ہیں میں اتنا سمیٹوں گا کہ میں وقت کے اندر یہ آپ کو بتا سکوں کہ اس رباعی کا حسینؑ کی سوانح حیات سے کیا تعلق ہے اور اس رباعی میں کیا راز ہے؟ اب میں اپنی تقریر کا آغاز کر رہا ہوں اجمیری نے کہا حسینؑ شاہ بھی ہیں حسینؑ بادشاہ بھی ہیں اس لئے کہا کہ حسینؑ شاہ بھی ہیں حسینؑ بادشاہ بھی ہیں اس لئے کہ شاہ کے معنی اور ہیں اور بادشاہ کے معنی اور ہیں، بادشاہ لفظ جو ہے وہ دنیا کے مادی دنیا کے لئے ہے شاہ جو ہے وہ روحانی لفظ ہے اس لئے دونوں کے معنی بدل گئے اس لئے اس کے معنی کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک شاہ بادشاہ ہو سکتا ہے لیکن ہر بادشاہ شاہ نہیں ہو سکتا یہ ہے فرق، لیکن حسینؑ ایک ایسے بادشاہ ہیں جو شاہ بھی ہیں اور بادشاہ بھی ہیں یعنی دین و دنیا دونوں کے مالک ہیں حسینؑ، دراصل لغت میں شاہ کے معنی یہ لکھے ہیں کہ شاہ اُسے کہتے ہیں آپ کیا محاورے میں کہتے ہیں، یہ شاہ جی ہیں یہ شاہ صاحب ہیں

کیا مطلب ہے یعنی یہ جو کہہ دیں ہو جاتا ہے، شاہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ دولتوں اور خزانوں کا مالک ہو شاہ کے معنی یہ ہیں عام طور سے سیّد کو شاہ کہتے ہیں اور وہ بھی حسینؑ کے بعد کربلا کے بعد کہا جانے لگا علاوہ سیّد کے کسی کو شاہ نہیں کہتے اولادِ حسینؑ کے علاوہ کسی کو شاہ نہیں کہتے بادشاہ آپ کسی کو بھی کہہ سکتے ہیں لیکن شاہ کے معنی لغت میں یہ لکھے ہوئے ہیں کہ اُس شخص کو صرف شاہ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں پر وہ کھڑا ہوا ہے اسی جگہ اگر ٹھوکر مارے تو پانی کا چشمہ نکلنے لگے یہ ہیں شاہ کے صحیح معنی تو حسینؑ کے جد اسماعیلؑ نے ایڑی رگڑی تھی تو زم زم نکلا اور جب رخصتِ آخر کے لئے حسینؑ خیمے میں آئے اور سکینہؑ نے کہا اچھا اگر جا رہے ہیں تو پانی پلا دیجئے تو اُسی وقت حسینؑ جہاں کھڑے ہوئے تھے وہیں ٹھوکر ماری اور چشمہ نکلا اور چشمہ نکل آیا پانی بہنے لگا، کہا سکینہؑ کتنا پانی پینا ہے پی لو لیکن پانی پینے سے پہلے ذرا سامنے دیکھو اب جو بی بیؑ نے دیکھا تو کئی کروڑ کا مجمع تھا جن کی زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں اور دھوپ تیز تھی اور سب کا پسینہ بہہ رہا تھا بی بیؑ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں یہ تو ہم سے زیادہ پیاسے ہیں کہا یہ محشر کا میدان ہے اگر سکینہؑ آج تم نے یہ پانی پی لیا تو محشر کے یہ پیاسے کبھی پیاس نہ بُجھا سکیں گے تو بے اختیار بچی نے مچل کر کہا بابا پانی نہیں چاہیے ہمیں ان کی پیاس بجھانی ہے قیامت کے دن، اب سمجھے صرف حسینؑ شاہ نہیں ہیں حسینؑ کی بیٹی بھی شاہ ہے، بادشاہ حسینؑ شاہ بھی ہیں دین کے بادشاہ تھے قرآن کے شاہ تھے، اللہ کے دین کے شاہ تھے زمین اور آسمان کے شاہ تھے اور بادشاہ بھی تھے بادشاہ کے معنی یہ ہیں تخت ہو تاج ہو رعایا ہو غلام ہوں، سپہ سالار ہوں، مصاحبین ہوں؟ اُس کا پورا حرم ہو، ناقے ہوں، گھوڑے ہوں، نیزے ہوں، تلواریں ہوں اور ایک پوری ریاست

ہو اور اُس کا دبدبہ ہو اُس کا جاہ و حشم ہو اُس کا رُعب ہو تو پورے عرب میں ہر مورّخ نے لکھا کہ بڑے بڑے خلفاء اور بادشاہ گزرے لیکن پورے عرب پر حسینؑ کے عہد میں جو حسینؑ کا رُعب تھا وہ کسی کو نصیب نہ ہو سکا اس لئے کہ ہر عرب کو معلوم تھا کہ اس نے یہ دیکھا تھا کہ حسینؑ مباہلے میں آئے ہیں، ''ابناءنا'' ہمیں حسینؑ نے روٹی دی ہے حسینؑ سورۂ دہر میں ہیں، حسینؑ چادر میں آئے ہیں، حسینؑ آیتِ تطہیر میں ہیں، قُل لَّآ اَسئَلُکُم میں حسینؑ، ہیں قُربیٰ میں حسینؑ، ہیں قرآن کی ایک ایک آیت کے مصداق حسینؑ ہیں سب نے نبیؐ کے کاندھے پر دیکھا تھا، نماز میں حسینؑ کو دوشِ نبیؐ پر دیکھا تھا دیکھا تھا کہ جس گھر میں حسینؑ ہیں اس گھر پر نبیؐ سلام کرتے تھے اس لئے جب تک ستاون برس حسینؑ زندہ رہے پورا عرب حسینؑ کا احترام بادشاہ سمجھ کر کرتا تھا حسینؑ کو دیکھ کر بڑے بڑے بہادر تھرّانے لگتے تھے اور کانپنے لگتے تھے اور پوری دنیا نے دیکھا کہ حسینؑ جب ۲۸ رجب کو چلے تو حیران تھی پوری دنیا ایسا لگ رہا تھا ایک جیسے بادشاہ جا رہا ہے کوئی غریب اور مفلس نہیں جا رہا اتنے اونٹ تھے کہ کتنے سو اونٹوں پر صرف خیمے تھے چھول داریاں اور قناتیں لدی تھیں پہلے وہ قطار گزری اُس قطار کے گزرنے میں بھی کئی گھنٹے لگے اُس کے بعد جو کئی سو ناقے گزرے اُن میں مشکوں اور پکھالوں میں پانی بھرا ہوا تھا اور اونٹوں پر مشکیں لدی ہوئی تھیں اور غلام بیٹھے ہوئے تھے اور ایک ایک غلام مہار کو کھینچ رہا تھا جب وہ قطار بھی گزر گئی تو اور قطاریں آئیں اور اُن قطاروں پر نیزے، تلواریں، بھالے، زرہ، چار آئینے لدے ہوئے تھے جب وہ بھی گزر گئے تو اُس کے بعد وہ ناقے آئے جن پر غلام بیٹھے تھے اُس کے بعد وہ ناقے آئے کہ جن پر کنیزیں بیٹھی تھیں پھر وہ ناقے

آئے جن پر حرم بیٹھے تھے کئی میل لمبا جلوس تھا جب حسینؑ مدینے سے نکلے تو پورا مدینہ کہہ رہا تھا کہ آج تک ہم نے رسولؐ کی بھی سواری ایسی نہیں دیکھی یہ تو کسی بادشاہ سے کم نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو عماریاں تھیں صرف اُن کے پردے دیکھ کر لوگ حیران تھے اور جو بیبیوں کی چادریں تھیں وہ چادریں کوئی عرب میں نہیں اُوڑھتا تھا اس لئے کہ پورا عرب ایک چادر اوڑھتا تھا لیکن بنی ہاشم کی بیبیاں اوپر سے ایک ایسی چادر اوڑھتی تھیں کہ ایک ایک چادر قیمتی چادر ہوتی تھی پھٹی پرانی چادریں نہیں لٹی ہیں کربلا میں قیمتی سامان لُٹا ہے، حد یہ ہے کہ ایک اونٹ پر صرف حسینؑ کی خوشبو یعنی مشک لدا ہوا تھا جدھر سے قافلہ گزرتا اُدھر کے گاؤں اور قریے خوشبو سے مہک جاتے لوگوں نے خوشبو لوٹی اور جن جن نے خوشبو لوٹی ہے اور جن کے ہاتھ خوشبو آئی ہے، اُن سب کو کوڑھ ہو گیا مختار نے ایک ایک کو پکڑ کر قتل کیا ہے جس جس گھر میں حسینؑ کا لُٹا ہوا مُشک گیا ہے، پورا گھرانا لے کر نکلے تھے کُل اسباب لے کر نکلے تھے، حد یہ ہے کہ بچے کا جھولا بھی ساتھ ہے سب کے بستر ساتھ ہیں سب کے لباس کے صندوق ساتھ ہیں حسینؑ کو معلوم ہے کُل دس دن کی تو دنیا بسانا ہے۔ لیکن سامان کُل لے گئے یہ پتہ ہے کیوں لے گئے ہر شہید اپنا کل سامان کیوں لے گیا اس لئے کہ جب ہم نہ رہیں گے تو یہ سامان کیوں رہے، نہیں سمجھے آپ یعنی ایک آدمی ہے اسے نہ پتہ ہو ہمیں کب تک جینا ہے لیکن کم از کم سو لباس تو بنائے گا اپنے سو جوڑے ہوں گی پچاس جوڑے ہوں گے پچیس جوڑے ہوں گے اور جبکہ عرب میں صرف اکہرا لباس پہنا نہیں جاتا تھا عبا قبا کمر کا پٹکا اس کے بعد پھر عمامہ پھر اس کے بعد زیر جامہ پھر نعلینیں، اور امام حسینؑ کی نعلینیں اور کمر کے پٹکے اتنے قیمتی تھے کہ حجاز میں اس کا خراج دینا ناممکن تھا حسینؑ غریب

نہیں ہیں جب ہم کہتے ہیں حسینؑ غریب تو غریب کے معنی آپ کو معلوم ہیں؟
غریب کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جس کے پاس دولت نہ ہو یہاں غربت کے معنی یہ
ہیں زیارت میں جب آپ کہتے ہیں رضائے غریب تو غریب کے معنی یہ ہیں
حالانکہ بادشاہ تھے عرب اور عجم کے اور پھر آپ کہہ رہے ہیں رضائے غریب!
غریب کے معنی ہیں جو وطن سے دُور غربت میں مرجائے اسے غریب کہتے ہیں
دوسرے معنی غریب کے عربی میں یہ معنی ہیں کہ جس مقام پر وہ موجود ہو اور پکار کر
کہہ رہا ہو ہمیں پہچانتے ہو اور سب کہہ رہے ہوں ہاں ہم تمہیں پہچانتے ہیں لیکن
اُس کے مقصد کو نہ سمجھ پا رہے ہوں۔ جس کا مقصد دنیا نہ سمجھے اسے عربی میں
غریب کہتے ہیں حسینؑ کا مقصد دنیا عاشور میں نہیں سمجھی اس لئے غریب تھے لیکن
امیر تھے جنابِ امیرؑ کے بیٹے تھے اور جیسا سامان حسینؑ کے پاس تھا پورے
عرب میں کسی کے پاس نہیں تھا یزید تو فکلِقا تھا فکلِقا لُٹا ہوا سامان رکھا۔ ہوا تھا حسینؑ
کے پاس لُٹا ہوا نہیں تھا اُس میں نا معلوم کتنا اثاثہ تھا جو جنت سے آیا تھا حسینؑ
کے بچپن کا لباس بھی تھا جو جنت سے آیا تھا حنوط اور مُشک رسولؐ کے دور میں
جنت سے آیا تھا سب حسینؑ کے پاس موجود تھا حسینؑ نے چاہا کہ پورا گھر، جتنی گر
ہستی ہم نے جمع کی ہے اور اب تک ساٹھ برس میں اس گھر میں جو کچھ جمع ہوا ہے
پورا گھر خالی کر دو تا کہ ہم جب اُس کے سامنے جائیں جب تو یہ کہیں جو تھا وہ
لائے ہیں کچھ چھوڑ کر مدینے میں نہیں آئے حد یہ ہے کہ نہ جھولا چھوڑا نہ بچہ چھوڑا
میں مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں میری تقریر کو فضائل سمجھ کر سُنیئے گا

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ، دین پناہ ہست حسینؑ

حسینؑ نے دین کو پناہ بھی دی حسینؑ خود بھی دین تھے۔ دیکھئے یہ باتیں دو ہیں، الگ الگ باتیں خود حسینؑ مجسم دین تھے اور اس کے علاوہ دین کو پناہ بھی دی، دین کوئی چھوٹا سا تو ہے نہیں تو دین جتنا بڑا ہوگا یہ انگوٹھی ہے اس کو کسی ڈبیا میں رکھنا ہے حفاظت سے تو وہ ڈبیا جو ہے اس کی پناہ گاہ کہلائے گی، نہیں سمجھے آپ، میرا وقت ضائع مت کیجئے، میرا ایک ایک سیکنڈ قیمتی ہے، مجھے تقریر کرنے دیجئے میں سمجھاؤں گا نہیں کچھ، میرے ساتھ بس بولتے رہیے، یہ انگوٹھی جب ڈبیا میں رکھی جائے گی تو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں انگوٹھی بڑی ہوگی یا ڈبیا بڑی ہوگی بھئی سمجھئے پناہ گاہ بڑی ہوتی ہے یا وہ چیز جسے پناہ دی جائے وہ چیز بڑی ہوتی ہے، یہ انگوٹھی ہے یہ چھوٹی ہے اس انگوٹھی کو پناہ دینا چاہتا ہوں تو پناہ گاہ بڑی ہوگی اس لئے کہ چھوٹی چیز بڑی چیز میں آجائے حسینؑ پناہ گاہ ہیں دین حسینؑ کی پناہ گاہ میں آیا، دین بڑا یا پناہ گاہ بڑی دین چھوٹا نہ ہو جائے، جملہ یاد رکھئے گا اس لئے خود معین الدین نے حسینؑ کو دین بنا دیا جتنا بڑا حسینؑ اتنا بڑا محمدؐ کا دین اگر دین کی بڑائی کو سمجھنا ہے تو کہو دین حسینؑ ہے تب دین سمجھ میں آئے گا تم تو چھوٹا سا دین سمجھتے ہو پاکستان میں سعودی عرب میں اسلامی ملکوں میں یہ دین نہیں ہے دین حسینؑ ہے، حسینؑ کسی ملک میں نہیں سرحدوں میں نہیں حسینؑ دلوں پہ راج کرتے ہیں حسینؑ دماغوں پہ راج کرتے ہیں اور دین بن کر دلوں میں سما جاتے ہیں۔ یہاں دولت کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وظیفہ دیا جائے یا تبلیغ کی ضرورت نہیں ہوتی کہ کوئی بلائے اور تبلیغ کرے نام حسینؑ آیا اور آنے والا آیا، یہ ہیں دین کے معنی، میرا ایک ایک جملہ قیمتی جملہ ہے، رسولؐ پتھر کھائیں پھر کہیں کہو لا الٰہ الا اللہ، تیئس برس کہو لا الٰہ الا اللہ حسینؑ کو کہنا نہیں پڑتا، اب قیامت تک جتنے لوگ کلمہ پڑھیں

گے وہ محمدؐ کے کہنے سے نہیں وہ حسینؑ کے کہنے سے پڑھیں گے تیئس برس نبیؐ نے کلمہ پڑھوایا لاکھوں برس حسینؑ پڑھوائیں گے، تیئس برس محمدؐ نے پڑھوایا ہے کروڑوں برس حسینؑ پڑھوائیں گے پیریڈ (period) کس کا بڑا ہے؟ جس کا پیریڈ بڑا ہوگا وہی زیادہ تبلیغ کر جائے گا اور گھبرانے کی بات نہیں ہے کیا حسینؑ نے محمدؐ سے بڑا کام کیا نہیں یہ سب مت سوچنا جو کام میں کروں وہ حسینؑ نے کیا جو حسینؑ کرے وہ میں نے کیا، حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے یہ جو پورا گھرانا لے کر حسینؑ جارہے ہیں کربلا، یہ جملہ میرا لکھ لیجئے اس پر کتاب لکھی جا سکتی ہے، اگر سن اِکسٹھ میں حسینؑ نہ ہوتے اور محمدؐ ہوتے اور یہی وقت پڑا ہوتا تو حسینؑ کی طرح محمدؐ گھر سے نکلتے گھر کے بچوں اور عورتوں کو لے کر، محمدؐ حسینؑ کی جگہ کربلا میں شہید ہوئے ہوتے ارادہ ایک، کام ایک، نور ایک، عقل ایک، فکر ایک، کوئی فرق نہیں ہے، ہاں حسینؑ تم نے وہی کیا جو میں کرنا چاہتا تھا محمدؐ اب تک پکار رہے ہیں حسینؑ تم نے وہی کام کیا تو اب دین بن گئے دین کی پناہ بن گئے، نہیں ابھی میں پورے مصرعے کی تشریح نہیں کر سکا، یہ تمہید تھی، ابھی دوسرا مصرعہ ختم نہیں ہوا، سوچئے ذرا آپ ابھی دوسرے مصرعے کی تشریح نہ ہو سکی، دین ہیں حسینؑ اور دین کی پناہ ہیں حسینؑ۔ قرآن کی ایک ایک آیت دین ہے نا۔ قرآن کا سب سے چھوٹا سورہ لے رہا ہوں اس لئے کہ وقت کم ہے سب سے بڑا سورہ کون سا ہے قرآن کا؟ سورہ بقرہ سب سے چھوٹا سورہ کون سا ہے قرآن کا سورہ کوثر ہے، سورہ میں پڑھتا ہوں اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ دین ہے نا یہ سورہ، دین ہے یہی سورہ تو دین ہے اور سورے پر عمل نہ ہو تو دین کہاں رہا

اور جو اس سورے پر عمل کرے وہ خود سورہ بن جائے گا جب وہ سورہ بن جائے گا تو کل دین بن جائے گا کیا ہے ہم نے تمہیں کوثر دیا بس تم اپنے رب کا سجدہ کرو اور قربانی دے دو تمہارا دشمن ابتر ہے سورے پر عمل کس نے کیا قربانی اور سجدے کو کس نے ملایا حسینؑ نے سجدہ کیا اور قربانی دے دی اب حسینؑ کوثر ہیں دشمن ابتر ہے لفظ نحر ہے نحر ہے یہ لفظ علی اصغرؑ تک آیا ہے یعنی حلال کیا جائے تمہیں نحر کیا جائے تمہیں، تو محمدؐ نے سجدے تو بہت کئے لیکن گردن نحر نہیں ہوئی اب دینِ کوثر حسینؑ ہیں جب دین حسینؑ ہیں کہ سجدہ کر کے قربانی دے دیں تو اب حسینیت کوثر ہے یزیدیت ابتریت ہے "دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ" اب پناہ کو میں سمجھا رہا ہوں امیر المومنینؑ کی زیارت جب ہم پڑھتے ہیں مفاتیح الجنان میں اس میں ایک لفظ آتا ہے سلام ہو اس پر جو کہف الوریٰ ہے، کہف الوریٰ علیؑ پر ہمارا سلام، کہف کہتے ہیں غار کے دہانے کو اس لئے قرآن میں سورہ ہے سورۂ اصحابِ کہف کیوں ہے یہ سورہ اس لئے کہ اصحابِ کہف میں آ گئے یعنی غار، کہف کے معنی عربی میں ہیں پناہ گاہ اور عربی میں کہف اس پناہ گاہ کو کہتے ہیں جس سے بڑی پناہ گاہ نہ ہو تو جو سب سے بڑا دھانہ تھا اس میں وہ ساتوں گئے اُس غار نے اُن کو پناہ دے دی اس لئے کہتے ہیں پناہ والے اصحاب۔ قرآن میں پناہ والے اصحاب کل سات ہیں اب ہم کیا کریں سورے میں لکھا ہوا ہے جنہوں نے پناہ پائی ہے وہ سات ہیں اور ان کی تعداد لکھی ہوئی ہے سورہ کہف میں اٹھارواں سورہ ہے قرآن کا، لیکن لفظ وریٰ لگا ہے کہف الوریٰ، وریٰ کے معنی ہیں ماوریٰ یعنی اب جس کے اوپر دوسری پناہ گاہ نہ ہو یعنی کہف سے بڑی پناہ گاہ علیؑ وہ پناہ گاہ ہیں کہ جس کے اوپر دوسری پناہ گاہ نہیں ہے، صرف علیؑ نہیں بلکہ محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ،

حسنؑ، حسینؑ سب کہف الوریٰ ہیں ایسی پناہ گاہ کہ انہیں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ یہ سب کو پناہ میں لے لیتے ہیں اب میں حدیثِ کساء کا ایک جملہ پڑھتا ہوں، محمدؐ آئے کہا میں ضعف محسوس کر رہا ہوں فاطمہؑ نے کہا اللہ آپ کو ضعف سے محفوظ رکھے، دیکھئے محفوظ رکھے آدمی محفوظ کہاں رہتا ہے یعنی کوئی پناہ گاہ ہو اس میں محفوظ رہتا ہے بی بیؑ نے کیا دعا کی اللہ آپ کو ضعف سے محفوظ رکھے بی بیؑ نے کہا اللہ آپ کو ضعف سے محفوظ رکھے، میں تشریح نہیں کروں گا، فوراً نبیؐ نے کہا لاؤ چادر اُڑھا دو زہراؑ نے چادر اُوڑھائی زہراؑ کی چادر نبی کی پناہ گاہ ہے اب چادر سے بڑی پناہ گاہ نہیں ہے محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اس پناہ گاہ میں آئے کیا کہہ رہے ہیں اجمیری۔

دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ

دین کتنا بڑا ہے محمدؐ سے بڑا تو نہیں ہوگا، جب محمدؐ زہراؑ کی چادر کی پناہ گاہ میں آ جائیں اور دین پریشان ہو تو کیا ہو تو بات یہی تھی سن! اکسٹھ میں دین زخمی کبھی اِدھر سے زخمی کبھی اُدھر سے زخمی کبھی حجاز میں زخمی کبھی دمشق میں زخمی کبھی بصرے میں زخمی اور زخمی حالت میں لہو بہتا ہوا حسینؑ کے دَر پر آیا کہا جگہ جگہ گیا کشکول میرا خالی ہے میں کچھ مانگ رہا ہوں مجھے کوئی پناہ نہیں دے رہا حسینؑ اب مجھے تمہارے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا تو حسینؑ نے کہا تُو پہلے چل کربلا میں آ رہا ہوں ایسی پناہ دوں گا کہ قیامت تک تجھ کو کوئی مٹا نہیں سکتا اے میرے نانا کے دین بتانا مشکل ہے، اتنی بڑی کہانی کو مختصر سنانا بہت مشکل ہے، اب دیکھئے کہ پناہ دی کیسے آپ کہیں گے اتنا سامان لے کر نکلے اس کے ذریعے پناہ دی نہیں دیکھئے پناہ کیسے دی اصل چیز حسینؑ کے پاس کیا تھی کہا کشتی اسلام تو ڈگمگا رہی ہے تو ڈوبنے والی ہے تو بھنور میں ہے چاروں طرف سے طوفان ہے پانی کا سیلاب ہے۔ ہم بچائیں گے کربلا میں بچائیں گے دیکھ اے نانا کی کشتیٔ اسلام تو ٹوٹ کر

ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی ہے ہم قاسمؑ کے جسم کے ٹکڑے دے کر تیری پیوند کاری کریں گے اگر تجھ میں سوراخ کر دیا گیا ہے اور پانی بھر رہا ہے اور بھنور میں ڈوب رہی ہے تو ہم اکبرؑ کے سینے کا سوراخ دے کر تیرے سوراخ کو بند کر دیں گے اگر تیرے ٹکڑے ہونے والے ہیں تو ہم علی اصغرؑ کو دیتے ہیں

ڈوب کر پار اُتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے

اور اس کے بعد کشتی کو حسینؑ نے عصر تک بچایا طوفان سے بچایا، بھنور سے بچایا، سیلاب سے بچایا لہر سے بچایا لیکن کشتی جب جاتی ہے منزل کی طرف بچ بھی جائے طوفان سے تو منزل تک پہنچنے کے لئے بادبان چاہیے ہوتا ہے ایک بار آواز دی زینبؑ بادبان کون دے گا زینبؑ نے آواز دی میں اپنے سر کی چادر دے کر کشتی کا بادبان بناتی ہوں اب قیامت تک رُخ پر کشتی ہے اور منزل پر پہنچ چکی، لیکن کشتی نے آواز دی منزل تک بادبان تو مل گیا اب اس کے پتوار کہاں ہیں بغیر پتوار کے کشتی چلے گی کیسے ایک بار آواز دی عباسؑ آگے بڑھو عباسؑ نے آواز دی میں اپنے ہاتھوں کے پتوار بنا کر، ایسی کشتی کیا ڈوبے گی جس کے پتوار عباسؑ کے ہاتھ ہوں جس کا بادبان زینبؑ کی چادر ہو اب پڑھتا ہوں مصرع، حسینؑ نے دین کو پناہ دی کیسے؟ پناہ دی زینبؑ کی چادر عباسؑ کے ہاتھ علی اکبرؑ کا سینہ قاسمؑ کے ٹکڑے اور گلوئے علی اصغرؑ

دیں ہست حسینؑ دیں پناہ ہست حسینؑ

دو مصرعے ہو گئے

سر داد نہ داد دست دَر دستِ یزید

حسینؑ نے ہاتھ نہیں دیا یزید کو سر دے دیا، دیکھئے میں پوری تاریخ پڑھ رہا ہوں کربلا کی میں نے ایک تقریر میں سب کچھ سمیٹا ہے کربلا کو سمیٹنا بہت مشکل تھا لیکن میں نے آپ کے لئے ایک انتظام کیا کہ ہمارے سامع مسلسل آٹھ روز سے اس طرح آ رہے ہیں تو خالی ہاتھ نہ جائیں گواہ ہم آپ کو بنا رہے ہیں کہ ہم کس طرح امام حسینؑ کی سوانح حیات سنا رہے ہیں، یہ اہم مسئلہ حسینؑ کی سوانح حیات کا اہم مسئلہ ہے کہ یزید نے سوالِ بیعت کیا، جس وقت سوالِ بیعت ہوا حسینؑ کو اُس کی پروا نہیں تھی دربار میں کیا کہنا ہے جواب دے دیں گے تو کیا ہوگا؟ نہیں جس وقت سوال ہوا تو جہ رکھئے گا جب سوال ہوا، سوال ایک نہیں تھا سوال دو تھے ہمیشہ ہم ایک سوال پر نظر رکھتے ہیں کہ یزید نے کہا حسینؑ سے کہو کہ بیعت کرلیں، دو سوال تھے کیا تھے دو سوال؟ اے ولید حسینؑ سے کہو کہ بیعت کر لیں، یعنی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیں اور اگر ہاتھ نہ دیں تو سر دے دیں، دو سوال ہو گئے نا یزید کے یا تو ہاتھ دیں ہاتھ پر ہاتھ رکھیں اور ہاتھ نہ ملے تو سر دیں، دو سوال تھے نا، حسینؑ نے ایک سوال کو پسند کیا، نہیں توجہ کی آپ نے ایک لحہ فاطمہؑ کے جانی نے لگایا، فیصلہ کرنے میں، یزید نے دو چیزیں مانگی ہیں ایک ہاتھ ایک سر، مَیں ہاتھ تو نہیں دوں گا سر دوں گا ہو گیا فیصلہ، کربلا پوری ہو گئی کامل ہوگئی کربلا لڑائی کی نہیں سمجھے آپ، کربلا ہتھیاروں کی لڑائی نہیں ہے، لڑائی اس بات کی ہے، ہم سے آپ کی لڑائی ہو میں بات سمجھانا چاہ رہا ہوں اس لئے میں پوری بات سمجھاؤں گا، دو چیزیں میرے پاس ہیں یہ رومال اور کاغذ، ہماری آپ کی لڑائی ہو آپ مجھ سے کہیں کہ یہ رومال دے دیجئے، سمجھ رہے ہیں! میں ذرا سا رُکا ہوں تقریر کو سمجھانے کے لئے تا کہ میں تیسرا مصرعہ اچھی طرح سمجھا سکوں،

ایک یہ ہیں کاغذات سمجھئے میری جائیداد کے کاغذات میرے مکان کے کاغذات حالانکہ یہ مارٹن روڈ کے سوالات ہیں، یہ سوالات ہیں جن کے جوابات ابھی دینے ہیں مارٹن روڈ پر، اس میں بھی دینی سوالات ہیں یہ بھی پروانہ ہی ہے جنت کا اور یہ ہے میرا رومال جس میں میرے آنسو ہیں آٹھ دن کے دونوں چیزیں قیمتی ہیں آپ نے مجھ سے کہا لڑتے ہوئے ہم یہ رومال تم سے چھین لیں گے، یہ رومال ہمیں چاہیے ہم نے رومال کو مضبوط پکڑ لیا ہم نے کہا نہیں یہ رومال تو فاطمہؑ تک جانا ہے، اس میں ہمارے آنسو ہیں موتی ہیں، یہ فرشتے لے جائیں گے یہ تو ہم آپ کو نہیں دیں گے تو پھر آپ نے کہا ہم یہ تمہارے مکان جائیداد کے کاغذات چھین لیں گے، تو ہم نے کہا جایئے لے جایئے، یہ نہیں دیں گے پہلے کیا چیز مانگی تھی دیکھیے آپ ہار گئے، آپ چاہتے تھے کہ یہ قیمتی موتی ہمیں مل جائیں جس رومال کو زہراؑ تک جانا ہے آپ اس کو چھیننا چاہتے تھے ہم نے مضبوط مٹھی پکڑ لی ہم نے کہا یہ تو نہیں دیں گے تو آپ نے کہا یہ کاغذ چھین لیں گے، ہم نے کہا لے جایئے کاغذات، مکان لے جایئے، جائیداد لے جایئے، جاگیر جائے رومال نہ جائے، تو کون جیتا کون ہارا؟ یزید نے کہا تھا ہاتھ دو، یا سر دو حسینؑ نے کہا ہاتھ تو نہیں دیں گے سر لے جا۔ یزید ہار گیا، اصل مقصد ہاتھ تھا، یزید ہار گیا کیسے ہار گیا کس طرح ہار گیا ہاتھ مانگا تھا کیوں حسینؑ نے سر کا فیصلہ کیا کیوں؟ اس لئے کہ ایک لمحہ لگا حسینؑ کو فیصلہ کرنے میں سر میرا ہے ہاتھ میرا نہیں ہے سر میرا ہے، میں اپنی چیز دینے کا مجاز ہوں میں سر کا مالک ہوں میں دیتا ہوں ہاتھ میرا نہیں ہے یہ ہاتھ آدمؑ کا ہاتھ ہے یہ ہاتھ نوحؑ کا ہاتھ ہے، یہ ہاتھ ابراہیمؑ کا ہاتھ ہے یہ ہاتھ موسیٰؑ کا ہاتھ ہے، یہ ہاتھ عیسیٰؑ کا ہاتھ ہے، یہ ہاتھ محمدؐ کا ہاتھ ہے، یہ ہاتھ علیؑ کا ہاتھ

ہے، یہ ہاتھ حسنؑ کا ہاتھ ہے اگر میں نے یہ ہاتھ یزید کو دے دیا تو گویا آدمؑ نے اپنا ہاتھ شیطان کو دے دیا، گویا ابراہیمؑ نے اپنا ہاتھ نمرود کو دے دیا گویا موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ فرعون کو دے دیا گویا محمدؐ نے اپنا ہاتھ ابوجہل اور سفیان کو دے دیا، گویا علیؑ نے اپنا ہاتھ سرکشوں کو دے دیا، گویا حسنؑ نے اپنا ہاتھ اپنے عہد کے ظالموں کو دے دیا، ایک ہاتھ بچا کر حسینؑ نے آدمؑ کا ہاتھ بچایا نوحؑ کا ہاتھ بچایا، ابراہیمؑ کا ہاتھ بچایا، موسیٰؑ کا ہاتھ بچایا، عیسیٰؑ کا ہاتھ بچایا، محمدؐ کا ہاتھ بچایا، علیؑ کا ہاتھ بچایا، حسنؑ کا ہاتھ بچایا، اب جو ہاتھ کو یہ کہہ کر بلند کیا دیکھو! میرا ہاتھ یزید کی بیعت سے بری ہے یہ ہاتھ تو چاہنے والوں نے اس ہاتھ کو علَم پر بلند کر دیا یہ ہاتھ جیت گیا علَم یہ علَم کہتا ہے دیکھو حسینؑ کا ہاتھ جیت گیا یزید ہار گیا یہ ہے علَم کا فلسفہ یہ ہے پنجے کا فلسفہ اس لئے جب ہم زیارت پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثِ آدَمَ صَفْوَةُ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثِ نُوحٍ نَبِيِّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيْلُ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثِ مُوسٰى كَلِيْمُ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثِ عِيْسٰى رُوحِ اللهِ اس لئے کہ ہر ایک کے وارث حسینؑ قرار پائے وراثت بچائی ہے ہر نبی کی وراثت بچائی ہے سر لے جا، سر لے گیا، وہ سمجھا ہاتھ نہیں ملا سر مل گیا ہے، لیکن جب طشت میں پہنچا اور خوان پوش ہٹایا گیا تب پتہ چلا کہ میں ہار گیا اس لئے منہ لٹکا تھا دربار میں یزید کا، اس لئے کہ سمجھا ایک چیز تو مل گئی ہاتھ نہیں ملا تو کیا ہوا میں نے سر کٹوا کے منگوالیا، تو پتہ چلا کہ سر کٹا ہوا تو ہے، سر جھکا ہوا نہیں ہے دوہری ہار ہوئی ہے یزید کی، سر کٹنا اور ہے سر جھکنا اور ہے۔

حقا کے بنائے لا الہ ہست حسینؑ

جو سر کٹا دے سر جھکائے نہ اور انبیاء کا وارث بن جائے وہی تو لا اِلٰہ کا وارث ہے اسی نے تو لا اِلٰہ کی بنیاد رکھی ہے اعتراض یہ ہوا کہ آدھا کلمہ نہیں ہے کوئی خدا نہیں ہے کوئی خدا، حسینؑ اسی کی بنیاد ہے محمدؐ نے تیئس برس پڑھوایا کہو اللہ ہے کہو اللہ ہے تیئس برس سب کہتے رہے اللہ ہے اللہ ہے اللہ ہے اللہ ھو اللہ ھو اب تک کہہ رہے ہیں اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو بس ایک جملہ ہے آخرِ تقریر کا، لیکن محمدؐ پہلے یہ کہہ رہے تھے پہلے یہ انکار کرو کہ کوئی خدا نہیں ہے دولت کا خدا نہیں ہے بادشاہت کا خدا نہیں ہے، غرور کا خدا نہیں ہے، پتھر کا خدا نہیں ہے، پہلے یہ انکار کرو سارے خداؤں کا انکار کرو۔ حسینیت کو جس طرح آپ نے سنا اور حسینیت کی تاریخ کو سنا یہ آپ کا حق ہے۔ دلوں سے نکال پھینکے ہیں پتھر حسینؑ نے، آستینوں کے بت نکال پھینکے ہیں حسینؑ نے، اب پورا عرب چلّا تا ہے کہ پتھر کو چھو لیا تو شرک ہو گیا کسی چیز کو چوم لیا تو شرک ہو گیا یہ حسینؑ نے بتایا ہے کہ شریک نہ کرنا یہ حسینؑ نے سکھایا ہے کہ علاوہ اللہ کے لیکن ہماری چیزوں کو چھو لینا شرک نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم لا اِلٰہ کی بنیاد ہیں جب ہم لا اِلٰہ کی بنیاد ہیں تو ہمارا تابوت ہمارا تعزیہ ہمارا عَلَم لکڑی کا ہو کسی چیز کا ہو چھونے سے شرک نہیں ہوگا اس لئے کہ ہم ہی نے تو شرک کو دور کیا ہے جو چیز ہم سے نسبت پا جائے اس کو چھونے سے شرک نہیں ہوگا، حسینؑ کے ہاں جاؤ تب پتہ چلتا ہے شرک کیا ہے ورنہ دنیا شرک کو سمجھی کہاں، حسینیت کے بغیر شرک سمجھ میں نہیں آئے گا حسینؑ نے سمجھایا کہ دیکھو میں نے اتنا بڑا شام اُلٹ کر پھینک دیا تو بت کیا ہیں اور دلوں کے بت کدے کیا ہیں ہم بنیاد بن گئے۔ امامِ زمانہؑ سے پوچھا گیا خط لکھ کر پوچھا گیا حسینؑ ابنِ روح نے پوچھا کہ پوری قوم آئی ہے اور پوچھ رہی ہے کہ حسینؑ لا الٰہ کی بنیاد کربلا میں کیسے بنے

کہا انہیں سمجھا دو ان سے کہہ دو کہ صرف علیؑ نے ذرا سی بات کہہ دی تھی تو نُصیری نے کہہ دیا تھا آپ خدا ہیں، عاشور کے دن یہ معاملہ درپیش تھا، امام خط لکھ رہے ہیں، عاشور کے دن مسئلہ یہ درپیش تھا کہ جب حسینؑ سب کچھ لُٹا چکے اکبرؑ کا لاشہ بھی اُٹھا چکے علی اصغرؑ کی قبر بنا چکے تو ایک بار حسینؑ نے علیؑ کے انداز سے گھوڑے پر بیٹھ کر ذُوالفقار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا موقع ملا تو کسی دن حسینؑ کی لڑائی پڑھوں گا، اگر موقع ملا حالانکہ ابھی رمضان میں مسلسل تین سال دو دو تقریروں میں صرف حسینؑ کی لڑائی پڑھی ہے ریکارڈ موجود ہے آج میری کیسٹوں کی فہرست بھی چھپ کے آ گئی ہے میں نے آلِ عباؑ کو دے دی ہے اس کی جو قیمت ہے وہ آلِ عباؑ کو جائے گی اس لئے مفت نہیں بٹ رہی ہے پوری دس ہزار کیسٹوں کی لسٹ آئی ہے اس کے بعد اور کیسٹیں آئیں گی آپ لے لیجئے اس لئے اس کی قیمت پانچ روپے ہے کہ آپ اسے ٹھیلے پر نہ پھینکوا دیں اور یہ تاریخِ خطابت میں پہلی لسٹ آئی ہے کسی خطیب کی تقریروں کی اس سے پہلے ابھی تک کسی کی لسٹ چھپی نہیں ہے اور جب آپ عنوانات دیکھیں گے آپ کو پتہ چلے گا کہ اب تک ہم پانچ ہزار عنوانات پڑھ چکے ہیں یہ بھی ایک ریکارڈ ہے ہندوستان سے پاکستان تک، ایران تک تاریخِ خطابت کا ریکارڈ ہے اور ایک عنوان کو جب پڑھ لیتے ہیں اس کو بار بار ٹچ (touch) نہیں کرتے نئے نئے عنوانات۔ یہ جناب یہ فہرست آ گئی ہے یہ آپ لے سکتے ہیں اور وہ پیغام میں نے ہاتھ سے دیا ہے کہ حسینؑ جیت گئے تو یہ پیغام سب کا پیغام ہے، امن کا پیغام ہے پنجتنؑ کا پیغام ہے اور آپ لسٹ کو پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کس کس عنوان پر ہم نے کتنی کتنی تقریریں کی ہیں ہم نے، یہ ابھی پہلی قسط ہے اس کی اور اس کے بعد اور جو کچھ

آپ دے دیں گے وہ آلِ عبا کے امام باڑے کو جائے گا یہ میں چاہتا ہوں تو لسٹ خرید کر پڑھیے، اور اگر آپ کو کیسٹ چاہیے تو آپ اس پر نمبر وائز اس پر ٹک لگا دیجئے اس کے بعد اطلاع کر دیجئے گا آلِ عبا کو تو آپ کو وہ کیسٹ مل سکتی ہے۔ امام نے فرمایا جب عاشور کے دن حسینؑ نے گھوڑے کے اوپر ذوالفقار کے قبضے پر ہاتھ رکھا وقت میرا کامل ہو گیا مجھے منبر سے اتر جانا چاہیے تھا اپنے وقت کے مطابق مارٹن روڈ پر لیکن اب سات تاریخ ہو گئی وقت سب کو دینا ہے اور مجلسیں لیٹ ہوں گی کل پرسوں تین دن، امام فرماتے ہیں کہ کُل پچاس برس ہوئے تھے کلمہ پڑھے سب کا دین کچا تھا سب پختہ نہیں ہوئے تھے، دین میں پچاس برس کا دین کہیں پختہ ہوتا ہے چودہ سو برس میں تو پختہ نہیں ہوا اب تک کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کیا جا رہا ہے تو دین کہاں پختہ ہوا یہ دین کی پختگی نہیں ہے تو پچاس برس میں دین کیا پختہ ہوتا تو ہمیشہ ہر دین والے کو اپنی جان کا خوف ہوتا، جب حسینؑ نے پہلا حملہ کیا تو سب کو یہ اندازہ ہو گیا آج یہ یوں لڑے گا جیسے علیؑ خیبر و خندق میں لڑے تھے اور یہ ایک کو بھی نہیں چھوڑے گا یہ فاتح خیبر ہے اس کی رگوں میں محمدؐ کا لہو ہے اس کے نانا نے ستاسی لڑائیاں لڑی ہیں اس کے باپ نے خیبر و خندق کو اُلٹ دیا ہے، یہ تنہا پورے کربلا کو فتح کرے گا تو امام فرماتے ہیں اس وقت سب کے دل میں یہ آ چکا تھا کہ اگر حسینؑ نے اب حملہ کیا اور ہم سب کو قتل کیا تو ہم سب حسینؑ کے قدموں سے لپٹ کر کہیں گے تو ہی خدا ہے یہ دیکھئے چوتھا مصرع اجمیری نے اس کی روشنی میں کہا ہے، امام زمانہؑ فرماتے ہیں بارہویں امام فرماتے ہیں کہ سب نے طے کر لیا تھا لشکرِ یزید نے طے کر لیا تھا کہ ہم حسینؑ کو خدا کہہ کر پکاریں گے اور اگر کربلا میں سارا دین تو حسینؑ پر جمع تھا اگر اُس دن

حسینؑ کو خدا کہہ دیا جاتا تو پھر وہ خدا نہ رہتا، حسینؑ ہی خدا رہتے سب اُس خدا کو بھول جاتے حسینؑ یہ سمجھ گئے تھے کہ یہ انہوں نے طے کر لیا ہے اور یہ ابھی ہمیں خدا کہیں گے ہمارے قدم کو پکڑ کے اور ہمارے نانا کا دین آج ڈوب جائے گا اگر انہوں نے ہمیں خدا کہہ دیا۔ جو لوگ زیارت کرنے جاتے ہیں جب ذُوالکفل جایا کریں تو کربلا سے ذوالکفل کتنا دُور ہے؟ حسینؑ نے ایک نیزہ اپنے خیمے کے سامنے گاڑ دیا اور وہاں سے گھوڑے کو تیز دوڑایا اور چند لمحوں میں ذوالکفل جو کہ کربلا سے بارہ میل سے زیادہ ہے خیام حسینی سے وہاں پہنچ گئے اور ایک نیزہ وہاں گاڑا اور ایک سرحد بنائی اور اس کے بعد جب دونوں مقاموں کو دیکھا تو بے اختیار کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ نہیں سمجھے آپ، یعنی اُن کے دل میں یہ خیال آیا ہے کہ حسینؑ خدا ہے شیطان کو بھگا دو، میں اپنی خدائی تسلیم نہیں کراؤں گا، ساٹھ حملوں کے بعد حسینؑ نے نیام میں تلوار رکھ لی، اجمیری کیا کہتے ہیں؟ امام زمانہؑ کہتے ہیں کہ حسینؑ نے خدائی کو ٹھکرایا ہے تب اللہ کی خدائی کو بچایا ہے اب تقریر کا قیمتی جملہ، جو حسینؑ ملتی ہوئی خدائی کو ٹھکرادے وہ لشکرِ یزید اور یزید کے تخت کو لے کر کرتا کیا تو حکومت کے لئے لڑنے کے لئے گئے تھے؟ کوئی گھر نہیں لُٹاتا اگر حکومت چاہیے تھی تو کربلا کے صحرا کا رُخ نہ کرتے، رُخ کرتے عباسؑ اور محمد حنفیہؑ کو لے کر اور علی اکبرؑ کو لے کر شام کا رُخ کرتے اور لشکرِ یزید پر حملہ نہیں کرتے دارالحکومت پر حملہ کرتے کہتے تخت چھیننا ہے، صحرا میں جا کے بتایا تمہیں کیا پتہ ہمیں کیا کام کرنا ہے اُس کی خدائی بچانا ہے اللہ کا نام بچانا ہے قاسم تم آگے بڑھ جاؤ اس لئے کہ آج تم سب میرے ناصر ہو اور آج مل کر تم سب اس دین کو بچا رہے ہو وہ اکبرؑ ہوں یا علی اصغرؑ تیرہ سال کا بچہ ابھی چودھویں میں آیا ہے

کہا محضر میں میرا نام کیوں نہیں ہے، چچا جان کہا پہلے یہ بتاؤ موت کیسی ہے تمہاری نظر میں کہا یہ موت میری نظر میں شہد سے زیادہ شیریں ہے تو کہا قاسمؑ تمہارا نام ہی نہیں صرف تمہارے بھائی علی اصغرؑ کا نام بھی ہے تو اپنی موت تو بھول گئے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کیا اشقیا خیمے میں گھس آئیں گے وہ تو جھولے میں ہیں دیکھئے حرم کا کتنا خیال اس بچے کو ہے، کیا بچے کو مارنے کے لئے اشقیا خیمے میں آئیں گے کہا نہیں قاسمؑ گھبرا گئے ہوں گے قاسمؑ میری بوڑھی ماں ہے خیمے میں، کہیں خیمے میں اشقیا گھس آئیں گے کہا نہیں خیمے میں آ کر نہیں ماریں گے، علی اصغرؑ کو ہم اپنے ہاتھوں پر لے کر جائیں گے، قاسمؑ تمہاری بھی قربانی ہے اور علی اصغرؑ کی بھی قربانی ہے لیکن کہتے ہیں جب قاسمؑ نے اجازت مانگی میدان جنگ کی تو لپٹا کے اتنے روئے کہ آنسو جاری ہو گئے چچا بھی رو رہا تھا بھتیجا بھی رو رہا تھا بے اختیار روتے روتے کہا قاسمؑ تمہیں کیسے جانے دیں تم میرے بھائی کی نشانی ہو قاسمؑ چپ ہو گئے سر جھکا کر خیمے میں واپس آئے اور سر جھکا کر بیٹھ گئے ماں آئی اور کہا بہت اُداس ہو بیٹا کہا چچا جان میدان میں جانے نہیں دیتے ماں قریب آئی اور بازو کو تھام کر کہنے لگی بیٹا جب تمہارے باپ مرے تو تم تین برس کے تھے بیٹا ڈھائی یا تین برس کی تمہاری عمر تھی تم میری گود میں تھے جب حسنؑ دنیا سے جانے لگے تو ایک تعویز تمہارے بازو پر باندھا تھا اور کہا تھا جب مصیبت کا وقت آئے اُم فروہ تو بچے سے کہنا، یہ تعویز کھول کے دیکھ لے بیٹا آج مصیبت کا دن ہے آلِ محمدؐ کے لئے ذرا تعویز کھول کر دیکھو اب جو تعویز کھولا اس میں حسنؑ کا خط تھا اے قاسمؑ اب تم بڑے ہو گئے ہو عاشور کا دن آئے تو اپنی جان حسینؑ پر سے قربان کر دینا، خوش ہو گئے قاسمؑ باپ کا خط لئے ہوئے چچا کے پاس آئے قاسمؑ دوڑتے ہوئے

اور کہا چچا، آپ کے بڑے بھائی میرے بابا نے کیا لکھا ہے، حسنؑ کی تحریر دیکھی تو لہو جاری ہو گیا آنکھوں سے اتنا روئے اتنا روئے کہ قاسمؑ کو لپٹا لیا، آج سات محرم ہے آپ ایک نونہال کا ماتم کر رہے ہیں، قاسمؑ کو لپٹا لیا بے ہوش ہو گئے حسینؑ جب ہوش آیا قاسمؑ نے کہا چچا جان مجھے جانے دیجئے کہا نہیں ہم نہیں جانے دیں گے، بس میری طرف دیکھتے رہیں تقریر ختم ہو گئی، جب حسینؑ نے کہا نہیں جانے دیں گے تو آپ کو پتہ ہے کہ کیا ہوا حسینؑ جہاں تشریف فرما تھے قاسمؑ وہیں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور ایک بار جھک کر حسینؑ کے دونوں ہاتھ چومنے لگے ہاتھ چومتے چومتے ایک بار حسینؑ کے پیروں کو چومنا شروع کیا اور کہتے جاتے چچا جانے دیجئے چچا جانے دیجئے، ایک بار اُٹھا کر گلے لگا لیا کہا قاسمؑ اس طرح تو کسی نے اجازت نہیں مانگی، میرے لال اس طرح کسی نے اجازت نہیں مانگی اچھا جاؤ لیکن ایسے نہیں جانے دیں گے ہم تمہیں تیار کر کے بھیجیں گے پہلے خیمے میں لائے صحنِ خانہ میں کھڑے ہوئے اور ایک بار کہا فضہ وہ زرد عمامہ رسولؐ خدا کا جو معراج والا تھا وہ لاؤ، فضہ وہ عمامہ لائیں اپنے ہاتھ سے باندھا، عمامہ اور دونوں شملے لٹکا دیے ایک دَر پہ اُمِ فروہؑ کھڑی تھیں ایک دَر پر جناب زینبؑ کھڑی تھیں ایک بار کہا بھیا یہ شملے تو کسی شہید کے نہیں لٹکائے کہا قاسمؑ کو ہم نے دولہا بنایا ہے جب عرب میں دولہا بناتے ہیں تو شملے لٹکا دیتے ہیں ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ طبلِ جنگ بجنے لگا ایک بار قاسمؑ کو گود میں لے کر گھوڑے پر بٹھا دیا قاسمؑ گئے تو لڑائی عباسؑ بھی دیکھ رہے تھے حسینؑ بھی دیکھ رہے تھے اور بہت بہادری سے لڑے۔ اور پچھلے سال آدھے گھنٹے سے زیادہ اسی تاریخ کو یہاں پر لڑائی پڑھ چکا ہوں، ریکارڈ موجود ہے، اب لڑائی نہیں پڑھنی، شہادت پچھلے سال نہیں پڑھی

تھی اب پڑھ رہا ہوں، ایک بار جب گھوڑے سے گرے جیسے ہی گھوڑے سے گرے عباسؑ کو جلال آیا حسینؑ کو جلال آیا کہا عباسؑ! عباسؑ مڑے، ایک بار حسینؑ نے کہا عباسؑ تم نے دیکھا میرے بھائی کی نشانی قاسمؑ گھوڑے سے گر گیا عباسؑ تو تھے ہی جلال میں تو کہا پھر کیا کریں آقا کہا عباسؑ ایک طرف تم حملہ کرو ایک طرف میں حملہ کروں، تلوار کھینچ کر دونوں بھائی چلے لیکن جب لڑتے ہوئے چلے تو یہ آواز آ رہی تھی چچا جان بچایئے۔ لاشۂ قاسمؑ پامال ہو گیا جب سرہانے پہنچے دوش سے عبا اُتاری اور کربلا کے میدان سے کچھ چُن کر اس میں رکھا دوش پر لادا اور لائے بوڑھی ماں درِ خیمہ پر تھی کہا حسینؑ سب کا لاشہ آیا لیکن میرے قاسمؑ کا لاشہ نہیں آیا، میرے لال کا لاشہ کہاں ہے؟ عبا کو درِ خیمہ پر رکھا کہا اُمِ فروہؑ یہ قاسمؑ کا لاشہ ہے ہائے قاسمؑ ہائے قاسمؑ پامالِ کربلا قاسمؑ یتیمِ حسنؑ قاسمؑ۔

آٹھویں مجلس

امام حسینؑ کی فصاحت وبلاغت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرہ محرم کی آلِ عبا میں آپ حضرات آٹھویں تقریر سماعت فرما رہے ہیں حضرت حسینؑ ابن علیؑ کی سوانح حیات اور اس کے مختلف قیمتی رُخ پیش کئے جا رہے تھے آج کے بعد دو تقریریں اس امام بارگاہ میں اور ہوں گی اور آج کی حد تک جیسا کہ میں نے کل کہہ دیا تھا کہ معصوم کے حیات کے اُس رُخ پر گفتگو ہوگی وہ گوشہ کہ جو آپ نے بچپن، جوانی اور یہ لفظ امام کے لئے کہنے کو دل ہی نہیں چاہتا بڑھاپا اس لئے کہ اس امام کا بڑھاپا آیا ہی نہیں ستاون برس کی عمر کوئی بوڑھا نہیں ہوتا پچاس برس کی عمر میں انسان جوان ہی رہتا ہے اور جبکہ وہ امام اور معصوم ہو لیکن اتنی مختصر سی عمر میں جو خدمات امام کی دین کے لئے ہیں وہ کتابوں میں محفوظ ہیں مجھ سے کہا گیا کہ میں امام کے خطبات اور اُن کے اقوال پر گفتگو کروں پوری سوانح حیات میں تلاش کے بعد بھی سوا کربلا کے خطبوں کے کچھ دریافت نہیں ہوتا لیکن بعض علماء نے آپ کے بہت سے خطبات جمع کئے ہیں جس میں بچپن کے خطبے ہیں جوانی کے خطبے بھی ہیں اور کربلا تک، زیادہ تر آپ کے خطبے وہ ہیں کہ جو آپ نے مدینے سے نکلنے کے بعد مختلف منزلوں پر

دیئے ہیں اور کوئی ایسی منزل نہیں کہ جہاں آپ رُکے ہوں اور وہاں ایک فصیح اور بلیغ خطبہ نہ دیا ہو امامت کا عہد پچاس ہجری سے ساٹھ ہجری تک ہے، شہادتِ حضرت امام حسنؑ کے بعد کُل دس سال آپ کی امامت کا زمانہ ہے ان دس برسوں میں پورا عرب اور عرب سے باہر کے لوگ بھی منزلیں طے کر کے مدینے آتے تھے امام سے کچھ پوچھنے امام سے کچھ دریافت کرنے ظاہر ہے کہ ان کو یہ علم تھا کہ یہ گھرانا علم کا گھرانا ہے اور جس طرح یہ دین کو سمجھائیں گے کوئی دوسرا نہیں سمجھا سکتا۔ آپ کے تمام خطبوں میں ایک طویل ترین خطبہ، خطبۂ توحید ہے اور اُس میں اس طرح آپ نے توحید کو سمجھایا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کسی شے میں سماتا نہیں یہ جملہ قرآن کا جملہ ہے ہر معصوم نے کہا ہے لیکن امام نے جو اس میں اضافہ کیا ہے وہ توجہ طلب ہے وہ کسی شے میں سماتا نہیں کسی مکان میں رہتا نہیں اس کے لئے کوئی مکان مقرر نہیں لیکن یہ جملہ عقل کو حیران کرتا ہے کہ کبھی یہ نہ سوچنا کہ جب وہ متوجہ ہوتا ہے اپنے بندوں کی طرف تو اُس وقت کسی جگہ خلا ہو جاتا ہے۔ اب یہ جملہ ایسا ہے دیکھئے معصومینؑ کے خطبے ایسے نہیں کہ میں سناتا چلا جاؤں اس لئے کہ اس کا سمجھنا آسان نہیں ہے بہت سے لوگوں کی سمجھ میں ہماری اردو کی تقریر نہیں آتی تو معصوم کی تقریر کیا سمجھ میں آئے گی بہت مشکل منزل ہے۔ یہ کہ جب وہ متوجہ ہوتا ہے تو خلا نہیں ہوتا کوئی جگہ خالی نہیں ہوتی یہ کہہ کر کہ وہ کسی شے میں سماتا نہیں اب اس کو دیکھئے میں سمجھاتا ہوں سائنس سے، سائنس کا ایک نظریہ ہے کہ ہم جہاں پر بیٹھے ہیں یہ جگہ ہم نے گھیری ہوئی ہے، خلا کی یہ جگہ ہم نے گھیری ہوئی ہے ہم اگر یہاں پندرہ یا بیس منٹ بیٹھے رہیں تو جو ہمارا خاکہ ہے

وہ خاکہ یہاں پر بن جائے گا یعنی ہم نے خلا میں جو جگہ خالی کر کے اپنے آپ کو یہاں رکھا جہاں آپ بیٹھے ہیں تو آپ نے ایک جگہ بنائی تو جو کچھ خلا میں ہے وہ ہٹا اِدھر گیا اُدھر گیا اب آپ آئے وہاں تو وہ ایک خاکہ سا بنا ہوا ہے سر گردن ہاتھ یہ سب بنا ہوا ہے تو سائنس یہ کہتی ہے کہ جب انسان ایک جگہ سے بیٹھ کر ہٹتا ہے تو کم سے کم تین منٹ تک وہ جگہ تصویر بنی رہتی ہے، اسی بیس (base) پر کیمرہ بنایا گیا ہے سائنس کی اسی تھیوری (theory) پر کیمرہ بنایا گیا ہے یعنی اگر ایک بڑے سائنسدان کا کیمرے کا جو ماہر ہے وہ کہتا ہے کہ اگر ایک آدمی اُٹھ کے چلا جائے اپنی جگہ سے اور تین منٹ کے اندر وہاں پر ہم تصویر کھینچیں تو اُس کی تصویر موجود ہے اور کیمرہ اس تصویر کو کیچ (catch) کر سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ سب کی سمجھ میں تو یہ بات آئی نہیں ہوگی اب اور اس سے زیادہ عام مثال میں دے دوں تو شاید اگر وہاں تک بھی، دیکھئے مشاہدے کے بغیر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی اور اس لئے قرآن میں یہ ہے کہ تم مشاہدہ کیوں نہیں کرتے، مشاہدہ ایک علم ہے یعنی ہر چیز کو دیکھتے رہنا اُس کو سمجھنا اور جب ویسی کوئی مثال آئے تو اس کے ذریعے بات سمجھنا اور سمجھانا یہ ہے مشاہدہ، مثلاً آپ کا ٹی وی چل رہا ہو اور ایک دم سے لائٹ چلی جائے، لائٹ چلی گئی پاور ہاؤس سے کنکشن (connection) ختم ہو گیا لیکن چند سیکنڈ کے لئے آپ دیکھیں گے کہ آپ کے ٹی وی پہ روشنی بھی ہے اور تصویر آ رہی ہے، اور بہت دیر میں ٹی وی بند ہوا اب یہ بات بھی اگر آپ کو نہیں معلوم تو اب میرے پاس کوئی مثال نہیں سمجھانے کے لئے، جب آپ یہ سمجھ گئے تو مولا کا یہ جملہ سمجھئے مثلاً یہاں پر ایک آدمی آیا اب سب کچھ آپ سمجھ گئے کہ خلا میں ہم بیٹھے ہیں اور یہ تصویر بنی

ہے یہاں پر کوئی آدمی آیا اُس نے مجھ سے کوئی بات کرنا چاہی میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اب جہاں پر میرا سر تھا وہاں خلا ہوا یعنی جتنے میں تصویر بنی تھی وہاں سے جب سر ہٹا تو وہاں خلا ہوا، تو یہ خلا جو ہے ہمارے لئے ہے آپ کے لئے ہے، حسینؑ کہہ رہے ہیں جب اللہ متوجہ ہوتا ہے تو کوئی جگہ خلا نہیں ہوتی یعنی اُسے متوجہ ہونے کے لئے نہ جھکنا پڑتا ہے نہ رُخ بدلنا پڑتا ہے نہ خلا میں خلا کرنا پڑتا ہے بس وہ متوجہ ہوا تو وہ ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ کبھی لفظِ جب اللہ کے لئے استعمال نہ کرنا، اللہ کے لئے لفظِ جب استعمال نہیں ہوتا ایک ایک جملہ اگر میں سمجھاؤں تو تقریر پوری ہو جائے گی لیکن مجھے آگے جانا ہے یہی معصومینؑ کے کلام کا کمال ہے کہ یا تو موضوع چھڑے، تو پھر سننے والے سرشاری کی کیفیت میں سنیں یہاں ایک تقریر پھر دوسری تقریر پھر تیسری تقریر اور ہر ایک کو عزاخانے میں جگہ جگہ جانا حاضریاں نیازِ عَلم ایسے میں غنیمت ہے یہ وقت آلِ عبا کا ایک گھنٹے کا یہ ٹائم بہت قیمتی ہے اور اس میں جتنی بھی باتیں ہوجائیں یہ نہ کہنا جب سے وہ ہے اس لئے کہ کب سے وہ نہیں ہے کہ تم کہو کہ جب سے وہ ہے، اور یاد رکھنا دنیا کے لئے اور تم انسانوں کے لئے لفظِ اگر استعمال کرتے ہو لیکن اللہ کے لئے لفظِ اگر استعمال نہیں ہوتا کہ اگر وہ چاہے، لفظِ اگر لفظِ جب، لفظِ کب، یہ وہ لفظ ہیں جو اللہ کی توحید کے لئے استعمال نہیں ہوتے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ہے معصوم کا اسی طرح جس طرح توحید پر خطبہ دیا اسی طرح نبوت پر خطبہ دیا اور حسینؑ سے بہتر نبوت پر خطبہ کون دے سکتا تھا اس لئے کہ نبوت کی گود میں کھیلے ہیں اور جس طرح نبوت کو سمجھے ہیں اس طرح نبوت کو سمجھایا اور جس طرح نبوت پر خطبہ دیا اسی طرح امامت پر خطبہ دیا خلافت پر

خطبہ دیا اور اُس وقت خطبہ دیا ہے کہ حیرانی ہوتی ہے کہ جب کسی کو منبر پر پایا ہے تو مسجد کے ایک گوشے سے اُٹھے ہیں اور کہا ہے کہ ہٹ جا اس منبر سے یہ میرے باپ کا منبر ہے عجیب وغریب خطبہ ہے یہ معصوم کا اگر طویل ترین خطبہ یہ آپ پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ جواب آیا یہ تم نے جو کچھ حسینؑ ابھی کہا، کیا تمہارے باپ نے تمہیں یہ سکھایا تھا تو بے اختیار اب خطبہ شروع ہوا جہاں پر موجود تھے وہیں سے خطبہ شروع ہوا، کہا علیؑ منزلِ ہدایت پر ہیں اگر وہ مجھے سکھائیں بھی تو میں نے ان سے ہدایت حاصل کی حالانکہ تو نے میرے نانا سے یہ سنا ہے کہ اگر حسنؑ اور حسینؑ جھولے میں بھی ہوں تو لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں اگر مجھے علیؑ سکھائیں بھی تو میرے ہادی ہیں اور منزلِ ہدایت پر ہیں۔ اور اس کے بعد جواب آیا کہ ہم کیا کریں کہ زمانے نے ہمیں تسلیم کیا تم کو نہ مانا، کہا زمانے کی بات نہ کرو یہ بتاؤ کہ تم نے کسی کو بنایا تو اُس نے تمہیں بنایا اس میں زمانہ کہاں سے آ گیا، دیکھئے یہ بڑی نازک منزلیں ہیں، جلدی جلدی، اب میں تشریح نہیں کر سکتا، اس لئے کہ عجیب وغریب خطبہ ہے اور اس کے بعد امام نے کہنا شروع کیا کہ یہ مجبوریاں یہ لاچاریاں صرف اس لئے تھیں کہ تمہیں کسی نے بہکایا تم بہک کر اس کے نقشِ قدم پر چلے اور تم نے ہدایت کا راستہ چھوڑ دیا اور سنو! قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا تم نے کہا قرآن ہمارا ہے لیکن اب تک نہ تم قرآن سمجھ سکے نہ قرآن سمجھا سکے، یہ بتاؤ کیا میرے باپ کے سوا اب تک قرآن کسی نے سمجھایا؟ قرآن کا علم ہم سے زیادہ جاننے والا اس وقت روئے زمین پر کوئی نہیں ہے یہ خطبہ سولہ سال کی عمر میں دیا سولہ سال کی عمر میں امام حسینؑ نے یہ خطبہ دیا اور اس کے بعد جو خطبے ہیں عجیب وغریب

خطبے جو کہ حیران کر جاتے ہیں کہ اگر بھری مسجد میں کسی نے سوال کر لیا کہ حسینؑ ہمیں اتنی رقم چاہئے تو پورا خطبہ دے دیا کہ مانگنے کے آداب ہیں تو نے سوال کر کے اپنے کو رسوا کیا بہتر یہ ہے کہ اگر سوال کر تو پرچے پر لکھ کر دے دے اور تجھے جو کچھ چاہئے مجھے خاموشی سے پرچہ دے دے، اُس نے پرچے پر لکھا آپ نے غلام کو حکم دیا کہ جتنی رقم اس پرچے میں لکھی ہے اس کو دے دی جائے تو یہ کہتا ہوا چلا ہم نے عرب میں حسینؑ سے زیادہ سخی نہیں دیکھا ہم نے عرب میں حسینؑ سے بڑا سخی نہیں دیکھا کوئی سائل آجائے یعنی خطبہ اپنے مقام پر لیکن امام نے وہ شاعری کی ہے کہ تمام شاعری فی البدیہہ ہے مسجد میں آیا ہے سوال کیا ہے مسجد سے نکل رہا ہے جو نمازی جا رہا ہے کہا اگر جاتا ہے اور مانگنا ہے تو اس در پر جا جسے پورا عرب سخی کہتا ہے تو وہاں سے وہ قصیدہ کہتا ہوا چلا کہ حسینؑ جس سے میں نے پوچھا ہر ایک نے یہ کہا کہ حسینؑ سے بڑا سخی نہیں ہے تو جس کی سخاوت کی گواہی پورا شہر دے وہ کتنا بڑا سخی ہے اور اس قصیدے کے جواب میں حسینؑ نے اسی بحر میں انہی قوافی میں سات شعر فی البدیہہ کہے، کوئی روم سے آ گیا اس نے آ کر کہا کہ کوئی ہے مدینے میں جو ہماری زبان کی فصاحت کو سمجھ سکے؟ تو لوگوں نے کہا بھئی اگر گفتگو کرنا ہے تو امام حسینؑ سے کرو تو اس نے مقفیٰ مسجع عبارت میں، صنعت میں یہ گفتگو کی کہ ہم وہاں کے رہنے والے ہیں جہاں کھجور کے درخت نکلتے ہیں اور خوشبودار گھاس نکلتی ہے۔ تو مولا نے کہا اچھا ہم جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں بیٹھ جا پہلے اس کے جملے کو امام نے چاہا کہ مجمع سن لے حالانکہ مجمع کی سمجھ میں نہیں آیا، آپ نے جواب میں کہا تو روم سے آ رہا ہے یعنی اُسی کے لہجے میں گفتگو شروع کی جو اُس کی زبان تھی اُس نے کہا تھا میں

بدوی ہوں لیکن روم میں رہتا ہوں اور میری یہ عربی ہے اور اس کے بعد امامؑ حسینؑ کے سامنے اس نے دو شعر پڑھے تو امام نے فی البدیہہ نو شعر اسی بحر میں انہی قوافی میں اس کے سامنے پڑھے تو اس نے کہا ہم نے ایسا آدمی اب تک روئے زمین پر نہیں دیکھا تو پہلو میں امام حسنؑ بیٹھے تھے اسی بحر میں امام حسنؑ نے نو شعر امام حسینؑ کی تعریف میں کہہ کر یہ کہا کس سے بات کر رہا تھا یہ نبیؐ کا نواسہ ہے۔ حسینؑ، مدینے سے نکلے تو خطبہ دیا اور دیکھئے خطبے کے لئے ایک چیز سمجھ لیجئے آپ کہ مجھے تو صرف یہ کہا گیا کہ خطبے سنا دیجئے، نہیں میں آپ کو پس منظر بتا رہا ہوں دیکھئے خطبہ عربی میں کہتے ہیں تقریر کو خطبے کے معنی ہیں تقریر اور تقریر کا لطف کیا کہ میں یہاں منبر پر بیٹھ کے تقریر کروں اور یہاں کوئی نہ ہو اور اچھا اگر ہوں بھی تو ایسے لوگ ہوں جو میرا ایک لفظ نہ سمجھ رہے ہوں تقریر کا لطف اُس وقت آتا ہے کہ سامنے والے جو بیٹھے ہوں وہ سب کے سب صاحبانِ علم ہوں، مجھے تقریر کرنے میں لطف کیوں آتا ہے منبر سے اس لئے کہ میں چہرے پہچانتا ہوں چہرے پہچانتا ہوں اور میں اُنہیں پہچانتا ہوں کہ اُن کا علم کس بلندی پر ہے جو ہمارے سامع بیٹھے ہیں ہماری بات کو کس طرح سمجھتے ہیں تو ہمارے اندر کی کیفیت جو ہم سے لفظ اور لفظ کے معنی کہلواتی ہے اس کی وجہ ہے، سامع ایسے ہیں کہ ہم بول رہے ہیں اگر سامع اچھے نہ ہوں تو تقریر کیسے اچھی ہوگی اور کس کے سامنے بولیں، تو حسینؑ جب مدینے سے نکلے تو آپ کو یہ حیرانی ہوگی کہ نہ محمد حنفیہؑ کو جانا تھا کربلا نہ عبداللہ ابنِ جعفرؑ کو جانا تھا نہ عبداللہ ابنِ عمر کو جانا تھا نہ عبداللہ ابنِ ابی بکر کو جانا تھا نہ عبدالرحمن ابنِ ابی بکر کو جانا تھا یعنی جتنے پڑھے لکھے مدینے کے لوگ تھے وہ سب ساتھ اس لئے چلے کہ کربلا نہیں جانا

ہے لیکن بھئی راستے میں تقریریں کریں گے، گویا مجمع ساتھ چلا تو حسینؑ کو معلوم تھا کہ جو مجمع آ رہا ہے یہ اتنا پڑھا لکھا مجمع ہے کہ اس سے تقریر سنانے کا لطف ہے اب میں کیسے سمجھاؤں بات اور جو شہروں اور گاؤں سے نکل نکل کے آتے تھے وہ اس لئے نہیں آ رہے تھے کہ انہیں حسینؑ سے کچھ دولت چاہئے تھی وہ لوگ اور تھے، کئی طرح کا مجمع تھا دیکھئے ہمارے ہاں بھی مجمع کئی طرح کا ہوتا ہے کئی طرح کا مجمع ہوتا ہے اگر تبرک کی مجلس ہے تو آپ پہچان لیں گے کہ مجلس سننے کون آیا ہے اور تبرک لینے کون آیا ہے اور اگر تبرک کی مجلس نہ ہو تو آپ کو اطمینان ہے تبرک والے نہیں ہیں یہاں ہمیں مجلس سننا ہے الگ الگ ہیں نا نظریے تو اب وہ بھی تھے جو اس لئے آ رہے تھے کہ حسینؑ کوفے جا رہے ہیں کچھ نہ کچھ وظیفے دیتے چلیں گے اگر اُنہیں ملا نہ ہوگا، نہیں انہیں واپس کرتے چلے ان کو واپس کرتے چلے اور اُن کو منع نہیں کیا جو صرف فصاحت اور بلاغت سُن رہے تھے اور علم لے رہے تھے اور جس منزل پر ٹھہر جاتے خطبہ دے دیتے اور ایک سوال ہو جاتا دیکھئے خطبے کے لئے ضروری ہے کہ موضوع دے دیا جائے تو یہ جو لوگ چل رہے تھے حسینؑ کو سننا چاہتے تھے وہ کوئی مسئلہ دے دیتے تھے حسینؑ راستے میں خطبہ سنا دیتے ایک تقریر حسینؑ کی ہو جاتی اور تمام مجمع سنتا، عبداللہ ابنِ عباس آگے بڑھے کہا اگر آپ جا رہے ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ کوفی بے وفا ہیں اگر جانا ہی ہے تو یمن جائیے، کہا عبداللہ ابنِ عباس تم نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہمیں کوفے جانا ہے تو عبداللہ ابنِ عباس نے کہا اچھا جا رہے ہیں تو بچوں اور عورتوں کو نہ لے جائیے، اب امام نے خطبہ دیا کہا عبداللہ ابنِ عباس ہم خود نہیں جا رہے ہیں ہم نے رات کو نانا کو خواب میں دیکھا ہے اور نانا

نے ہم سے یہ کہا ہے کہ حسینؑ اللہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی راہ میں تم شہید ہو جاؤ اور اللہ یہ چاہتا ہے کہ تمہارے گھر کی عورتوں کو اللہ کھلے سر دیکھے اور تمہارے بچوں کی شہادت دیکھے، یہ خطبہ عبداللہ ابنِ عباسؓ کے سوال پر دیا۔ عبداللہ ابنِ جعفرؓ نے کچھ پوچھا فوراً ایک خطبہ دیا محمد حنفیہؓ نے سوال کیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ محمد حنفیہؓ میں کسی ملک چلا جاؤں میں کسی شہر چلا جاؤں لیکن یوں سمجھ لو کہ جو زمین پر کیڑے مکوڑے رینگتے ہیں اگر میں اُن کی بل میں بھی داخل ہو جاؤں تب بھی بنواُمیہ مجھے چھوڑیں گے نہیں وہ قتل کر کے رہیں گے تو کیوں نہ میں ایسی جگہ کا انتخاب کروں کہ جہاں زمانے کو معلوم ہو کہ حسینؑ کے ساتھ کیا ہوا اور میں تاریخ لکھ دوں تو گویا جگہ کا انتخاب حکمِ الٰہی سے ہو رہا ہے۔ اور حسینؑ کا یہ سفر تقریروں کا سفر ہے ایک منزل ایسی آئی کہ جہاں امام نے تمام اپنے ساتھیوں کو حکم دیا سب میرے سامنے بیٹھ جائیں سارے اصحاب و انصار سارے عزیز سارے رشتے دار بیٹھ گئے اور آپ نے خطبہ شروع کیا کہ تم سب میرے ساتھ چل رہے ہو آج میں تمہیں اپنی اس تقریر میں اپنے خطبے میں کچھ راز بتانا چاہتا ہوں، یہ نہ سمجھنا کہ تم ہمارے ساتھ تو جا رہے ہو تو کسی نقصان میں جا رہے ہو یا کسی گھاٹے میں جا رہے ہو سنو! میرے نانا نے مجھے بتایا ہے اور میں تمہیں سُناتا ہوں کہ مہدیؑ آنے والا ہے ایسے میں کسی نے سوال کیا کہ مہدیؑ کیا آپ ہیں؟ کہا مہدیؑ میں نہیں ہوں اس کے بعد ترتیب سے نام سُنائے کہا پہلا امام علیؑ دوسرا امام حسنؑ اور اس کے بعد مَیں ہوں اور اپنے بعد کے تمام اماموں کے نام سنا کر کہا نو امام میرے بعد آئیں گے سب کے نام بتائے اور کہا آخری جو ہوگا اس کا نام مہدیؑ ہوگا اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مہدیؑ آئے گا تو اُس

کے آنے۔ کی ایک پہچان ہوگی کہ فضا میں جبریل کی آواز آئے گی اور کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس آواز کو نہ سنے اور کچھ علامتیں ہیں اس کے آنے کی مشرق اور مغرب میں آگ نظر آئے گی مشرق و مغرب میں ایسی آگ نظر آئے گی کہ مشرق والے مغرب کی آگ کو دیکھیں گے اور مغرب والے مشرق کی آگ کو دیکھیں گے اور حتمی ہے کہ اگر قیامت میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو مہدیؑ کو آنا ہے اللہ اس ایک دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ جب تک مہدیؑ نہ آجائے دنیا فنا نہیں ہوسکتی، قیامت نہیں آسکتی ایک دن کو بڑھا دیا جائے گا اور اُس کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نانا نے کہا ہے اور تم اپنے دلوں کو مضبوط کرلو کہ جب مہدیؑ آئے گا تو اُسی وقت میرے نانا بھی ظہور کریں گے اور میرے نانا کے ساتھ بلا فصل میرے بابا علیؑ بھی ظہور کریں گے، جب یہ تینوں ظہور کریں گے تو میرا ظہور ان سے دور نہیں ہے مَیں مہدیؑ نبیؐ اور علیؑ کے ساتھ ساتھ آؤں گا میری آمد اسی وقت ہوگی۔ اب یہ اصحاب و انصار کو خطبہ دے رہے ہیں، اور یہ پہلا خطبہ ہے کہ بنی ہاشم اور انصار کو بٹھا کر کربلا پہنچنے سے پہلے امام یہ خطبہ دے رہے ہیں، کربلا قریب ہے تو دلوں کو ایک تقویت دے رہے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ مر گئے تو کتنا دلوں کو مضبوط کر کے کہہ رہے ہیں کہ میرے نانا نے مجھے بتایا ہے کہ میں آؤں گا اور میرے آنے کی ایک شان ہوگی اور جس وقت مہدیؑ آئے گا تو ہر ایک انکار کر دے گا کہ یہ مہدیؑ نہیں ہے اس لئے کہ سب کا شک یہ ہوگا کہ مہدیؑ کو بوڑھا ہونا چاہئے لیکن وہ جوان ہوں گے، اُس وقت میں تصدیق کروں گا کہ یہ مہدیؑ ہے اس لئے کہ جب میں آؤں گا تو میرے آنے کی علامت یہ ہوگی کہ اُس دن جس دن میں ظہور کروں گا تو اللہ آسمان سے کئی کروڑ ایسے

فرشتے اُتارے گا جن فرشتوں کو خود فرشتوں نے نہ دیکھا ہوگا، اُس سے پہلے ان فرشتوں کو عرشِ اعظم پر کوئی پہچانتا نہ ہوگا وہ صرف میرے لئے خلق کئے گئے ہیں اور جب وہ فرشتے میری آمد پر آ کر میرے ساتھ جمع ہو جائیں گے تو ایک ایک فرشتہ میرے چاہنے والے ایک ایک شیعہ کی قبر پر جائے گا اور جا کر کہے گا اُٹھو اُٹھو حسینؑ آ گئے۔ حسینؑ سُنا رہے ہیں حسینؑ کا خطبہ ہے راستہ ہے کربلا کا اور حسینؑ خطبہ دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ چونک کر اُٹھے گا، میرا نام سُن کر سونے والا فوراً اُٹھ جائے گا تو وہ فرشتہ آگے بڑھ کر اُس اُٹھنے والے کے سر کی مٹی کو جھاڑتا جائے گا چہرے کی مٹی کو جھاڑتا جائے گا اور کہے گا جلدی نہ کرو بس تم نام لو گے اور حسینؑ کے سامنے ہو گے۔ کہیں مرو کہیں دفن ہو لیکن جب ہم بلائیں گے تم ہمارے پاس ہو گے یہ حسینؑ ہے یہ حسینؑ ہے تم سب ہمارے پاس ہو گے اور کوئی ہمارا چاہنے والا ایسا نہیں ہوگا کہ جو ہم تک نہ پہنچ جائے، ہماری آمد کی خبر پا کر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر رسولؐ خدا حکم دیں گے کہ حسینؑ آج فاتحِ عالم تم ہو حسینؑ فاتحِ عالم تم ہو آج ایک چیز بیچ میں آپ کو بتا دوں تا کہ یہ خطبہ آگے بڑھے اور اس کے جملے میں آپ کو سناؤں لیکن ذرا سی تشریح کر دوں کہ جب حسینؑ کا کوئی چاہنے والا مرتا ہے تو قبر میں امیر المومنینؑ آتے ہیں اور دو فرشتے آگے بڑھتے ہیں اور وہ خدمت میں آ کے کہتے ہیں کہ مولا یہ حسینؑ کا چاہنے والا ہے تو آپ فوراً فرماتے ہیں اس کا پروانۂ جنت اسے پیش کر دیا جائے اور اُس کے ساتھ جو لوگ جائیں گے انہیں بلایا جائے تو اُس وقت پوری قبر نورانی ہو جاتی ہے اور جس وقت آمد ہوتی ہے ان لوگوں کی علیؑ اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو اُس وقت تین ہستیاں آتی ہیں اور وہ تین ہستیاں

اُسے لے کر چلتی ہیں۔ جب پوچھا گیا معصومؑ سے وہ تین کون ہیں جو اُسے لے کر مع جنّت کے پروانہ چلتے ہیں تو کہا ایک عباسؑ ہیں ایک علی اکبرؑ ایک حبیب ابنِ مظاہرؑ اور جب یہ تینوں آتے ہیں تو فوجی لباس میں ہوتے ہیں اور کمر اُن کی کسی ہوتی ہے سر پر خود ہوتا ہے کمر میں تلوار لگی ہوتی ہے۔ تو معصومؑ سے پوچھا گیا کہ یہ اب تک کمر میں تلوار کیوں لگائے ہیں؟ تو معصومؑ نے جواب دیا کہ ان تینوں کے لڑنے کی حسرت پوری نہیں ہوئی دیکھئے آپ نے یہ جملہ سن لیا حدیث کا اب امام کے خطبے کا جملہ سنئے گا، کہ اُس وقت میرے پہلو میں جب میں ظہور کروں گا تو عباسؑ وعلی اکبرؑ اور قاسمؑ کمر میں تلوار لگائے میرے ساتھ ہوں گے اور اُس وقت رسولِ خدا حکم دیں گے، حسینؑ! عاشور کو تم لڑے نہیں آج لڑو، عباسؑ بھی لڑیں علی اکبرؑ بھی لڑیں اور ملکوں کو فتح کرتے ہوئے نکل جاؤ تو حسینؑ فرماتے ہیں کہ پھر میری حکومت ہوگی اور حسینؑ کی حکومت تیرہ ہزار برس تک قائم رہے گی اور ہر دن تیرہ ہزار برس کا، ہر دن، ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا، ابھی کہاں قیامت ہے قیامت سے پہلے تو یہ قیامت ہے کہ ایک ایک یزیدی کو قبر سے نکالا جائے گا اور اُس کو مار مار کر جلایا جائے گا، خطبہ دے رہے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ، لیکن اس خطبے کو سمجھنے کے لئے اس میں امام کی بھی مدح ہے اس میں امام کے چاہنے والوں کی بھی مدح ہے اور امام سمجھا رہے ہیں۔ ایک اور خطبے کا میں حوالہ دیتا ہوں ایک شخص آیا اور اُس نے آ کر کہا مولا میں آپ کا شیعہ ہوں کہا تو میرا شیعہ ہے؟ تجھے شیعہ کے معنی معلوم ہیں اُس نے کہا مولا بتائیے جب تجھے معلوم نہیں تو پھر تو نے دعویٰ کیسے کیا کہ تو شیعہ ہے کہا سُن شیعہ کی تعریف یہ ہے کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تو آگ گلزار بن گئی ابراہیم

"شیعہ تھے، امام حسینؑ فرما رہے ہیں ابراہیمؑ کو اللہ نے اس وقت کہا انا من شیعۃ ابراھیم اللہ کے شیعوں میں ابراہیمؑ ایک شیعہ ہے اور شیعہ کی تعریف یہ ہے کہ آگ کو گلزار بنادے اگر تو میرا شیعہ ہے تو آگ کو گلزار بنا کے دکھا اس لئے کہ شیعہ ہم پلّہ ابراہیمؑ ہوتا ہے۔ یہ امام حسینؑ فرما رہے ہیں اُس نے سر جھکا لیا، کہا ایسا دعویٰ مت کیا کر یہ کہہ کہ تو میرا دوست دار ہے ہم تب بھی تیری بخشش کے ضامن ہیں۔ چہرے اُتر گئے نا آپ سب کے، اس لئے کہ آپ چپ ہوگئے اس لئے کہ آپ سب اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں لیکن حسینؑ نے وضاحت کی دوست دار کہنا بھی بڑی بات ہے اب چونکہ ہمارا نام شیعہ پڑ گیا، اس لئے ہم سب اپنے آپ کو شیعہ کہنے لگے، شیعہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہم پلّہ ابراہیمؑ ہو اس لئے کہ شیعہ کے سپرد جو کام ہے وہ نبوت کا کام ہے اب نبی نہیں آئے گا اب اُمت کو وہ کام کرنا ہے جو سارے انبیاء کر گئے اور اس پر میں پوری تقریر ملیر میں پہلی تقریر کر چکا کہ ہم کس کس نبی کا کیا کام کر رہے ہیں اور حسینؑ سمجھا رہے ہیں کمتر نہ سمجھنا، تم کافر کہو ہر نبی کو کافر کہا گیا تو ہم پلّہ نبوت جو کام ہو اُسے بھی کافر کہا جائے گا، حسینؑ سمجھا رہے ہیں دوست دار ہیں ہمارے، اب جو چاہے کہو اس لئے کہ گھبرانے کی بات نہیں، اگر حسینؑ یہ کہیں میرا شیعہ تو ذرا اپنا جائزہ لیجئے حسینؑ کا شیعہ کون؟ حبیب ابن مظاہرؓ حسینؑ کا شیعہ کون مسلم ابن عوسجہؓ حسینؑ کا شیعہ کون زہیر قینؓ حسینؑ کا شیعہ کون عباسؑ حسینؑ کا شیعہ کون علی اکبرؑ حسینؑ کا شیعہ کون عونؑ و محمدؑ۔ جائزہ لیجئے! ہم ایسے ہیں ارے غنیمت ہے کہ نام پڑ گیا ہے بس یہ ہی تبرک ہے تمہارے لئے کہ نام پڑا ہوا ہے کام کہاں ہے دس دن سے کہہ رہا ہوں کہ کام تمہارا رونا ہے ہر نبی کا کام رونا تھا آدمؑ روئے نوحؑ

روئے یعقوبؑ روئے یوسفؑ روئے عیسیٰؑ روئے زکریاؑ روئے یحییٰؑ روئے اگر یہی چھوٹا تو کہاں کے شیعہ کہاں کے دوست دار، روئیں گے بھی نہیں ماتم بھی نہیں کریں گے سینہ بھی نہیں پیٹیں گے سر بھی نہیں پیٹیں گے دھاڑیں مار کے بھی نہیں روئیں گے، ہم شیعہ ہیں، کاہے کے شیعہ ہو ارے کیوں شیعہ ہو کس لئے حسینؑ کے شیعہ ہو منہ دیکھنے کے لئے، تفریح بازی کی تقریریں سننے کے لئے، نہیں نہیں اپنے کو شیعہ بناؤ، حسینؑ نے خطبہ دیتے دیتے کہا کہ ہم وہ مظلوم ہیں کہ جو ہمیں روئے گا ہم اُس کے آنسوؤں کی ضمانت دیتے ہیں حسینؑ نے کچھ نہیں مانگا خطبوں میں پانچ خطبے ایسے ہیں کربلا میں جس میں صرف یہ کہا ہمیں رونا، حکم دیں حسینؑ ہمیں رونا تو اب رونا آسان نہیں ہے اگر خطبے میں کہہ دیں کہ ہمیں رونا، اقوال میں کہا ہے رونا ہمارے لئے رونا گریہ کرنا تو اس کے معنی آسان نہیں ہیں گریہ کرنا، اگر مولا کہہ رہے ہیں آسان نہیں ہے گریہ کرنا کیوں؟ اس لئے کہ سیکھنا پڑتا ہے بغیر سیکھے بڑے کام نہیں آتے، کسی سے سیکھا جاتا ہے؟ بزرگوں سے، بزرگوں نے کس سے سیکھا اپنے بزرگوں سے اُن بزرگوں نے کس سے سیکھا؟ امام صادقؑ کی حدیث ہے ابو بصیر روئے نہیں؟ کہا رویا تو رومال بھیگ گیا یہ دیکھئے کہا یہ کوئی رونا نہیں ہے چیخیں کہاں ماریں، دھاڑیں کہاں ماریں، ویسے روؤ جیسے ہماری دادی فاطمہ زہراؑ اب تک حسینؑ کو رو رہی ہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں اور بھی کام ہیں ہمارے، کرتے رہیے سارے کام کرتے رہیے لیکن ایک فریضہ ہے آپ کا صرف رونا اور بہت سے شعراء اُٹھے ادیب اُٹھے کہ رونے سے قوم کے دن نہیں پھرتے اور صرف رونا نہیں چاہیے اور فلاں کام بھی کرو یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو ارے سب کچھ کرو لیکن قوم کے دن

پھرتے ہی رونے سے ہیں قوم زندہ ہی رہتی ہے رونے سے اگر رونا چھوڑ دیا تو مرگئی قوم۔ تو مولا نے بار بار اپنے خطبوں میں اس پر زور دیا اور جب وہ منزل آئی کہ جہاں حُرؑ نے راہ رُوکی تو پھر خطبہ دیا اور خطبہ دیتے ہی فرمایا کہ دیکھو ہم سے خط لکھ کر بار بار یہ کہا گیا کہ ہم بے امام کے ہیں ہمارے پاس امام نہیں ہے آپ آیئے ہماری ہدایت کیجئے کھیتیاں لہلہا رہی ہیں، باغات سرسبز و شاداب ہیں، پھل آئے ہوئے ہیں پورا کوفہ شاداب ہو رہا ہے ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں اب تم کیا چاہتے ہو اور تم کیوں آئے ہو اور اس کے بعد آپ نے سمجھایا توحید کیا ہے نبوت کیا ہے امامت کیا ہے اگر تم نہیں چاہتے تو ہم واپس چلے جائیں جہاں سے ہم آئے ہیں ہم اس طرف کو واپس چلے جائیں دو مقامات آئے نماز سے پہلے جب حُرؑ نے امام حسینؑ کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز ختم ہوئی پھر دوسرا خطبہ دیا اس میں امام کا اپنا لشکر بھی شامل ہے رسالہ حُرؑ بھی شامل ہے اس کے بعد جب کربلا میں قدم رکھا تو پہلا خطبہ پھر داخلہ کربلا کے بعد دیا اور اس کے بعد جو خطبہ شبِ عاشور دیا ہے وہ عجیب وغریب خطبہ ہے اور اس خطبے میں آپ نے پورے دین کو سمجھایا اور سمجھانے کے بعد آخری ٹکڑے میں یہ کہا، کہ یہ سب جتنے جمع ہوئے ہیں میرے دشمن ہیں اور میرے سر کے دشمن ہیں چونکہ تم میرے ساتھ ہو اس لئے تمہارے دشمن ہیں اگر تم ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ تو یہ تمہارے دشمن نہیں ہیں تو میں نے چراغ بجھا دیا جدھر تمہیں سمجھ میں آئے چپ چاپ خیمے سے نکل کے چلے جاؤ اور اپنی اپنی منزل اور اپنی اپنی راہ لے لو چراغ جلا اب پھر خطبہ شروع ہوا یہ خطبہ بہت طویل ہے اس کا جو دوسرا حصہ شروع ہوا تو اس کے بعد کہا، خدا کی قسم ایسے اصحاب نہ میرے نانا کو ملے ایسے

صحاب نہ میرے بابا کو ملے، ایسے اصحاب نہ میرے بھائی حسنؑ کو ملے روئے زمین پر ایسے اصحاب کسی کو نہیں ملے۔ یہ حصہ خطبے کا اصحاب کی تعریف میں ہے یہ خطبہ بڑھتا جاتا ہے بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ صبح عاشور نمودار ہوتی ہے اب خطبے کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے اور ایک بار امام نے حکم دیا کہ علی اکبرؑ اذان دو علی اکبرؑ نے اذان دی نماز ہوئی جب نماز ختم ہوئی تو وہیں سے جہاں سے خطبہ رُکا تھا پھر خطبہ شروع ہوا اور سب مخاطب اصحابِ حسینی انصارِ حسینی اور بنی ہاشم ہیں، اور اس کے بعد اب جو خطبہ شروع ہوا اب صرف خطبہ نہ تھا بلکہ سب سے یہ کہا، اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور اس کے بعد خطبہ دیتے دیتے کہا ابھی تک جو کچھ ہم نے تمہیں بتایا اور سنایا وہ تم نے سنا اب دیکھو! یہ کہہ کر انگلی سے اشارہ کیا، کہا حبیبؑ، زہیرؑ، مسلم ابن عوسجہؑ ذرا سامنے دیکھو سارے لشکر نے نظر اُٹھائی تو جنّت کا سماں سامنے تھا حوریں سامنے تھیں درختِ طوبیٰ کے پتے سامنے جھوم رہے تھے اور حسینؑ بتاتے چلے وہ تیرا مکان ہے حبیبؑ، زہیرؑ وہ تیرا مکان ہے مسلمؑ وہ تیرا مکان ہے عباسؑ وہ تمہارا قصر علی اکبرؑ وہ تمہارا قصر، عجیب خطبہ ہے اور جو مناظر بتائے ہیں حسینؑ نے کہا تم نے دیکھ لیا صرف زمین پر قبریں نہیں بتائیں بتایا کہ کہاں تک جانا ہے تمہیں اور اس کے بعد اب جب خیمے سے برآمد ہوئے ہیں نانا کا لباس پہن کر، علَم داری کا جب منصب عباسؑ کو مل چکا اور جب پرچم بلند ہوا ہے تو حسینؑ نے اب گھوڑا نہیں منگایا ناقہ منگایا اور ناقے پر بیٹھے اور بیٹھنے کے بعد سامنے رحل پر قرآن رکھا اور اب لشکر کی جانب گئے، یہ ہے لشکرِ یزید کو مخاطب کر کے عاشور کے دن کا پہلا خطبہ اور اس پر علماء نے بحث کی ہے کہ حسینؑ گھوڑے پر کیوں

نہیں گئے۔ پہلا خطبہ لشکرِ یزید کو جو دیا تھا ناقے پر کیوں دیا؟ دیکھئے میں نے شروع میں کہا تھا کہ صرف خطبے سنا دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک کہ پس منظر نہ بتایا جائے تو گفتگو یہ ہے کہ عرب میں اگر گھوڑے پر بیٹھ کر پہلے آمد ہو جاتی ہے تو لشکرِ مخالف سمجھتا تھا کہ یہ لڑیں گے لیکن، اگر سامنے والا سردار ناقے پر بیٹھ کر آ جائے تو میدانِ جنگ میں گھوڑا لڑائی کا سمبل (symbol) تھا اور ناقہ صلح کا سمبل تھا، ناقے پر آنے کا مطلب یہ ہے کہ صلح چاہتے ہیں حملہ نہیں کرنا چاہتے تو پہلا خطبہ جو دیا اُس میں آ کر یہ کہا، یہ عمامہ کس کا ہے یہ قبا کس کی ہے یہ عبا کس کی ہے یہ کمر میں پٹکا کس کا ہے میں کون ہوں یہ قرآن کیا ہے ایک ایک چیز سمجھائی اور خطبہ دیا پورا خطبہ دیا لیکن خطبے کے جواب میں تیر آئے۔ امامِ حسینؑ پھر واپس آئے جب دوسرا خطبہ دیا تو جا کر گھوڑے پر بیٹھ کر، کہ اگر تم لڑنا ہی چاہتے ہو لو اگر تم نے تیر پھینک دیئے ہیں پہلا حملہ تم نے کر دیا ہے ابنِ سعد نے پکار کر کہہ دیا اے لشکر والو! گواہ رہنا پہلا تیر حسینؑ کی طرف عمرِ سعد کا ہے تو کہتے یہ ہیں اس کے ایک تیر کے ساتھ میں کئی ہزار تیر پیشوائی میں چلے اور اُس وقت واپس آ کر کہا ہے حسینؑ نے کہ جب فضہ نے دَر پر یہ کہا ہے کچھ تیر صحنِ خیمہ میں گرے ہیں اور بی بی نے کہا ہے بچے بھی ہیں خیمے میں، تو اُس وقت امام حسینؑ نے یہ کہا ہے، بچوں کو صحن سے ہٹا کر خیمے میں لے جاؤ تو بی بی نے کہا ہے کہ رات بھر کے جاگے بچے جھولے میں علی اصغرؑ سو گئے ہیں اگر جھولا وہاں سے ہٹا لیا گیا اور بچے جاگ گئے تو نیندیں خراب ہو جائیں گی امام حسینؑ نے کہا نہیں سب بچوں کو ایسا نہ ہو کہ کسی تیر سے کسی بچے کی جان چلی جائے، اور اس کے بعد پھر واپس گئے ہیں پھر دوسرا خطبہ دیا اب جو دوسرا خطبہ دیا اس میں

مخاطب کیا، کہا ابنِ سعد یہ بتا کہ کس وعدے پر تجھے بھیجا گیا ہے اس نے کہا کہ مجھے پروانہ ملا ہے، رے کی حکومت ملی ہے تو میں آیا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس مدینے میں جو کنویں ہیں یہ خطبہ میں فرما رہے ہیں، جو چشمے ہیں میرے پاس جو چشمے علیؑ نے نکالے تھے ان کی قیمتیں اتنی اتنی ہیں کہ اگر اس میں کے صرف پانچ سات کنویں بیچ دوں تو رے کی حکومت سے زیادہ اس کی قیمت ہے، میں اپنے کنویں بیچ کر تجھے رقم دیتا ہوں تُو میرا سر نہ کاٹ تُو مجھ سے مت لڑ تُو جہنم نہ مول لے اور رے کا پروانہ واپس کردے، اس نے کہا کہ میری تو حسرتیں تھیں کہ رے کی حکومت ملے تو امام نے فرمایا تو پھر سُن لے عمرِ سعد! مجھے قتل کرنے کے بعد تجھے یہ پروانہ نہیں ملے گا اس پر دستخط نہیں ہوں گے یزید اور ابنِ زیاد یہ ملک تجھے نہیں دیں گے اور سُن تو مارا جائے گا یہاں تک کہ رے کے گندم کا ایک دانہ تجھے نصیب نہ ہوگا، یہ ہے مولا کا وہ خطبہ کہ جس کی پیشین گوئی ساڑھے تین برس کے بعد پوری ہوگئی یعنی حسینؑ کے خطبے اتنے سچے تھے کہ دیر نہیں لگی، ان باتوں میں کہ جو حسینؑ نے بتا دیا وہ ہو کے رہا اور مختار نے یہی کہا تھا کہ ابنِ سعد اب وہ خطبہ حسینؑ کا سنادے جو تجھے مخاطب ہو کر کہا تھا تو ابنِ سعد نے کہا، آخری جملہ یہ کہا تھا کہ رے کا گندم کا ایک دانہ نصیب نہیں ہوگا۔ اس کے بعد جب حبیبؑ نے نماز کے لئے کہا ہے تو اس وقت امام نے خطبہ دیا اور اس کے بعد آخری خطبہ امام کا وہ ہے کہ جب امام رخصتِ آخر کے لئے آئے اور بیبیوں کو جمع کر کے سیّدِ سجادؑ کو مخاطب کر کے خطبہ دیا ایک اور، اس میں وصیتیں ہیں اس میں امامت کے راز ہیں اور اس میں توحید امامت، نبوت سب کچھ سنانے کے بعد امام نے یہ بتایا ہے کہ تمہیں کیا کیا کرنا ہے اور کس طرح

اس سفر کو طے کرنا ہے یہ خطبہ ہے اور اس کے بعد باہر آ کر میدانِ جنگ میں پھر ایک اور خطبہ دیا اور خطبہ کیا ہے رجز بھی ہے خطبہ بھی ہے جس کو آپ نے یہاں سے شروع کیا، کہ اس روئے زمین کا آفتاب علیؑ ہے اور مہتاب فاطمہؑ ہیں اور میں ایک آفتاب اور مہتاب کا بیٹا ہوں میں حسینؑ ہوں، ایک سونا ہے ایک چاندی ہے میں سونے اور چاندی کا بیٹا ہوں عجیب خطبہ ہے فصیح اور بلیغ اس میں صنعتیں بھی ہیں امام نے حملہ کرنے سے پہلے خطبہ دیا ہے یہ خطبے ہیں اور یہ اقوال ہیں چھوٹے چھوٹے اقوال ہیں لیکن ایسے کہ موتیوں میں تولے جائیں اور میں نے کسی تقریر میں ابھی حال میں ہی یہ بات کہی تھی کہ دیکھئے کتنا مشہور ہے یہ قول "ماں کے پیروں کے نیچے جنّت ہے" لیکن رسولؐ نے نہیں کہا یہ قول علیؑ نے نہیں کہا کسی اور امام نے نہیں کہا، کسی اور نبی نے نہیں کہا قدرت چاہتی تھی کہ یہ قول حسینؑ کی زبان سے آئے، کیوں آئے؟ دیکھئے معجزہ ہے یہ قول، حسینؑ کا یہ قول معجزہ ہے اس لئے کہ اگر کوئی اور کہہ دیتا کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے تو پوری دنیا اتراتی پھرتی اور کہتی ہمیں تو جنّت مل گئی ہم نے تو ماں کی خدمت کر لی جنّت مل گئی تو اس طرح ہٹلر بھی جنّت میں چلا جاتا کہ میری جنّت میری ماں کے پاؤں کے نیچے ہے تو اس طرح یزید بھی معاف کر دیا جاتا ماں کی خدمت کر لیتا اور کہتا میری جنت میری ماں کے پاؤں کے نیچے ہے لیکن قدرت نے حسینؑ سے کہلوایا کہ حسینؑ تم کہو کہ "جنّت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے" تاکہ جب حسینؑ کا قول مشہور ہو تو دنیا سمجھ جائے کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت نہیں ہے جو ماں حسینؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ کی کنیزی کر رہی ہو اس ماں کے پاؤں کے نیچے جنت۔ ہے ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت نہیں ہے اور جو ماں

سیرتِ زہراؑ پر چلتی ہوگی اس ماں کا بیٹا دہشت گرد نہیں ہوسکتا اور سادات کو قتل نہیں کرسکتا ایسے لوگ اگر یہ چاہیں کہ ماں کی خدمت کر کے قتل معاف ہوجائیں گے تو نہیں ہوسکتے، جہنم میں جانا ہے۔ اور جو ماں حسینؑ کی طرح اپنے بچے کو پالے، پھر وہ عزادار ہوتا ہے وہ حسینی ہوتا ہے وہ امن پسند ہوتا ہے وہ ماتم دار ہوتا ہے وہ عالِم ہوتا ہے وہ با اخلاق ہوتا ہے وہ بزرگوں کو پہچانتا ہے وہ نبیؐ کا ادب کرتا ہے، وہ اللہ کو جانتا ہے وہ اماموں کو پہچانتا ہے، اس لئے کہ اس کی ماں نے سیرت زہراؑ گھٹی میں پلائی ہے اُسے۔ تب ہے ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت۔ تو ہر ایک اترائے نہ کہ اس کی جنّت اس کی ماں کے پاؤں کے نیچے ہے یہ جنت بھی کہیں اور چلی گئی ہے اور ایک قول ہے صرف اگر میں اس پر بولنے لگوں تو پوری تقریر ہوجائے ''ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے'' کیا مطلب ہے؟ تم یہ چاہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت کریں جس وقت یزید کی بیعت کا اعلان کیا ہے اس کے باپ نے مسجد نبویؐ میں تو خطبہ دیا مسجد نبویؐ میں کھڑے ہوکر جبکہ کانپ رہا تھا پورا عرب اور شام اس کے نام سے، بھرے ہوئے مجمع میں مسجدِ نبویؐ میں مخاطب کیا کہا تو نے قرآن کی رُو سے حدیث کی رُو سے کیسے تو نے اعلان کیا اور تُو اس جگہ کو جو خدائی منصب ہے اسے استعمال کرنا چاہتا ہے جب کہ دنیا کو معلوم ہے مخاطب کیا مجھے کو، کہ تیرا بیٹا شراب خوار ہے تیرا بیٹا ناچنے والیاں رکھتا ہے یہی جملے ہیں خطبے میں حسینؑ کے، تیرا بیٹا ناچنے والیاں رکھتا ہے اور بندر پالتا ہے، جانوروں سے کھیلتا ہے اور حلال اور حرام نہیں جانتا اور تو مسلّط کرنا چاہتا ہے مسلمانوں کے سر پر، اگر حسینؑ یہ خطبہ نہ دیتے تو آج پورا عالمِ اسلام چھٹا خلیفہ یزید کو مان رہا ہوتا۔ یہ تھا جلال حسینؑ کا اور یہ تھا حسینؑ کا خطبہ

کیا کروں مَیں، وقت کامل ہو گیا تقریر پوری ہو گئی یہ بھی فرمائش تھی کہ یہ بتایئے حسینؑ نے اپنے گھر کے بچوں کو پالا کس طرح تربیت کس طرح دی، ٹھیک ہے یہ جذبات تھے اُن کے لیکن اس گھرانے میں ہمارے گھر کی طرح ٹریننگ اور تربیت نہیں دی جاتی، اس طرح تربیت نہیں کی جاتی یہاں جو پیدا ہوتا ہے وہ تربیت لے کر آتا ہے یہاں تربیت والے کو پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ نہیں ہوتا کہ علی اکبرؑ یہ کام کرلو عباسؑ یہ کام کرلو نہیں جس کا جو منصب ہے وہ پیدا ہوتے ہی بس اس طرح مثال دے سکتا ہوں کہ مچھلی کا بچہ پیدا ہوا تو اسے کوئی تیرنا نہیں سکھاتا پیدا ہوتے ہی وہ سمندر کی لہروں میں تیرنے لگتا ہے، اس گھرانے میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ عصمت کا مفہوم جانتا ہے اور عصمت کے سمندر میں تیرنے لگتا ہے اُسے کوئی سکھاتا نہیں لیکن ہاں میں یہ بتا سکتا ہوں کہ چونکہ آپ کی تقریروں میں یہ تشنگی ہے کہ کسی نے اب تک آپ کو یہ نہیں بتایا کہ علی اکبرؑ کربلا تک اٹھارہ برس کے ہو گئے تھے تو اٹھارہ برس انہوں نے کیا کیا؟ یہ خامی آپ کے ذہن کی نہیں ہے نہ کسی کے ذہن کی ہے آپ جتنا چاہیں گے آپ کو اتنا عِلم ملے گا، آپ نیت کریں آپ کو ملتا جائے گا تشنگی نہیں رہے گی اور جب آپ نیت کریں گے تو پھر آپ کے بچوں کو مالا مال کیا جا سکتا ہے لیکن راہیں تو تلاش کریں، کتابیں بھی ہیں بتانے والے بھی ہیں میں نے ذکر کیا تھا کہ عراق کے بڑے عالم مہدیؒ صاحب آج تشریف فرما ہیں میری تقریر سننے آئے ہیں اور امام حسینؑ کی سوانح حیات عربی میں لکھ رہے ہیں، تحقیق کے ساتھ، کئی برس سے یہاں آ گئے ہیں اور اتنی محنت کر رہے ہیں کہ مکمل حسینؑ کی سوانح حیات لکھیں اور آج پھر محبت سے انہوں نے مجھ سے یہ کہا عاشور کے بعد آپ سے کچھ

باتیں کرنی ہیں آپ سمجھ رہے ہیں؟ علمی کام ایسے نہیں ہو جاتے کہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ بس شہرت سے علمی کام ہو گئے، نہیں، کچھ آپ کو بھی کوششیں کرنی ہیں کچھ ہمیں بھی کوششیں کرنی ہیں اور ہم برابر یہ کہتے رہتے ہیں کہ ان عزا خانوں کو آباد رکھئے ریسرچ سینٹر کھل گیا ہے کچھ کام کیجئے ساتھ میں، آیئے ہاتھ مضبوط کیجئے ٹرسٹیز (trustees) کے تا کہ یہاں بچے آئیں ریسرچ کے معنی جانیں، خود کتابیں لکھنا جانیں، مقالے لکھنا جانیں ایسی کتابیں پڑھیں مقرر بن کے نکلیں آپ کے بچے آپ کے گھر سے نکلیں تو علم کا ساتھ دیں تو علم آپ کا ساتھ دے گا آپ علم سے وفادار ہو جائیں گے تو علم آپ سے وفادار ہو جائے گا تو جملہ میں نے یہ کہا کہ انہیں سکھایا نہیں گیا تو آپ شاید حیران ہوں گے علی اکبرؑ کو آپ نے کربلا میں دیکھا نوحوں میں سنا مرثیوں میں سنا ایک ماں ہے اور ایک جوان بیٹا، بین ہیں اور نوحہ سب اپنے مقام پر حق صحیح لیکن علی اکبرؑ اگر شبیہ رسولؐ تھے رفتار و گفتار میں نبیؐ تھے خُلق مشہور تھا تو علی اکبرؑ کے پورے سراپے کو سمجھانے کے لئے ایک عجیب خا کہ خطیبِ اکبر سبطِ حسن صاحب نے دیا تھا اور اگر آپ علی اکبرؑ کو سمجھنا چاہیں تو انہوں نے پوری سیرت سمجھا دی تھی کہ علی اکبرؑ جو تھے وہ پنجتن کے نمائندے تھے اور نمائندگی اُنہوں نے اس طرح سمجھائی کہ پانچوں نے علی اکبرؑ کو تحفے دیئے تھے۔ نبیؐ نے کہا کہ اے علی اکبرؑ ہم نے تمہیں صورت دی تو علیؑ نے کہا میں نے تمہیں اپنا نام دیا تو حسنؑ نے کہا میں نے تمہیں اپنا خُلق دیا تو حسینؑ نے کہا میں نے تمہیں اپنا صبر دیا، اب فاطمہؑ نے پکار کر کہا میں نے تمہیں اپنی عمر دی۔ میں جب دنیا سے گئی تو اٹھارہ برس کی تھی بس تمہاری اور میری عمر برابر ہے یہ خا کہ کبھی خطابت میں اردو میں اسی طرح پیش کیا گیا تھا

لیکن میری ریسرچ کے مطابق جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اٹھارہ برس علی اکبرؑ نے کیا کیا مدینے میں آپ کو معلوم ہے ابھی ابھی آپ نے خطبوں میں سنا حسینؑ سے بڑا سخی کوئی نہیں تھا، تو سخاوت کی مثال صرف یہ نہیں کہ دولت دے دی بلکہ حسینؑ کے گھر کے باہر تنور جلتے رہتے تھے ملازم روٹی پکانے والے رات اور دن موجود رہتے تھے آگ جلتی رہتی روٹیاں پکتی رہتی، گرم روٹیاں نکلتی رہتی تھیں دستر خوان بچھتے رہتے، فقیر سائل یتیم مسافر جو مدینے سے گزر جائے بھوکا نہیں جا سکتا تھا ہر وقت دستر خوان دن بھر دستر خوان رات بھر دستر خوان اور اس پورے سخاوت خانے کے منتظم علی اکبرؑ تھے۔ اٹھارہ برس رات اور دن علی اکبرؑ نے اس فریضے کو ادا کیا ہے کہ اپنی نگرانی میں دستر خوان لگواتے ایک ایک سے پوچھتے بھوکے تو نہیں ہو، پیٹ بھر گیا اور علی اکبرؑ کے ساتھ ہر وقت عباسؑ رہتے اور عباسؑ کا کام صرف یہ تھا کہ مشکیں بھر بھر کے پانی لانا اور ایک ایک سے پوچھنا پیاسے تو نہیں ہو نو برس کی عمر سے عباسؑ نے یہ کام شروع کیا تھا کہ مدینے کے ایک ایک گھر میں جا کے پوچھتے پانی تو نہیں ختم ہو گیا اگر کسی گھر سے آواز آ جاتی، شہزادے پانی ختم ہو گیا، جو ملازمین ساتھ چلتے کہتے مشکیں لے کر آؤ اور اس گھر میں پانی پہنچا دو اور اگر کبھی ملازم دوپہر کو اِدھر اُدھر چلے جاتے تو خود پکار کر کہتے پانی ہے؟ اگر کہتا کوئی نہیں تو خود مشک لاد کے لاتے کہتے عباسؑ پانی لے آیا، کتنے خوش قسمت تھے مدینے کے وہ گھر جو علیؑ کے بیٹے کے ہاتھ کا پانی پیتے تھے، چشموں سے پانی بھر بھر کے عباسؑ لاتے اور دوسرا کام علی اکبرؑ کا حیرت انگیز ہے اس لئے کہ ابھی آپ نے خطبے سنے دنیا کے لوگ حسینؑ سے پوچھنے آتے میں نے کہا تھا مسائل پوچھنے آتے تو اس میں وفود آتے تھے

یہودیوں کے عیسائیوں کے یمن سے روم سے بصرے سے یہاں سے وہاں سے اور وہ دینی مسائل پر مناظرہ کرتے تھے اور آ کر جب وہ بیٹھ گئے وفود کئی سو آدمی امام حسینؑ سے بحث کرنے کے لیے تو اُس وقت امام حسینؑ باہر آتے اور کہتے علی اکبرؑ تم جاؤ تو سارا علمی مناظرہ علی اکبرؑ جیت کر آ جاتے، اگر قرآن پر گفتگو ہوتی تو علی اکبرؑ آیتیں سناتے جاتے، اگر حدیث پر گفتگو ہوتی تو حدیثیں سناتے جاتے قرآنی آیات ازبر تھیں علی اکبرؑ کو پورا قرآن یاد تھا، نبیؐ کی تمام حدیثیں علی اکبرؑ کو یاد تھیں اٹھارہ برس کی عمر میں، اس سے پہلے یہ سب باتیں کسی سے سنی ہیں؟ اقرار کر کے تو اُٹھو یہاں سے، تو یہ عشرہ تمہارے بچوں کے لئے کتنا فائدہ مند ہے میرا وقت ختم ہو گیا اور میں اپنے مقررہ وقت سے دس منٹ اوپر ہو گیا صرف تمہاری محبت میں کہ پیغام پہنچ جائے اور آج آٹھویں تقریر ہے اور کل ظاہر ہے کہ مصائب ہی کی تقریر ہو گی نو محرم کو موقعہ نہیں ملے گا اور جبکہ ابھی مجھے دو تقریریں کرنی ہیں آخر میں وزیر صاحب ہمارے جو کہ ٹرسٹی ہیں یہاں کے مسلسل کئی دن سے فرمائش کر رہے تھے اُم البنینؑ کا ذکر ضرور کیجئے گا اور اب میں تقریر ختم کر رہا ہوں، ذکر میں نے ایک دن کیا تھا کہ علیؑ نے یہ اعلان کیا تھا کہ عقیلؑ کسی بہادر قبیلے کی ایسی خاتون تلاش کرو جس سے میں عقد کروں تو اس سے بہادر بیٹا پیدا ہو یہ میں سب پڑھ چکا ہوں تو عقیلؑ اُٹھے اور قبیلہ بنی کلاب میں گئے کہتے یہ ہیں کہ اس کا سردار حزام تھا حزام کو جب پتہ چلا کہ ابوطالبؑ کا بیٹا ہمارے خیام میں آیا ہے ہمارے ڈیرے پر آیا ہے تو آ کر قدموں پر گر پڑا کہا سلطانِ عرب کا بیٹا شاہ عرب کا بیٹا، ابو طالبؑ کا بیٹا ہمارے پاس تشریف رکھئے دستر خوان لگا دیا دعوت کا انتظام کیا اصحاب کو بلا لیا تین دن مہمان کیا آخر

میں پھر قدموں پر گر پڑا کہا کس طرح آپ نے زحمت کی کہا ہم اپنے امام علیؑ کے حکم پر آئے ہیں ہم نے سنا ہے صرف تیری ایک بیٹی ہے اور وہ صورت و سیرت میں لاجواب ہے ہم علیؑ کے لئے تیری بیٹی کا پیغام لائے ہیں یہ سننا تھا کہ وہ اپنے آپ میں پھولا نہ سمایا اور اُٹھ کر فوراً پردہ اُلٹ کر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور آواز دی کہا کچھ تم نے سنا تم نے نبیؐ کے داماد کا نام سنا ہے؟ کہا علیؑ، زوجہ نے کہا علیؑ، کہا نبیؐ کا جو داماد ہے وہ اب ہمارا داماد بنے گا۔ خوش ہو جا تیری بیٹی کا پیغام آیا ہے علیؑ نے پیغام بھجوایا ہے واپس آیا کہا ہمیں یہ رشتہ منظور ہے عقیلؑ نے کہا، نہیں، ہمارے ہاں دستور ہے بیٹی سے بھی پوچھتے ہیں پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بیٹی سے پوچھا تھا اس لئے اسلام کا یہ دستور ہے کہ پہلے بیٹی سے پوچھا جائے وہ گیا اور اس نے تمام قبیلے کی لڑکیوں کو بلایا اور کہا تم سب میری بیٹی کے پاس جا کر کھڑی ہو جاؤ اور اس سے ہم ایک سوال کریں گے جواب وہ تمہیں دے گی آداب دیکھئے کتنا آداب اور تہذیب والا قبیلہ۔ ساری لڑکیوں نے اس کی بیٹی کو گھیر لیا اور اس کے بعد اس نے جا کے کہا بیٹی تیرا رشتہ آیا ہے علیؑ کا رشتہ جو ابوطالبؑ کا بیٹا ہے جو محمدؐ کا داماد ہے جو حسنؑ اور حسینؑ کا باپ ہے اس نے سر جھکا دیا باپ کو کوئی جواب نہیں دیا، قریب کھڑی ہوئی لڑکیوں سے کہا میرے بابا سے یہ کہہ دو کہ کل رات میں نے ایک خواب دیکھا میں اس خواب پر حیران تھی بس یہ بتا دو رات ہی میں نے یہ خواب دیکھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ میرے خواب میں آئی ہیں اور انہوں نے مجھے دلہن بنایا اور دُلہن بنا کر یہ کہا مبارک ہو تو میرے عباسؑ کی ماں بننے والی ہے، تو میرے بیٹے عباسؑ کی ماں بننے والی ہے اس نے آ کے خواب سنا دیا بنی ہاشم بیاہ کر لے گئے اتفاق سے حزام کی اس بیٹی

کا نام بھی فاطمہؑ ہے اور یہ مشہور ہیں تاریخ میں فاطمہ کلابیہ، فاطمہ بنتِ حزام کلابیہ قبیلۂ بنی کلاب کی ہیں جب بیاہ کر آئی ہیں محمل سے اُتریں جیسے ہی چوکھٹ پر قدم رکھا پہلے جھک کر سجدہ کیا کہا یہ زہراؑ کی چوکھٹ ہے یہاں ملائکہ آئے ہیں یہاں نبیؐ آ کر سلام کرتے تھے جب گھر میں آئیں تو اُس حجرے کی طرف اشارہ کیا جہاں حسنؑ اور حسینؑ ہیں، جہاں زینبؑ اور اُمِ کلثومؑ ہیں وہاں لے چلو جب وہاں لے جایا گیا تو وہاں شہزادیوں اور شہزادوں کے سامنے ہاتھوں کو باندھ لیا اور کہا ماں بن کر نہیں آئی ہوں۔ شہزادیو! شہزادو! ماں بن کر نہیں آئی ہوں میں اس گھر میں کنیز بن کر آئی ہوں ایک سال کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا علیؑ مسجد میں تھے کنیز نے آ کر کہا مبارک ہو، اللہ نے اُمِ البنینؑ کو ایک چاند سا بیٹا دیا ہے اللہ نے یہ آپ کو پتہ ہے اُم البنینؑ کا نام کیوں پڑا؟ چار بیٹے عرب میں جس بی بی کے پیدا ہو جاتے پھر عرب والے اُس کا نام نہیں لیتے تھے اس کو کہتے تھے اُم البنینؑ سمجھے آپ بنین کے معنی ہیں بیٹوں کی ماں، پھر یہ پکاری نہیں جاتی تھیں فاطمہ کلابیہ یعنی پورے مدینے میں کوئی بی بی ایسی نہیں تھی جس کے چار بیٹے ہوں تو پھر تمام بی بیاں پکارتی تھیں ارے وہ جو بیٹوں کی ماں ہے یعنی زمانہ بیٹوں کو بھی پہچانتا تھا اور ماں کو بھی پہچانتا تھا چار جوان بیٹے تھے اٹھائیس رجب کو مدینے سے جب حسینؑ چلے ہیں برابر کے ایک بتیس برس کا دو دو برس کی چھوٹائی بڑائی چاروں برابر کے جوان تھے اُم البنینؑ نے جب چاروں کو رخصت کیا تھا تو چاروں کو بلا کر کہا تھا دودھ نہیں بخشوں گی اگر حسینؑ کے ایک تیر بھی لگ گیا ابھی علم آئے گا غازی کا علم آئے گا آج آٹھ محرم ہے آپ نے اپنے اپنے گھروں میں حاضریاں کی ہیں کچھ معلوم ہے یہ حاضری کیوں ہوتی

ہے؟ اس لئے کہ میں نے ابھی بتایا کہ کھانے پینے کا انتظام کس کے سپرد تھا، چھ مہینے کا راستہ تھا اور جب کوئی بچہ بھوکا ہوتا اور ناقے سے آواز آتی چچا عبّاسؑ ہم بھوکے ہیں تو عباس روٹیاں لے کر پانی لے کر بچوں کو راستے میں کھلاتے جاتے مطلب یہ کہ شہزادو! کھانا حاضر ہے اس لئے آٹھ محرم کے کھانے کو کہتے ہیں حاضری۔ اور جب تک عباسؑ کے اور حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت نہ ہو حاضری واجب نہیں ہوتی یاد رکھنا نوالہ اُٹھانے سے پہلے کہنا کہ حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت۔ آٹھ محرم ہے آج عباسؑ کا ذکر ہے تقریر یہیں ختم ہو جائے گی، زیادہ کچھ نہیں پڑھنا کنیز نے کہا اللہ نے چاند سا بیٹا عطا کیا علیؑ اُٹھ کر آئے اُم البنینؑ کی گود سے بچے کو لیا اور بچے کو لیتے ہی جیسے ہی علیؑ نے بچے کو گود میں لیا دائیں دیکھا، بائیں دیکھا اور ایک بار آواز دی میرا حسینؑ کہاں ہے اب یاد رکھنا جب عبّاسؑ پیدا ہوئے تو حسینؑ پچیس برس کے جوان تھے، عباسؑ اور حسینؑ میں پچیس برس کی عمر کا فرق ہے گویا جیسے باپ بیٹے کا فرق ہوتا ہے حسینؑ پہلی آواز پر آئے جیسے ہی حسینؑ آئے علیؑ نے کہا حسینؑ میرے بیٹے کو دیکھا حسینؑ نے ہاتھ پھیلا دیئے اللہ ان ہاتھوں کو سلامت رکھے جن ہاتھوں پر عبّاسؑ جا رہے ہیں اور کیا دعا دوں ایک بار حسینؑ نے عبّاسؑ کو ہاتھوں پر لیا، کہتے یہ ہیں اُم البنینؑ کی گود میں تھے جب بھی آنکھیں بند تھیں علیؑ کی گود میں آئے جب بھی آنکھیں بند تھیں جیسے ہی حسینؑ کی گود میں آئے ایک بار چونک کر عبّاسؑ نے آنکھیں کھولیں اور حسینؑ کو دیکھنے لگے بھائی سے بھائی کی نظر ملی علیؑ نے کہا بھائی کو دیکھتے رہو گے، کوئی نام بھی رکھا کہا چہرے سے تو شیر لگتا ہے یہ عبّاسؑ لگتا ہے آج سے ان کا نام ہم نے عبّاسؑ رکھ دیا بس یہ عبّاسؑ پکارے جائیں گے۔

اُس دن سے حسینؑ سینے پر سلاتے پاس لٹاتے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے اپنے ہاتھ سے زلفیں دھلاتے اپنے ہاتھ سے کپڑے بدلتے اس طرح عباسؑ کو پال کے جوان کر دیا۔ چھوٹے سے تھے عباسؑ کبھی کبھی علی حسینؑ کے پہلو سے عباسِؑ کو اُٹھا لاتے، دیکھئے عباسؑ کو نیند آتی تھی تو حسینؑ کی خوشبو پا کر، جب تک حسینؑ کا سینہ نہ ملتا عباسؑ کو نیند نہ آتی تو کبھی کبھی رات کو جب حسینؑ سو جاتے تو پہلو سے عباسؑ کو اُٹھا لاتے اور لا کے اُم البنینؑ کی گود میں لٹا دیتے ایک رات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار گھبرا کے اُم البنینؑ اُٹھ گئیں اور ایک بار رونا شروع کر دیا علیؑ نے کہا کیا بات ہے بی بی رونے کا کیا سبب، کہا آقا ابھی میں سوئی تھی تو میں نے ایک خواب دیکھا کہا کیا خواب دیکھا کہا خواب یہ دیکھا کہ میرا چھوٹا سا پانچ چھ برس کا عباسؑ میں نے دیکھا ایک بہت بڑا صحرا ہے اس صحرا میں مَیں نے دیکھا کہ عباسؑ کے سر کے اوپر ایک درخت کا سایہ ہے اور عباسؑ کے ایک شانے کی طرف ایک چشمہ بہہ رہا ہے پانی بہہ رہا ہے درخت کا سایہ بھی ہے پانی بھی ہے چشمہ بھی ہے لیکن میرا چھوٹا سا یہ بچہ صحرا میں دوڑتا جاتا ہے اور پکارتا جاتا ہے اماں میں پیاسا ہوں۔ کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے علیؑ نے کہا کسی کو بتانا نہیں ارے یہ درخت نہیں ہے یہ حسینؑ کا علَم ہے یہ چشمہ نہیں ہے یہ مشکِ سکینہؑ ہے میرا عباسؑ پیاسا فرات کے کنارے، اُم البنینؑ یہ ہے خواب کی تعبیر کسی کو بتانا نہیں ارے ماں کو سب خبر تھی تو کیا حسینؑ کو خبر نہیں تھی آخری جملہ تقریر کا آنکھ کھول کر سب سے پہلے عباسؑ نے حسینؑ کو دیکھا جب فرات کے کنارے پہنچے تو حسینؑ نے قریب آ کے کہا عباسؑ کیا حال ہے کہا آقا، آقا دل یہ چاہتا ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کو دیکھ لوں کہا عباس دیکھو کہا کیسے دیکھوں

ایک آنکھ میں تیر لگا ہے دوسری آنکھ میں اس آنکھ کا لہو جمع ہے ایک بار بیٹھ گئے آنکھ کا تیر کھینچا قبا سے لہو صاف کیا کہا عباسؑ حسینؑ کو دیکھو کچھ سن رہے ہو یہ سامنے علَم لگا ہے پورے سال بھر ہر شبِ جمعہ ہر علَم پر جا جا کے کہتے ہو عباس یہ مراد پوری ہو جائے عباسؑ یہ مراد پوری ہو جائے ارے آج تو عباسؑ کی شہادت کا دن ہے مرادیں مانگ لیں اب پرسا نہیں دو گے اُم البنینؑ کو پُرسا نہیں دو گے جو شان ہے پُرسا دینے کی اس طرح دو عباسؑ کے ہاتھ کٹے ہیں نا تمہارے ہاتھ ہیں تو ہاتھ اُٹھاؤ اپنے ہاتھ اُٹھاؤ سینے پر رکھو ارے عباسؑ دیکھ رہے ہیں اور اُم البنینؑ آئی ہیں ہاتھ اُٹھاؤ سینے پر مارو اور کہو یا سیّدی یا عباسؑ ابنِ زہراؑ یا عباس علَم لاؤ ماتم کرو، یا سیّدی یا عباسؑ ماتم کرو ماتم۔

نویں مجلس

عظمتِ شبِ عاشور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرہ محرم کی آلِ عبؑا میں آپ حضرات نویں تقریر سماعت فرما رہے ہیں، میں کل عاشور کی آخری مجلس کل شام کو میں ہی پڑھوں گا جیسا کہ ابھی آپ نے اعلان سنا کہ ہمارے ایک ذاکر، عالم اور بہت سی کتابوں کے مصنف اور تنظیم المکاتب کے ہندوستان کے سرپرست دبئی میں شبِ عاشور کی مجلس پڑھ کر منبر سے اُترے ہی تھے کہ ان کا ہارٹ فیل ہو گیا بہت اچھی موت پائی انہوں نے اور ان کا ذکر امام حسینؑ کے ذکر کے ساتھ متصل ہو گیا، اب چونکہ ہمارے آدابِ عزاداری میں علماء نے یہ لکھا ہے کہ شبِ عاشور اور عاشور ہم کسی کا فاتحہ نہیں پڑھتے اور آپ حضرات کل شامِ غریباں کے بعد ہدیہ میت کی نماز ان کے لئے پڑھے گا اور اس وقت ان کے لئے فاتحہ خوانی بھی کیجئے گا شامِ غریباں کے بعد، یہاں کی مجالس کے جو عنوان مقرر ہوا تھا مولا سیّد الشہداء حسینؑ ابن علیؑ کی سوانح حیات ہم نے اس عنوان کو ظاہر ہے کہ ہم یہ لفظ نہیں کہہ سکتے کہ کامل کیا ہم نے تو اس کے کچھ حصے پیش کئے ہیں اور کس کی مجال ہے کہ وہ دس دن میں اس عظیم امام

کی عظیم سوانح حیات، جس کی زندگی کے رُخ اتنے ہیں کہ اتنے رُخ تو کائنات میں نہیں ہیں جس کے فضائل اس کائنات میں سما نہیں سکتے ستاون برس کی زندگی میں جو کام حسینؑ نے کیا اس کام کو دیکھ کر بڑے بڑے انبیاء تھرا گئے اور کوئی ایسا نبی نہیں ہے کہ جس نے حسینؑ کو خراج نہ پیش کیا ہو اسی لئے ہم جب زیارت وارثہ پڑھتے ہیں تو یہ حسینؑ ہی کا ذکر ہے، جس کی وجہ سے آدمؑ کا ذکر رہ گیا، نوحؑ کا ذکر رہ گیا ورنہ کون کسی کا یوم مناتا ہے، سب کے نام رہ گئے حسینؑ کی وجہ سے، ایک ایسا ممدوح ہے یہ ہمارا کہ جب یہ ذکر چھڑ جاتا ہے تو کائنات کا ہر عظیم ذکر اس میں سما جاتا ہے یہ اتنا بڑا ذکر ہے ظاہر ہے کہ شبِ عاشور ہے اور تفصیلی بیان ممکن نہیں لیکن اپنی حد تک اپنی بساط تک میں کوشش کروں گا کہ میں آپ کو یہ بتاؤں ایک بڑا اہم مسئلہ میں اس وقت اپنی تقریر میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا پورا واقعہ کربلا حسینؑ کو معلوم تھا اور اگر معلوم تھا تو جو اقدامات کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے اس میں تو خود معاذ اللہ ہلاکت کی طرف بڑھ رہے تھے تو شہادت کو حسینؑ نے خود قبول کیا، ایک موضوع ہے اس کو آسانی کے ساتھ آپ اپنے بچوں کو یوں سمجھا سکتے ہیں کہ کسی بات کا معلوم ہونا اور ہے، مرضیِ الٰہی کا ہونا اور ہے، ہم اور آپ جو کچھ کرتے ہیں، جو کچھ ہمارے ساتھ ہوتا ہے وہ اللہ کی مرضی تو ہے لیکن ہمیں اس کا علم نہیں بس بات اتنی سی ہے جو کچھ ہونا تھا وہ سب کچھ جس وقت ہو رہا تھا وہ سب ہوتا چلا گیا حسینؑ کو ہر بات کا علم تھا، یہ بات اور زیادہ عظیم ہو جاتی ہے کہ اگر ہم کو اگر کسی خطرناک بات کا علم ہو جائے تو ہم اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، حسینؑ اُدھر بڑھتے چلے جا رہے تھے یعنی علم ہونے کے بعد ان راہوں پر گامزن ہو جانا یہ آسان نہیں ہے یہ سوا ولی اور امام کے کوئی

نہیں کر سکتا، تو حسینؑ کو اگر علم تھا تو یہ بات اُس وقت کسی کو نہیں معلوم تھی اب کتابوں سے پتہ چلا کہ حسینؑ سب پہلے سے جانتے تھے جس نے خود وعدہ کیا تھا، دنیا میں کسی کی موت کا وعدہ اللہ سے نہیں ہوتا اس لئے کہ ہم کو معلوم ہی نہیں کہ ہماری موت کب آئے گی کہاں آئے گی اور کس وقت آئے گی لیکن اگر کسی بچے کو بچپن میں یہ بتا دیا جائے کہ تمہاری موت یوں آنا ہے تو وہ بچپن میں ہی موت کی خبر سُن کر مر جائے گا پوری زندگی گزارنا اور پھر کیا ہونے والا ہے جو ہونے والا ہے اس پہ غور کیجئے گا کہ اللہ نے حسینؑ سے جو کہا تھا کہ تمہیں یہ کرنا ہے یہ کرنا ہے یہ کرنا ہے بجائے اس کے کہ حسینؑ اس پہ عمل کرتے جاتے حسینؑ نے جو کچھ اللہ نے کہا تھا اس سے کئی لاکھ گنا زیادہ اس کو سجا دیا۔ یہ جملہ ہلکا نہیں تھا۔ اللہ نے صرف یہ کہا تھا کہ بھائی کی قربانی دینا ہے بیٹے کی قربانی دینا ہے حسینؑ نے پوری دنیا کو سجایا واقعہ کربلا کو سجایا تاریخ بنائی تاریخ بنا کر حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے ایک منشور تیار کیا اب یہ حسینؑ کا علم تھا کہ اس واقعہ میں خدا کیا چاہتا ہے، حسینؑ پر کوئی وحی نہیں بار بار ہو رہی تھی نبیؐ پہ وحی ہوتی تھی اب یہ کیجئے اب یہ کیجئے یہاں وحی نہیں ہو رہی تھی اس کے باوجود حسینؑ نے وہی کیا جو خدا چاہتا تھا یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو عمل حسینؑ کرتے جاتے تھے خدا اُسے پسند کرتا جاتا تھا کہ ہاں حسینؑ جو تم نے کیا ہم یہی چاہتے تھے تو اتنا کسی بندے اور خدا سے ایسا قریبی معاہدہ ہو تو اگر آپ اس بات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو قرآن کی اس آیت سے سمجھ لیجئے رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً اے میرے بندے تجھ سے تیرا رب راضی تُو اب رب سے راضی معاملہ برابر کا رہا دیکھئے یہ آیت سے میں نے بتایا ہے رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (سورہ فجر آیت نمبر ۲۸) تُو میری مرضی پر چلا تو مجھ سے راضی ہو گیا جو میں نے کہا تُو نے

اسے قبول کیا جو جو تُو کرتا چلا میں تیرے عمل سے راضی ہوتا چلا، میں راضی ہوں تجھ سے اور میں تیرا انتظار کر رہا ہوں کام تو نے ختم کیا۔ کسی کے لئے خدا نے یہ نہیں کہا کہ تم نے اپنا کام کامل کر دیا آجاؤ اور ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں پورے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کسی نبی سے اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ہم تمہارے منتظر ہیں آؤ۔ یہ حسینؑ ہیں جن سے اللہ نے یہ کہا ہم انتظار کر رہے ہیں اس انتظار میں کوئی راز ہے کاش کہ کوئی اس معرفت پر پہنچا ہوتا تو اس جملے کو سمجھتا کہ کتنا بے قرار تھا وہ حسینؑ کی قربت کے لئے کہ بس اب آجاؤ اس جملے کی تڑپ کو کوئی سمجھ نہیں سکتا تو بس اب آجاؤ آؤ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں آؤ ملائکہ صف بہ صف انتظار میں ہیں کیوں انتظار میں ہیں؟ آؤ تاکہ ہم دیکھیں عرشِ اعظم کے باشندے تمہیں سلامی کس طرح دیتے ہیں، سلام خود اُس کا تھا تو کربلا کو سمجھنے میں تھوڑی سی عقل تھوڑی سی محبت تھوڑی سی مودّت تھوڑی سی معرفت کی ضرورت ہے بغیر اس کے واقعہ کربلا سمجھ میں نہیں آتا، پریشانی یہ ہو جاتی ہے کہ یہاں پر یہ کر سکتے تھے ایسے بچ سکتے تھے ایسے بچا سکتے تھے یہ بھی ہو سکتا تھا یہ ہمارا ذہن کام کرتا ہے لیکن ہم ایک رُخ نہیں دیکھتے اور وہ رُخ یہ ہے کہ اگر ہمیں یہ بتا دیا جائے کہ ہمارے دشمن کتنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا کریں گے اگر ہم کو بتا دیا جائے تو ہم اُس کے اقدامات کورٹ (court) کے ذریعے کریں گے پولیس کے ذریعے کریں گے، قانون کے ذریعے کریں گے، یہ کرنے والا ہے ہمارا دشمن، اچھا ہمارے گھر حملہ کرنے والا ہے تو ہم باڈی گارڈ (body guard) کھڑے کر لیں گے اور کیا ہو رہا ہے آپ کے ملک میں؟ اپنی حفاظت کے لئے ہر ایک باڈی گارڈ بندوقیں، کلاشنکوف سے ہم محفوظ ہو جائیں، دشمن ہمارے ساتھ یہ کرنے

والا ہے ایسا کرنے والا ہے تو ہم اقدام کرنے لگتے ہیں دنیاوی، جبکہ ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہونے والا ہے صرف ہم حفاظت کر رہے ہیں لیکن اگر انبیاء اور اولیاء کو یہ بتا دیا جائے تمہارے کتنے دشمن ہوں گے اور وہ کیا کریں گے تو وہ چپ رہتے ہیں کہ اُن کو جو کام کرنا ہے ہم اس میں مداخلت نہیں کریں گے تم اپنا کام کرتے رہو ہمیں جو کرنا ہے وہ ہم کریں گے اپنے لئے۔ بس یہ فرق ہے دنیا میں اور ولی میں اور امام میں تو مسئلہ یہ ہے کہ کیا ضرورت تھی کہ ہر نبی اور ہر امام کا دشمن پیدا کرے اللہ۔ سمجھ رہے ہیں آپ ضرورت کیا تھی کہ دشمنوں کو پیدا کیا جائے اگر میری شروع کی تقریریں آپ کو یاد ہیں تو میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں بہت تفصیل کے ساتھ جب پورا عشرہ آپ دوبارہ سنیں گے اور ساری تقریروں کو آپس میں ملائیں گے تو آج کی بات بھی آپ کی سمجھ میں آجائے گی کہ ضرورت کیا تھی کہ دشمن پیدا کئے جائیں، اس طرح بھی پیدا کیا جا سکتا تھا کہ ایک بھی دشمن نہ ہو سب دوست ہوں پوری دنیا ان کی محبت پر اکٹھا ہو جائے کیا یہ کام وہ نہیں کر سکتا تھا کیا اس کے اختیار میں نہیں تھا اور کیا وہ یہ اختیار علیؑ اور حسینؑ کو نہیں دے سکتا تھا کہ تم اگر چاہو تو سب کو محبت سے مائل کر لو اور سب کے دماغوں کو تسخیر کر لو اور ایک بھی دشمن تمہارا نہ رہے سب دوست بن جائیں تو اس کو یوں سمجھئے کہ کیا ضرورت ہے کہ ابراہیمؑ ہوں تو نمرودؑ بھی ہو کیا ابراہیمؑ کی نبوت بغیر نمرودؑ کے نہیں چل سکتی، کیا ضرورت ہے موسیٰؑ ہوں تو فرعون بھی ہو کیا موسیٰؑ کی نبوت بغیر فرعون کے نہیں چل سکتی تھی، اب جواب دے رہا ہوں کہ پروردگار کیا کہتا ہے، اور اس بات کو کیسے سمجھاتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ ہم نے یہ چاہا کہ ہمارے خالص بندے پہچانے جائیں جب تک کہ رات نہ ہو دن پہچانا نہیں جاتا جب تک اندھیرا نہ ہو

سورج کی قدر نہیں ہوتی مزاحمتوں کو ہم نے کھڑا کیا کہ اتنے دشمنوں میں دیکھو موسیٰؑ کیا ہے، دشمنوں میں دیکھو ابراہیمؑ کیا ہے، لاکھوں دشمنوں میں دیکھو حسینؑ کیا ہے؟ ہم نے ان کا امتحان یوں لیا صرف تمہیں بتانے کے لئے ان کو امتحان کی ضرورت نہیں تھی، امتحان وہاں لیا جاتا ہے جہاں استاد کو اعتماد نہ ہو کہ اس نے کورس پورا یاد کیا ہے یا نہیں کیا، یہاں امتحان اس لئے نہیں ہو رہا تھا کہ ان کا امتحان لینا تھا کیونکہ ان کے امتحان کے ذریعے دنیا والوں کو یہ سمجھانا تھا کہ یہ اپنے یقین میں کتنے پختہ ہیں، خدا پر اتنا یقین رکھتے ہیں کہ اتنے دشمنوں میں بھی یہ اپنے آپ کو بدلتے نہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ خدا ہے۔ اگر یہ یقین نہ دلاتے دیکھئے ان کو معلوم ہے کتنے دشمن ہیں لیکن دشمنوں میں گھر کر جو اقدام یہ کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے یہ کسی کے لئے کر رہے ہیں اور جس کے لئے کر رہے ہیں اُسے رب کہتے ہیں ورنہ جس کو نہیں دیکھا وہ سمجھ میں کیسے آتا اگر حسینؑ نہ ہوتے تو خدا سمجھ میں نہ آتا اور یہ باتیں یہ کہنا اور یہ سوچنا، کتنا بڑا کام کیا تھا خدا نے کیا دیا؟ ارے جب کام بڑا ہے اور کام لینے والا کتنا بڑا ہے تو ہمارے چھوٹے سے دماغ میں کیسے یہ آ سکتا ہے کہ حسینؑ کو کیا ملا یہ ہم کب سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ملا اور مثال میں اگر امام سے پوچھ لیا گیا کہ حسینؑ نے اگر اپنی پوری کائنات لٹا دی تو پایا کیا؟ تو مثال میں کہا کہ یوں سمجھ لو کہ ایک بادشاہ شکار کے لئے جنگل میں گیا لشکر سے چھوٹ گیا اکیلا ہو گیا صحرا میں نکلتا چلا گیا بھوکا اور پیاسا تھا دَم نکل رہا تھا، اگر پانی نہ ملے تو مر جائے، کھانا اگر نہ ملے تو مر جائے سامنے ایک جھونپڑی نظر آئی اندر گیا۔ دیکھا ایک بڑھیا بیٹھی تھی کہا پانی ہے کہا صحرا میں پانی کہاں ہے کہا کھانا ہے کہا یہاں کھانا کیا ہے یہاں تو جنگل کے پھل ہیں اگر تجھے کھانا پانی چاہئے تو میری

ایک بکری ہے میں اس پر گزارہ کرتی ہوں اس کا دودھ دوہ کر میں پی لیتی ہوں تو میں گزارہ کرتی ہوں اب تم بھوکے ہو تو میں تمہارے لئے چونکہ تم مہمان ہو پہلے میں اس کا دودھ دوہ کر تمہارے لئے پانی کا انتظام کرتی ہوں اور پھر یہی بکری تم حلال کرو میں بھون کر تمہیں کھلائے دیتی ہوں۔ بادشاہ سیراب ہوا پانی بھی ملا کھانا بھی ملا جب آیا اپنے دربار میں لشکر کو ڈانٹا کہاں چلے گئے تھے میری تو جان پہ بنی تھی وزیر اعظم کو بلایا وزراء کو بلایا سب کو بلا کر جمع کیا کہا میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے اب تم میں سے کون ہے جو مجھے یہ بتائے کہ اس بوڑھی عورت کو کیا عنایت کردوں میں اس کو کیا دے دوں؟ کسی نے کہا اتنے درہم دے دیجئے اتنے دینار دے دیجئے مکان دے دیجئے یہاں لا کے رکھ لیجئے اس کی آسائش کے لئے، وزیر سے پوچھا اس نے بھی یہی کہا کہ آپ تو اس کو آدھی سلطنت دے دیجئے اس نے اتنا بڑا کام کیا ہے۔ کہا تم سب بے وقوف ہو تم سمجھے ہی نہیں کہ اس نے کام کیا کِیا ہے اس کی کل کائنات ایک بکری تھی اس نے کل کائنات میرے لئے قربان کردی اب میرے پاس کل چیزیں جتنی ہیں حکومت میں وہ سب اس کو دے دوں تو بھی کم ہے۔ حسینؑ کے پاس جو کچھ تھا سب فدا کر دیا تو اللہ نے کہا میرے پاس جو کچھ ہے سب حسینؑ کا۔ کیا دیا، پوچھتے ہیں کہ اللہ نے کیا دیا؟ ارے کیا نہیں دیا کہ میں بتاؤں کیا دیا جب یہ کہہ دیا پروردگار نے کہ میں تم سے راضی ہوں تم مجھ سے راضی میں تم سے راضی تو اللہ کے راضی ہونے کا کیا مطلب ہے؟، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہے یہ دعا ہے کہ اللہ راضی ہو جائے یہ نقل میں کہا جاتا ہے راضی ہو جائے چونکہ حسینؑ سے اللہ راضی ہو گیا تو اب سب پکار رہے ہیں ہم سے بھی راضی ہو جاؤ، ہو گیا جس سے راضی ہونا تھا، راضی ہو گیا دعائیں کرتے

رہو اور اگر حسینؑ کے بغیر دعائیں کر رہے ہو تو وہ دعائیں قبول بھی نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ یہ کہتا ہے کہ آج کے بعد میری رضا نہ دیکھنا کہ میں کس سے راضی ہوں آج سے قیامت تک حسینؑ جس سے راضی اُس سے میں راضی اب یہ دیکھا جائے جس سے حسینؑ راضی اللہ اُس سے راضی تو حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ نہیں، حسینؑ کی بارگاہ میں آنے والے رضی اللہ تعالیٰ ہیں یہ سب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جتنے بیٹھے ہوئے ہیں یہی تو دعا ہے ان کی یا حسینؑ ہم سے راضی ہو جائے تو سب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حسین علیہ السلام جس پر خدا نے سلام کیا ہے اس پر سلام اس پر ہم سب کا سلام اس کا اقدام یاد رکھئے دشمن جو جو کرتے چلے وہ اپنے آپ کو فاتح سمجھ رہے تھے کہ یہ اقدام ہم نے کیا۔ کیوں ہوا واقعہ کربلا؟ صرف اس لئے ہوا کہ بعدِ رسولؐ عوام کو مسلمانوں کو اہلِ بیتؑ سے دور کیا گیا یہ تھا اقدام اس اقدام نے اُمت کو نقصان پہنچایا، اہلِ بیتؑ عوام کو نزدیک لاتے رہے نزدیک ہوتے رہے لیکن ذہنوں کو دیکھتے تھے سمجھ جاتے تھے یہ آئے گا معرفت کی منزل پر یا نہیں پیشانی دیکھ کر سمجھ جاتے تھے دشمن رہے گا یا دوست بنے گا، اتنے خطبے حُرؑ کو نہیں دیئے جتنے خطبے عمرِ سعد کو دیئے کچھ سمجھا رہا ہوں میں دیکھئے حُرؑ اس کا دعویدار نہیں تھا کہ میں حسینؑ کا رشتے دار ہوں عمرِ سعد کا یہ دعویٰ تھا کہ میں قریش میں سے ہوں قریش سمجھتے ہیں نا آپ! چونکہ حضورؐ قریش میں سے ہیں تو حضرت آمنہؑ جو حضورؐ کی والدہ ہیں اُن کی طرف کے قبیلے کا کچھ دور کا واسطہ تھا عمرِ سعد کا اس کے بعد سعد ابن ابی وقاص کا تو ذرا بڑے آدمی سے اگر ذرا سی رشتے داری، آپ کے بھائی کی بیوی کے فلانے کے بھائی کے ہم رشتے دار ہیں۔ اگر ہم بڑے عہدے دار ہیں ہاں ہاں صاحب بالکل آپ ہمارے رشتے دار ہیں، خوب رشتے داری آپ

نے بتادی سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن رشتے دار ہیں تو بڑے لوگوں سے رشتے داری لگالی جاتی ہے تو عرب کا ہر آدمی چاہتا تھا کہیں محمدؐ سے رشتہ نکل آئے رشتے داری اور ہے رشتے داری کا حق ادا کرنا اور ہے آپ اگر اس جملے کی عظمت کو سمجھ سکیں تو یہ جو جناب زینبؑ نے تلہ زینبیہؑ پہ آ کر کہا، عمرِ سعد شرم نہیں آتی اپنے آپ کو قریش میں کہتا ہے اور بہن کے سامنے بھائی ذبح ہو رہا ہے یہ عمرِ سعد کے لئے مرنے کی جگہ تھی سمجھے اس جملے کا مطلب کیوں کہا زینبؑ نے؟ رشتے داری لگاتا ہے اس لئے خطبے دیئے عمرِ سعد کو، کیا ارادہ ہے تیرا؟ چاہتے تھے کہ بدی چھوڑ کر راہِ راست پر آ جائے ذرا سوچئے تو جسے علمِ امامت سے یہ معلوم ہو کہ یہ قاتلوں میں شمار ہوگا پھر بھی اس کی اصلاح کر رہے ہوں اسے کہتے ہیں امام، پہلے تو یہ سوال کیجئے کہ معلوم تھا کہ راہِ راست پر نہیں آئے گا تو کیوں راہِ راست پر لانا چاہ رہے تھے، تو عمرِ سعد کو نہیں راہِ راست پر لانا چار ہے تھے معلوم تھا کہ قاتل بنے گا یہ دنیا کے عمر سعدوں کو بتا رہے تھے کہ تم قاتل نہ بننا، کوئی محنت حُرؑ پہ نہیں کی امام حسینؑ نے حُرؑ پر کوئی محنت نہیں کی اس لئے کہ معلوم تھا کہ معرفت کے معنی سمجھتا ہے ایک جملے میں پلٹ جائے گا اور امام کو یہ علم بھی آتا ہے کہ کس طرح دشمن کو ایک جملے سے اپنی طرف لا کر قدموں میں جھکایا جاتا ہے اگر چاہتے تو ویسا ہی جملہ عمرِ سعد سے بھی کہہ دیتے ذرا سا سمجھئے دیکھئے جب حُرؑ سے پوچھا یہ سب اقدام ہے امامت کا کہا نماز اپنی پڑھے گا یا میرے ساتھ؟ تاریخ لکھا رہے ہیں پتہ چلا نمازیں الگ ہو چکی تھیں لشکرِ یزید کی نماز اور تھی حسینؑ کی نماز اور تھی اپنی پڑھے گا یا میرے ساتھ پڑھے گا کہا نماز کا لطف تو آپ کے ساتھ ہے پتہ چلا افضل ترین نماز وہ تھی جو حسینؑ پڑھ رہے تھے، جو نماز یزید پڑھ رہا تھا وہ افضل نہیں تھی۔

حسین بھائی مجھ سے بار بار کہتے ہیں نماز کی لوگ باتیں کرتے ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے میری نماز، میں نے نماز پڑھی، ابھی میں نے نماز ختم کی، ابھی مجھے نماز پڑھنا ہے کوئی نہیں کہتا اللہ کی نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ اپنی نماز ادا کی، کوئی نہیں کہتا اللہ کی نماز ادا کی سب کی اپنی اپنی نمازیں ہیں اور اپنی اپنی نمازوں کو حسینؑ سے ملاؤ گے ہماری اپنی نماز ہمارا اپنا سجدہ اللہ کا سجدہ کہاں ہے؟ اللہ کی نماز کہاں ہے۔ حسینؑ اپنی نماز یعنی اللہ کی نماز حسینؑ کو حق ہے کہیں اپنی نماز ہمارے ساتھ پڑھے گا اس نے کہا نماز آپ کے ساتھ پڑھیں گے نماز اُس نے حسینؑ کے ساتھ پڑھی چل بھی دیئے تیاری بھی ہوگئی یہ ذہن میں رکھئے گا حُرؑ کی مجال نہیں تھی کہ گھوڑے کو پکڑ سکے تاریخ میں بڑھا دیا گیا کہ لجامِ فرس کو پکڑ لیا گھوڑے کو روک لیا۔ نہیں مَیں آپ کو بتاتا ہوں کیا ہوا جہاں پہلو میں عباسؑ کھڑے ہوں اور پورا عرب کانپتا ہو عباسؑ کے نام سے جہاں علی اکبرؑ سامنے ہوں جہاں عباسؑ کے چار بھائی کھڑے ہوں، حسینؑ اکیلے تھوڑی تھے ڈھائی سو آدمی تھے حسینؑ کے ساتھ تو اٹھارہ بہادر جوان تھے اور سب پہلو بہ پہلو رہتے تھے کسی کی ہمت نہیں تھی کہ حسینؑ کے قریب جا سکیں خود حسینؑ کا رعب اتنا تھا، بس اتنا ہوا جب حسینؑ چلنے لگے آگے بڑھنے لگے تو حُرؑ نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور بڑھا کر امام حسینؑ کے گھوڑے کے سامنے ترچھا روک دیا، صرف حسینؑ نے یہ کہا کیا چاہتا ہے یہ نہیں کہا کہ کیا تو میرا راستہ روکنا چاہتا ہے تُو مجھے نہیں جانے دے گا صرف اتنا کہا، کیا چاہتا ہے؟ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے بس کافی تھا دیکھئے امام کا اقدام کس طرح بلاتے ہیں یہ جملہ عمرِ سعد سے نہیں کہا یہ حُرؑ سے کہا کیوں کہا؟ یہ آپ کو پتہ ہے امام حسنؑ امام حسینؑ دونوں حج کے لئے جا رہے تھے دونوں بھائیوں نے

پچیس حج پا پیادہ کئے ساتھ میں شہزادوں نے اور ہمیشہ ہوتا یہ کہ جو صحیح راستہ جاتا تھا شاہراہِ مکہ کی طرف جب اُدھر سے جاتے تو لوگ پیدل ہو جاتے ناقوں سے اُتر جاتے وہاں کے لوگ ہاتھ جوڑ کر کہتے مولا آپ کی وجہ سے سب پیدل جارہے ہیں اور سب پیدل جائیں گے تو راستہ بدل لیتے، کہتے ہماری وجہ سے سب اس گرمی میں پیدل کیوں چلیں؟ تو صحرا کی طرف سے جاتے راستہ لمبا ہو جاتا اور کسی ایک حج میں یہ ہوا کہ جب راستہ بدلا تو کوفے کی طرف سے جہاں آج حُرؑ کا مقبرہ ہے جب اس طرف سے نکلے تو وہاں ایک مکان پر قیام کیا وہاں ایک بوڑھا اور بوڑھی رہتے تھے انہیں جب یہ پتہ چلا کہ یہ نبیؐ کے نواسے ہیں تو اُس وقت چلتے وقت یہ کہا دونوں نے کہ ہماری زمینیں ہیں جاگیریں ہیں لیکن اولاد نہیں ہے دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں ایک بیٹا عطا کرے کہا تمہیں اسی سال بیٹا ملے گا لیکن اس کا نام حُرؑ رکھنا۔ نام ہی حسینؑ نے رکھا ہے۔ حُرؑ ہوا، اب آپ ذرا سا اس پہ غور کریں کیا چاہتا ہے تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے مطلب یہ ہے کہ کیا تجھے یاد ہے تیری ماں نے تجھے کس سے مانگا ہے اُس کے ارمانوں کا خون کرنا چاہتا ہے کیا مطلب ہے عباسؑ کو نہیں دیکھ رہا علی اکبرؑ کو نہیں دیکھ رہا کیا یہ تیری مجال کہ تو میرا راستہ روک رہا ہے حُرؑ ہٹ گیا گھوڑے کو ہٹا لیا اور جواب میں یہ کہا کہ آپ نے بھرے مجمعے میں میری ماں کا نام لیا اگر کوئی اور نام لیتا تو میں جواب میں کچھ کہتا لیکن کیا کہوں آپ کی ماں سَیِّدۃُ النِسَاءِ العَالَمِینؑ ہیں یہی کہلوانا چاہتے تھے حسینؑ، جو زہراؑ کی عظمت کا اقرار کرلے پھر یہ اقرار اس کو باطل کی طرف جانے نہیں دیتا حُرؑ کی قسمت کا فیصلہ اسی وقت ہو گیا یعنی ایک محبت کی کرن بن کر زہراؑ کی محبت اس کے دل میں آئی یہ جملہ میں بہت قیمتی حر کے لئے کہا کرتا ہوں کہ محبتِ

حسینؑ کے اصحاب کو اتنا پختہ کر دیا چراغ بجھا اور پھر چراغ جلا چراغ جلا تو چراغ کی لو نے فضائلِ اصحابِ حسینؑ بیان کر دیئے اب کہا حسینؑ نے ایسے اصحاب تو نہ میرے نانا کو ملے تھے نہ میرے بابا کو ملے تھے نہ میرے بھائی کو ملے تھے یہ حسینؑ نے کہا اور بعد کے آئمہ نے کیا کہا کہ اے اصحابِ حسینؑ تم پر ہمارے ماں باپ فدا دیکھیے فدا میں معصوم بھی آ رہا ہے، ہر امام کا باپ معصوم ہے اور ہر معصوم کا یہ کہنا کہ اے اصحابِ حسینؑ تم پر ہمارے ماں باپ فدا، تو کائنات میں حسینؑ اور حسینؑ کے اصحاب سے افضل کون ہو سکتا ہے کیا منزلت ہے کیا قدر ہے،

اللہ نے دل اِن کے وفا سے بنائے تھے ‏ ‏ اور جسمِ پاک خاکِ شفا سے بنائے تھے

سینے خمیرِ صدق و صفا سے بنائے تھے ‏ ‏ دستِ کرم جُود و سخا سے بنائے تھے

اور لکھ گیا تھا ازل سے یہ سرنوشت میں

پہنچیں گے یہ حسینؑ سے پہلے بہشت میں

کائنات میں کہیں بھی ایسا نہیں ہوا کہ سردار سے پہلے لشکر والے پہنچ گئے یہ ہے بلندی کہ وہاں پہنچ کر حسینؑ کے استقبال کی تیاریاں کیں اور پھر عاشور کی شب قیامت کی شب عجیب بات یہ ہے کہ جہاں لاکھوں میں گھر گئے ہوں وہاں یہ جملہ لکھا مؤرخ نے کہ پوری رات اصحابِ حسینؑ آپس میں مزاح کر رہے تھے ایک دوسرے سے ہنس کر باتیں کر رہے تھے، مزاح کی باتیں کر رہے تھے، حبیبؑ، زہیرؑ، عابسؑ، شبیبؑ ان کی عمریں بڑھاپے کو چھو رہی تھیں اور اس کے باوجود کتنے خوش تھے، اپنی کمروں کو کس رہے تھے ہتھیاروں پر باڑھ رکھ رہے تھے، نیزے تلواریں تیز کر رہے تھے، پتھر پر بیٹھے ہوئے ہنستے بھی جاتے تھے کہتے بھی جاتے تھے بھئی کل ہم یوں لڑیں گے، کل ہم یوں سر کٹائیں گے یہ موقع

اب کہاں ملے گا کہ حسینؑ کے ساتھ ہم لڑیں آپ سمجھ رہے ہیں نا پنجتنؑ پاک میں ایک آخری ہے تو ان کے لئے کتنا فخر تھا کہ ہم حسینؑ کے ساتھ میدان میں لڑیں گے ان کے لئے عید تھی اور ایسے میں فضہ ذرا میرے بھائی کو بلا زینبؑ کا ارشاد تھا اور جب حسینؑ خیمے میں آئے تو بے اختیار کہا بھیا میں نے نانا کے اصحاب کو دیکھا میں نے بابا کے اصحاب کو دیکھا میں نے بھیا حسنؑ کے اصحاب کو دیکھا آپ نے انہیں آزما لیا یہ وفادار بھی رہیں گے سمجھے آپ، زینبؑ کربلا کے اس ورق پر یہ لکھوانا چاہتی ہیں کہ اعلان ہو جائے کہ میرے بھائی حسینؑ کے اصحاب کس منزل پر ہیں، یہ آواز پہنچ گئی اور ایک بار حبیبؑ نے یہی کہا زہیرؑ، مسلمؑ ابنِ عوسجہ کیا بیٹھے ہوئے تلواریں تیز کر رہے ہو اس کا کوئی فائدہ، جب شہزادی کو تمہاری وفا پر یقین نہیں ہے تو اس کا کیا فائدہ، اُٹھ گئے سب، یہاں سے زینبؑ کی عظیم المرتبت شخصیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ کربلا میں شہزادی کو کیا شان کیا بزرگی ہے کہ سب کے سب اصحاب اپنے نیزے اور تلواریں لے کر شہزادی زینبؑ کے خیمے کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور جس وقت ہتھیار لے کر دوڑے تو خیامِ حسینی کے لوگ سمجھے حملہ ہو گیا۔ تو ادھر سے عباسؑ اُدھر سے علی اکبرؑ، قاسمؑ، عونؑ و محمدؑ سب دوڑے سارے اصحاب رُکے شہزادوں سے کہا آپ نہ آئیں اس وقت آپ کا کام نہیں ہے آپ ہٹ جائیں اس وقت صرف اصحاب کا امتحان ہے آپ لوگ ہٹ جائیں عابسؑ، ہلالؑ، مسلمؑ ابنِ عوسجہ، حبیبؑ، زہیرؑ، تم سب آؤ اور آ کر سب نے اپنے نیزوں کو زمین پر ٹکا کر اس کی نوکیں سینوں پر رکھ لیں اور نیزوں پر جھک گئے اور تلواروں کو اپنی گردنوں پر، بس فضہ سے کہا شہزادی سے اتنا کہہ دو اگر حکم دیں تو ہم اپنے گلوں کو ابھی کاٹ لیں اور یہ نیزے سینوں کے پار ہو جائیں

صرف ایک بار کہہ تو دیں شہزادی، کیا اگلا جملہ آپ سنیں گے یہ میرا جملہ ہے روایت ختم ہوگئی۔ یہ جملہ میرا ہے اے اصحاب! ہاتھ باندھ کر یہ مجلس والے کہتے ہیں کہ آج تم نے یہ کیا قیامت کی عاشور کی شام زینبؑ تم سب کو بہت یاد کرے گی جب خیمے جلیں گے۔ کیا ہے شبِ عاشور، شبِ عاشور مثلِ شب قدر ہے۔ یہ رات آپ کے پاس بڑی قیمتی ہے۔ یہ رات سال میں ایک بار آتی ہے رات آ گئی ہے اور اس رات میں آپ بیٹھے ہیں اس رات کی آپ کو عظمت بتا دوں، اس رات کے لیے یہ حکم ہے سونا نہیں اور مصافحہ نہیں کرنا، آج سے لے کر عاشور کے شام تک ہاتھ نہیں ملاتے، ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے حکم یہ ہے چہرہ دیکھو اور کہہ دو ہائے حسینؑ، سلام نہیں ہوتا ہاتھ نہیں ملایا جاتا مصافحے نہیں ہوتے نہ عاشور کو نہ شبِ عاشور کو دو چار باتیں سن لیجئے آدابِ شبِ عاشور اور عاشورہ بتا دوں اس رات اپنے لئے دعائیں نہیں مانگی جاتیں پھر علم پکڑ کے تابوت پکڑ کے اس رات یہ نہیں کہتے رزق دے دیجئے، زندگی دے دیجئے یہ سب تمہیں مل رہا ہے۔ امام سے پوچھا گیا کیوں نہیں کہتے عجیب بات کہی، کہنے کو حدیث ہے مگر میں کہتا ہوں مصائب ہیں، امام صادقؑ سے پوچھا گیا، کہا آپ نے تم خود سوچو کسی اپنے دوست کے پاس تم روز جاتے ہو جب تمہیں ضرورت پڑے تم اپنے دوست سے کچھ مانگ لو کبھی پیسے لے لو کبھی اناج لے لو اور وہ تمہاری مدد کر دے اور اگر اس دوست کے گھر میں میّت پڑی ہو تو کیا اس دن بھی جا کر کہو گے مجھے کچھ رقم دے دو مجھے کوئی چیز دے دو، ارے پورے سال مانگو مگر جب گھر میں جنازے پڑے ہوں تو کیسے کہو گے مولا یہ دے دو اس رات پھر پُرسہ ادا ہوتا ہے جاؤ روتے ہوئے جاؤ جب اس گھر میں جاؤ تو روتے ہوئے جاؤ تمہارا رونا

تمہارے لئے دعا بن جائے گا، پھر ہاتھ پھیلا کر مانگنا نہیں اس لئے کہ یہ رات وہ رات ہوتی ہے کہ جب بی بی زہراؑ اپنے ہر عزادار کے پاس اگر دو علم بھی کسی نے گھر میں سجائے ہیں تو اس رات میں کسی عزادار کا گھر ایسا نہیں جس میں زہراؑ اپنے آپ کو پہنچا نہ دے اور وہ کہتی ہیں میرے حسینؑ کے عزدارو تم سب سلامت رہو بڑا مرتبہ ہے حسینؑ کی عزا رکھنے کا بڑا مرتبہ ہے یہ ہے شبِ عاشور، قیامت کی رات اور شاید کسی مجلس میں مَیں نے یہ پڑھ دیا تھا شبِ عاشور جہاں حسینؑ کا مقتل ہے جہاں حسینؑ شہید ہوئے اس کو بند کر دیا گیا ہے اب کوئی اندر نہیں جا سکتا نہ کوئی قبرِ حسینؑ پر جا سکتا ہے جیسے ہی شبِ عاشور آتی ہے مقتل سے لے کر قبر تک زمین سے تازہ لہو ابلنے لگتا ہے دیکھئے شہید کی نشانی یہ ہے کہ زمین شہید کا لہو پیتی نہیں ہے یہ جناب یحییٰؑ جناب زکریاؑ سے لے کر حسینؑ تک تاریخ میں قرآن میں یہی لکھا ہے کہ زمین نے معصوم کا لہو نہیں پیا، خون اُبلتا ہے شاید آپ نہ سمجھ رہے ہوں اس لئے کہ آپ نے دیکھا نہیں اس کو نشانی بتا دوں کہ اگر قبر کی مٹی کی تسبیح بن جائے تو جب عاشور کے دن عصر کا وقت آتا ہے تو وہ تسبیح لال لہو ہو جاتی ہے کتنے لوگوں نے اس تسبیح کی زیارت کی ہے لاہور میں بھی ہے کراچی میں بھی ہے دنیا کے ہر ملک میں خاکِ شفا کی تسبیح کو دیکھ لو عاشور کے دن وہ سرخ ہو جائے گی، کیوں سرخ ہو جاتی ہے، اس لئے کہ رسولؐ نے اُمِ سلمیٰؑ کو بتا دیا تھا، اُم سلمیٰؑ کو راز بتا دیا تھا ہو گئی تقریر اُم سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ ایک دن رسولؐ میرے حجرے میں آئے اور مجھ سے یہ آ کر کہا کہ اُم سلمیٰؑ میں بہت تھکا ہوا ہوں میں حجرے میں آرام کرنے جا رہا ہوں کسی کو آنے نہ دینا اُم سلمیٰؑ کہتی ہیں حضورؐ حجرے میں گئے اور لیٹ گئے آرام سے میں نے دیکھا کہ لیٹ گئے کچھ دیر کے بعد میرے گھر کا

دروازہ کھلا اور نبیؐ کا چھوٹا نواسہ حسینؑ پانچ برس کا کھیلتا ہوا میرے گھر میں داخل ہوا جیسے ہی آیا بے اختیار کہا نانی کیا نانا اس حجرے میں ہیں تو میں دوڑی میں نے کہا حسینؑ نانا سو رہے ہیں وہاں نہ جانا کہ ایک بار حجرے سے آواز آئی کہ اُمِ سلمیٰؑ سب کو منع کیا ہے لیکن اگر حسینؑ آئے تو اس کو نہ روکنا اس کو آنے دو حسینؑ کو میرے پاس آنے دو، اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں حجرے میں حسینؑ داخل ہوئے جیسے ہی حسینؑ داخل ہوئے میں نے دیکھا حضورؐ ہنسنے لگے مسکرا دیئے نواسہ نانا سے لپٹ گیا ایک بار سینے پہ حسینؑ بیٹھ گئے نانا نواسے میں باتیں ہونے لگیں میں سمجھی باتیں ہو رہی ہیں کچھ دیر کے بعد پھر میں واپس آئی پھر میں نے دیکھا حسینؑ سینے پر سو گئے تھے نانا سے باتیں کرتے کرتے اور آنکھیں رسولؐ کی بھی بند تھیں میں نے سوچا دونوں سو گئے آرام سے میں پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ کان میں کسی کے رونے کی آواز آئی آواز بہت دردناک تھی میں نہ سمجھی آواز کہاں سے آتی ہے غور کیا تو حجرۂ رسولؐ سے تھی، میں دوڑ کر پہنچی کہ میں نے منظر یہ دیکھا کہ رسولؐ کے سینے پر حسینؑ لیٹے تھے اور رسولؐ کا ایک ہاتھ جس کی مٹھی بند تھی وہ زمین پر رکھا تھا اور بار بار اس مٹھی کو اپنے چہرے پر لاتے اور روتے آنسو بہہ رہے تھے میں بے اختیار حجرے میں داخل ہو گئی میں نے کہا یہ تو بہت خوشی کا موقع ہے یا رسولؐ اللہ یہ رونے کا کیا سبب ہے کہا اُمِ سلمیٰؑ جیسے ہی حسینؑ میرے سینے پر سو گئے ابھی ابھی جبریلؑ آئے تھے انہوں نے آ کر کہا آپ کا یہ نواسہ کربلا میں عاشور کے دن دس محرم کو کربلا میں بھوکا اور پیاسا قتل کر دیا جائے گا اور بے اختیار کہا کہ اللہ نے یہ کربلا کی مٹی بھجوائی ہے جہاں حسینؑ کو شہید کیا جائے گا، میں وہاں کی مٹی لایا ہوں یہ کہہ کر جبریلؑ نے میرے ہاتھ پر وہ مٹی

کیا بڑا اگر یہ کیا آپ نے بہت اچھا شاندار عشرہ آلِ عباؑ کا ہوا، اللہ اور توفیق دے یہاں کے بانیانِ عزا کو جو عزادار آئے ان کا شکریہ کہ زہراؑ کے لال کا پُرسہ تم نے یہاں بیٹھ کر دیا، آخری تقریر اور آخری تقریر کے دو جملے ایک بار اُمِ سلمیٰؓ نے اس شیشے کو اُٹھایا اس کو لے کر چلیں دو جملے ہیں بس سُن لیں پھر بہت روؤ گے اور ایک بار صحنِ خانہ میں گئی اور ایک بار کنیزوں کو بلایا کہا بنی ہاشم کی جتنی عورتیں ہیں سب سے کہو کہ اُمِ سلمیٰؓ کے گھر میں آؤ، حسینؑ مارا گیا جلدی آؤ حسینؑ مارا گیا دو جملے بس دو جملے رہ گئے تمام بیبیاں آگئیں سب نے اپنے بالوں کو کھول دیا اور ایک بار اُمِ سلمیٰؓ نے کہا تمہیں معلوم ہے میرا حسینؑ کربلا میں مارا گیا یہ کہہ کر بیچ میں شیشہ رکھ دیا جس میں تازہ لہو تھا اور پھر اُمِ سلمیٰؓ نے بیبیوں سے کہا کہ سب مل کر چاروں طرف طواف میں ہائے حسینا کا ماتم کرو ہائے حسیناؑ تمام بیبیوں نے مل کر ہائے حسیناؑ ہائے حسیناؑ کہہ کر ماتم شروع کیا دو جملے رہ گئے اور تقریر ختم ہوگئی، کچھ دیر نہ گزری تھی چند کنیزیں دوڑتی ہوئی آئیں اور کہا بی بی صغریٰ آ رہی ہے جیسے ہی اُمِ سلمیٰؓ نے سنا صغریٰؑ آ رہی ہے ایک بار چادر اُتاری چادر اُتار کے لہو پر ڈالی تاکہ بیٹی باپ کا خون نہ دیکھے کہا ارے صغریٰؑ ارے سکینہؑ حسینؑ کا کٹا ہوا سر اور مقتل میں سکینہؑ بیٹھی ارے میرے بابا ارے میرے بابا ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ!

دروازہ کھلا اور نبی کا چھوٹا نواسہ حسینؑ پانچ برس کا کھیلتا ہوا میرے گھر میں داخل ہوا جیسے ہی آیا بے اختیار کہا نانی کیا نانا اس حجرے میں ہیں تو میں دوڑی میں نے کہا حسینؑ نانا سو رہے ہیں وہاں نہ جانا کہ ایک بار حجرے سے آواز آئی کہ اُمِ سلمیٰؑ سب کو منع کیا ہے لیکن اگر حسینؑ آئے تو اس کو نہ روکنا اس کو آنے دو حسینؑ کو میرے پاس آنے دو، اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں حجرے میں حسینؑ داخل ہوئے جیسے ہی حسینؑ داخل ہوئے میں نے دیکھا حضورؐ ہنسنے لگے مسکرادیئے نواسہ نانا سے لپٹ گیا ایک بار سینے پہ حسینؑ بیٹھ گئے نانا نواسے میں باتیں ہونے لگیں میں سمجھی باتیں ہو رہی ہیں کچھ دیر کے بعد پھر میں واپس آئی پھر میں نے دیکھا حسینؑ سینے پر سو گئے تھے نانا سے باتیں کرتے کرتے اور آنکھیں رسولؐ کی بھی بند تھیں میں نے سوچا دونوں سو گئے آرام سے میں پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ کان میں کسی کے رونے کی آواز آئی آواز بہت دردناک تھی میں نہ سمجھی آواز کہاں سے آتی ہے غور کیا تو حجرۂ رسولؐ سے تھی، میں دوڑ کر پہنچی کہ میں نے منظر یہ دیکھا کہ رسولؐ کے سینے پر حسینؑ لیٹے تھے اور رسولؐ کا ایک ہاتھ جس کی مٹھی بند تھی وہ زمین پر رکھا تھا اور بار بار اس مٹھی کو اپنے چہرے پر لاتے اور روتے آنسو بہہ رہے تھے میں بے اختیار حجرے میں داخل ہو گئی میں نے کہا یہ تو بہت خوشی کا موقع ہے یا رسولؐ اللہ یہ رونے کا کیا سبب ہے کہا اُمِ سلمیٰؑ جیسے ہی حسینؑ میرے سینے پر سو گئے ابھی ابھی جبریلؑ آئے تھے انہوں نے آکر کہا آپ کا یہ نواسہ کربلا میں عاشور کے دن دس محرم کو کربلا میں بھوکا اور پیاسا قتل کر دیا جائے گا اور بے اختیار کہا کہ اللہ نے یہ کربلا کی مٹی بھجوائی ہے جہاں حسینؑ کو شہید کیا جائے گا، میں وہاں کی مٹی لایا ہوں یہ کہہ کر جبریلؑ نے میرے ہاتھ پر وہ مٹی

رکھ دی میں نے اس مٹی کو سونگھا تو جو خوشبو حسینؑ سے آتی ہے وہ خوشبو اس مٹی سے آتی ہے اے اُمِ سلمٰیؑ مجھے جبریلؑ نے یہ بتایا ہے کہ جب عاشور کا دن آئے گا یہ مٹی لہو بن جائے گی اور جوش میں آ کر خون بن جائے گی محدث دہلوی نے اہلِ سنّت والجماعت کے امام نے اس روایت کو لکھا ہے اور ہمارے علماء نے لکھا ہے اور پانچ راوی اس کے مستند ہیں یہ روایت اُم المومنین حضرت عائشہ سے بھی اُم المومنین جناب میمونہ سے بھی ہے جنابِ اُم سلمٰیؑ سے بھی ہے میں جنابِ اُمِ سلمٰیؑ سے اس وقت پڑھ رہا ہوں اس لئے کہ ان کے گھر میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ اُمِ سلمٰیؑ کہتی ہیں رسولؐ نے وہ خاک مجھے دے دی اور کہا اُم سلمٰیؑ بہت حفاظت سے اس کو رکھنا جس دن یہ خاک لہو بن جائے سمجھ لینا میرا بچہ مارا گیا اُمِ سلمٰیؑ کہتی ہیں میں نے اُس دن سے اس مٹی کو ایک شیشے کے برتن میں رکھ لیا اور اُسے بند کر دیا اور میں نے اسے اپنے گھر میں ایک طاق میں رکھ دیا۔ یہ سنّتِ رسولؐ ہے یہ سنّتِ مومنین ہے فرماتی ہیں جب اٹھائیس کو حسینؑ چلنے لگے تو میں آئی میں نے کہا حسینؑ کہاں کا ارادہ ہے تو حسینؑ نے کہا نانی میں عراق جا رہا ہوں، تو بے اختیار میں حسینؑ سے لپٹ گئی میں نے کہا حسینؑ کہیں بھی جاؤ عراق نہ جاؤ اب میری تقریر کا موضوع آپ سمجھ گئے کہ حسینؑ کو کیا معلوم ہے اور اُمِ سلمٰیؑ کو کیا معلوم ہے اور عظمتِ شہادتِ حسینؑ کیا ہے کہا نانی وہ زمین میرے لئے بنی میں اس زمین کے لئے بنا ہوں کہا پتہ نہیں کیا بات ہے بیٹا جب سے تمہاری تیاری ہو رہی ہے گھر کے چاروں طرف سے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں یہ آوازیں اُس دن آئی تھیں جب علیؑ کا سر دو پارہ ہوا تھا، یہ آوازیں اُس وقت آئیں جب حسنؑ کا جنازہ اُٹھا یہ آوازیں اُس وقت آئیں جب زہراؑ کا جنازہ اُٹھا کہا نانی یہ جنات ہیں

یہ ملائکہ ہیں جو میرے رخصت پر رو رہے ہیں یہ میرے گھر کے چاروں طرف مجھے رخصت کرنے آئے ہیں، روتے ہوئے نانی نے نواسے کو رخصت کر دیا تقریر ختم ہوگئی اُمِ سلمیٰؑ فرماتی ہیں جب سے میرا حسینؑ سدھارا میری یہ عادت ہوگئی جب صبح کی نماز پڑھ لیتی تو پردہ ہٹا کر دیکھتی جب ظہرین کی نماز پڑھتی تو پردہ ہٹا کر خاک کو دیکھتی جب مغربین کی نماز پڑھتی تو پردے کو ہٹا کر خاک کو دیکھتی یہاں تک کہ رجب پھر شعبان پھر رمضان پھر شوال پھر ذیقعد پھر ذوالحج گزرا پھر میں نے محرّم کا چاند دیکھا تو میرے گلے میں پانی اٹکنے لگا بھوک ختم ہو گئی سات تاریخ سے تو یہ عالم ہوا کہ سوا رونے کو کچھ دل نہیں چاہتا تھا اور پانی دیکھنے کو دل نہ چاہتا تھا کہتی ہیں اُمِ سلمیٰؑ کہ جب دس محرم کی رات آئی پھر میرے گھر میں گریہ کی صدائیں آنا شروع ہوئیں تو میں پریشان ہو جاتی، میں پوری رات جاگی، پوری رات جاگی تھی تو میں نے صبح کی نماز پڑھی، میں نے پھر خاک کو دیکھا یہاں تک کہ ظہرین کی نماز کا وقت آیا اور نماز پڑھ کر میں مصلے پر لیٹ گئی میں اتنی تھکی تھی دس دن سے تھکی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی جیسے ہی میری آنکھ لگی میں نے دیکھا خواب میں رسولؐ میرے پاس کھڑے تھے لیکن عجیب عالم تھا زلفیں بکھری ہوئی تھیں، چہرے پر لہو ملا ہوا اور ہاتھ میں ایک شیشہ لئے ہوئے جس میں تازہ لہو جوش مار رہا تھا میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے کبھی آپ کو اس طرح نہیں دیکھا کہا اُمِ سلمیٰؑ میرا لال مارا گیا میرے بچے قتل ہو گئے ابھی ابھی کربلا سے آرہا ہوں یہ میرے سر پہ کربلا کی خاک ہے اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میری آنکھ کھل گئی، ہوگئی تقریر اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میری آنکھ کھل گئی، میں دوڑ کر طاق کے پاس گئی اب جو پردہ ہٹایا شیشے میں مٹی نہیں تھی تازہ لہو تھا دو جملے رہ گئے بہت ماتم

کیا بڑا اگر یہ کیا آپ نے بہت اچھا شاندار عشرہ آلِ عباؑ کا ہوا، اللہ اور توفیق دے یہاں کے بانیانِ عزا کو جو عزادار آئے ان کا شکریہ کہ زہراؑ کے لال کا پرسہ تم نے یہاں بیٹھ کر دیا، آخری تقریر اور آخری تقریر کے دو جملے ایک بار اُم سلمیٰؑ نے اس شیشے کو اُٹھایا اس کو لے کر چلیں دو جملے ہیں بس سُن لیں پھر بہت روؤ گے اور ایک بار صحنِ خانہ میں گئی اور ایک بار کنیزوں کو بلایا کہا بنی ہاشم کی جتنی عورتیں ہیں سب سے کہو کہ اُم سلمیٰؑ کے گھر میں آؤ، حسینؑ مارا گیا جلدی آؤ حسینؑ مارا گیا دو جملے بس دو جملے رہ گئے تمام بیبیاں آگئیں سب نے اپنے بالوں کو کھول دیا اور ایک بار اُم سلمیٰؑ نے کہا تمہیں معلوم ہے میرا حسینؑ کربلا میں مارا گیا یہ کہہ کر بیچ میں شیشہ رکھ دیا جس میں تازہ لہو تھا اور پھر اُم سلمیٰؑ نے بیبیوں سے کہا کہ سب مل کر چاروں طرف طواف میں ہائے حسیناؑ کا ماتم کرو ہائے حسیناؑ تمام بیبیوں نے مل کر ہائے حسیناؑ ہائے حسیناؑ کہہ کر ماتم شروع کیا دو جملے رہ گئے اور تقریر ختم ہوگئی، کچھ دیر نہ گزری تھی چند کنیزیں دوڑتی ہوئی آئیں اور کہا بی بی صغریٰ آ رہی ہے جیسے ہی اُم سلمیٰؑ نے سنا صغریٰؑ آ رہی ہے ایک بار چادر اُتاری چادر اُتار کے لہو پر ڈالی تاکہ بیٹی باپ کا خون نہ دیکھے کہا ارے صغریٰؑ ارے سکینہؑ حسینؑ کا کٹا ہوا سر اور مقتل میں سکینہ بیٹھی ارے میرے بابا ارے میرے بابا ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ!

دسویں مجلس

عاشور کا دن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۱ھ کے عشرہ محرم کی آلِ عبا میں آپ حضرات دسویں تقریر سماعت فرما رہے ہیں، ظاہر ہے کہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے عصر کا ہنگام یہ وہ وقت ہے کہ حسینؑ نے تلوار نیام میں رکھی ایک صدا آئی کہ:

آئی ندائے غیب کہ شبیرؑ مرحبا! اس ہاتھ کے لئے تھی یہ شمشیر مرحبا!

یہ آبرو، یہ جنگ، یہ توقیر، مرحبا! دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر، مرحبا!

غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر

بس، خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

بس، اب نہ کرو غا کی ہوس، اے حسینؑ بس! دم لے ہوا میں چند نفس، اے حسینؑ بس!

گرمی سے ہانپتا ہے فرس، اے حسینؑ بس! وقتِ نمازِ عصر ہے، بس، اے حسینؑ بس!

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژدہام میں

اب اہتمام چاہئے اُمت کے کام میں

کہتے ہیں کہ جب فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو کوئی حربہ ایسا نہیں تھا

کہ جو استعمال نہیں ہوا ہو حد یہ ہے کہ تیغ وتبر، تیر وخنجر نیزے اور بھالے نہیں بلکہ
جن کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا انہوں نے جیبوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے
اور کھینچ کھینچ کر مار رہے تھے، ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میرا وار حسینؑ پر ہو نو سو
نانوے زخم حسینؑ کے جسم پر تھے اور اتنے تیر تھے کہ جسم نظر نہیں آتا تھا جب نیام
میں تلوار رکھی تو اُس وقت تک حسینؑ گھوڑے پر تشریف فرما تھے لیکن ایک تیر تین
بھال کا جو حرملہ نے چلایا وہ حسینؑ کی پیشانیٔ اقدس پر آ کر لگا پیشانی پہ تیر کا لگنا تھا
کہ لہو کا فوارہ چھوٹا اور حسینؑ گھوڑے پر ڈگمگانے لگے اور ایک بار یہ عالم ہوا کہ
ہرنے پر سر رکھ دیا دونوں ہاتھوں کو گھوڑے کی گردن میں ڈال دیا اور ایک بار
آہستہ سے کہا، اسپِ وفادار کہیں میری ماں کی صدا آ رہی ہے نا؟ مجھے اُسی کی
طرف لے چل، جگہ تو میں نے تجھ کو دکھا دی ہے وہیں پر چل کے اُتار دے، گھوڑا
حسینؑ کو لے کر چلا وقت یہ تھا کہ سیاہی چھانے لگی تھی دیکھتے ہی دیکھتے کربلا کی گرد
اُٹھنے لگی اور آواز ہوا میں اتنی تیز تھی کہ جیسے کوئی طوفان آنے والا ہو۔ کہتے ہیں کہ
اُس سیاہی میں ایک بار آسمان کے ستارے ٹوٹنے لگے آسمان پہ روشنی کی لکیریں
بننے لگیں اور کربلا کی زمین کبھی ہلتی کبھی تھم جاتی تو وہ وقت تھا کہ ایک بار زینبؑ
نے چادر اوڑھی پیروں میں موزے پہنے اور اب جو خیمے کا پردہ اُلٹ کر نکلیں تو
ساتھ فضہ گوشہ چادر پکڑے ہوئے ایک چادر کا گوشہ سکینہؑ پکڑے ہوئے لیکن
جناب زینبؑ اتنا تیز چل رہی تھیں کہ ایسا لگتا تھا کہ بیبیاں جناب زینبؑ کے پیچھے
پیچھے دوڑتی جا رہی تھیں کبھی دائیں جانب گئیں کبھی بائیں جانب گئیں لیکن بھائی نہ
اِدھر سے نظر آیا نہ اُدھر سے دکھائی دیا ایک بار زینبؑ کو اِک بلندی نظر آئی اور اُس
بلندی پہ چڑھ کر ایک بار آواز دی عمرِ سعد ارے میرا ماں جایا قتل ہو رہا ہے اور تو

دیکھ رہا ہے یہ وہ وقت تھا کہ جب زینبؑ کی آواز حسینؑ کے کانوں تک گئی اُس وقت تک حسینؑ گھوڑے سے گر چکے تھے، جیسے ہی زینبؑ کی صدا سنی تو ایک بار حسینؑ دونوں کہنیوں پر بلند ہوئے اور اشارے سے کہا زینبؑ ابھی میں زندہ ہوں جاؤ خیمے کے اندر جاؤ۔ بھائی کا حکم تھا، زینبؑ خیمے گاہ کی طرف واپس چلیں لیکن ایک بار جیسے ہی خیمے میں داخل ہوئیں یہ کہتی ہوئی چلیں کہاں ہے میرا لعل سیّد سجادؑ، جیسے ہی سیدِ سجادؑ کے قریب پہنچیں ایک بار کانوں میں باجوں کے بجنے کی آواز آنے لگی شانہ ہلا کر کہا سیّد سجادؑ باجے بہت تیز بج رہے ہیں اور کربلا کی زمین کو بار بار زلزلہ ہے کہا پھوپھی اماں مجھ کو اُٹھایئے میرا عصا لایئے میرے شانے کو پکڑ کے خیمے گاہ کے پردے کے پاس چلیئے ایک بار بیبیاں بیمار کو سنبھالے ہوئے در کے قریب لائیں کہا پھوپھی اماں ذرا جلدی سے پردہ ہٹایئے پردہ ہٹایا گیا تو سیّدِ سجادؑ نے انگلی کو اُٹھا کر آواز دی السلام علیک یا ابا عبداللہ الحسینؑ السلام علیک یا ابن رسولؐ اللہ پھوپھی اماں یہ باجے جو بج رہے ہیں نا فاطمہؑ کا لعل مارا گیا۔ ارے سوچیئے تو کیا قیامت ہوگی خیمہ گاہ میں ارے کوئی بی بی سیّد سجادؑ کی کمر سے لپٹی ہوئی ارے کہاں فرصت تھی کہ تعزیت ادا ہوتی ایک بار تیز گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز آئی لیکن اب جو سیّدِ سجادؑ نے دیکھا تو ہاتھوں میں مشعلیں تھیں خیمے جلنے لگے بیمار بیٹا زمین پہ گر گیا اور بیبیاں کبھی ایک خیمے سے دوسرے خیمے، کبھی تیسرے خیمے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے دامن سنبھالے ہوئے جدھر جدھر بیبیاں جاتیں اُدھر اُدھر بچے جاتے ایک بار زینبؑ آگے بڑھیں کہا سیّدِ سجادؑ اب تم بتاؤ کیا حکم ہے؟ کہا پھوپھی اماں بچوں کو لے کر باہر نکل آیئے جان بچانا واجب ہے زینبؑ خیمے سے باہر نکل گئیں سارے خیام جلنے لگے، تو بار بار گھبرا کے کہتیں

ارے میرا بیٹا تو چل بھی نہیں پا رہا سب باہر آ گئے اُٹھتے ہوئے شعلوں میں زینبؑ اندر گئیں سیدِ سجادؑ کو اُٹھا کر لے آئیں خاک پہ سیدِ سجادؑ کو رکھ دیا۔ اللہ! اب کون تھا جو مقتل کی خبر گیری کرتا؟ آپ سن چکے ادھر کا حال اب اُدھر کا حال سنئے اک ماں کی آواز آ رہی تھی مقتل سے میرا لعل حسینؑ مارا گیا کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا کی بھی صدا تھی میرا حسینؑ مارا گیا لیکن یہ ماجرا کیسے ہوا؟ حسینؑ خاک پر پڑے تھے اور سجدے میں سر تھا کہ اک بار شمر نے اپنے خنجر کو پتھر پہ دھار نہیں رکھی بلکہ دھار کو کُند کیا پتھر پہ مار مار کے خنجر کو جگہ جگہ سے کاٹا تاکہ دھار خراب ہو جائے اور ایک بار حسینؑ کے قریب آیا کہتے ہیں یہ دنیا کا واحد شہید ہے جو گلے کی طرف سے نہیں بلکہ قفا کی طرف سے قصا سمجھتے ہیں آپ گدّی کی ہڈی کی طرف سے سات ضربوں میں سات بار سات مرتبہ خنجر کو حسینؑ کی قفا کی طرف مارا۔ دو چار جملے میں چونکہ یہاں کا موضوع تھا اس لئے میں نے اس بات کو مکمل کیا میں پڑھتا نہیں ہوں پہلی مرتبہ میں ادا کر رہا ہوں اگر موضوع آلِ عبا کا نہیں ہوتا تو کبھی نہ پڑھتا، مجھے میرے دوست معاف کریں میں پہلی بار پڑھ رہا ہوں جیسے ہی خون کی دھار زمین پہ چلی تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک چشمہ لہو کا چلا لیکن جب دھار چلی تو لکھتی ہوئی چلی لا اِلٰہ الا اللہ، زمین کربلا پر حسینؑ کے لہو نے لکھ دیا۔ عمر سعد قریب بڑھتا جا رہا تھا شمر کی کامیابی پر بڑھتا جا رہا تھا ادھر جب قاتل سر کاٹ کر جدا کر چکا میری طرف دیکھنا اور پھر جتنا چاہنا رونا مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے علماء کرام سے تم نے سنا ہے کہ نہیں؟ لیکن اب میں سنائے دیتا ہوں، تاکہ یہ پیغام رہ جائے اس کے بعد پھر مجھ سے نہیں سنو گے شاید برسوں نہ سنو، آج شور کا دن ہے سر کو جب جسم سے جدا کیا تو میری جانب دیکھنا کیسے اُٹھایا، ایک بار شمر

نے زلفوں کو پکڑ کے عمر سعد کا خادم بار بار دوڑ کے آ تا کہ جلدی سر کو لے کر آ ؤ اس لئے کہ نماز کا وقت ہے لشکر نے ابھی نماز نہیں پڑھی، ابھی کمریں کسی ہوئی ہیں کسی نے کمر نہیں کھولی ابھی ہتھیار نہیں اُتارے کہ ایک بار خوشی کے عالم میں باجے چاروں طرف سے بجائے جا رہے تھے، کہ اُس سر کو اُٹھانے کے بعد شمر نے دونوں ہاتھوں میں سر کو لیا اور لشکر ہنستا ہوا شمر کے پیچھے چلا تو تین بار شمر نے خوشی میں سر کو اُٹھا کر خاک پر پھینکا پھر اُٹھایا اور خاک پر پھینکا پھر اُٹھایا اور خاک پر پھینکا جب سر کو پھینکتا تو گرد اُٹھتی تھی اور ایک آ واز آ تی تھی ارے میری گود کا پالا چکی پیس کر اس بچے کو میں نے اس لئے پالا تھا۔ بڑا ماتم کیا آپ نے جزاک اللہ اب سنی ہے تو پوری شہادت سُن لو! ایک بار ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ سر کو لے کر ہم عمرِ سعد کے پاس جائیں، ہم جائیں، ہم جائیں، ہم جائیں لیکن حصین ابنِ نمیر آگے بڑھا اور اُس کی سپر جو تھی اس کو پھیلایا اس نے شمر سے کہا یہ سر اس میں رکھ دے اور ہم سات آدمی ساتھ میں سپر کو پکڑ کر عمر سعد کے پاس چلیں، جب وہ سر چلا عمرِ سعد کی طرف تو عمرِ سعد اُس وقت کرسی پر بیٹھا ہوا تھا آگے بڑھ کر تین آدمیوں نے حسینؑ کا قصیدہ پڑھا، قصیدہ سنو گے، قصیدہ یہ پڑھا اے عمرِ سعد ہم نے اُس کو مارا ہے جس کا باپ بڑا افضل تھا، ہم نے اُس کو مارا جس کی ماں افضل ترین عورت تھی، اگلا جملہ سنو گے؟ چونکہ ہم نے افضل ترین کو مارا اس لئے ہماری سپر کو سونے اور چاندی سے بھر دے ہماری سپر کو دولت سے بھر دے، کیا جواب دیا عمرِ سعد نے، کہا جب یہ تعریفیں کرتے ہو تم لوگ کہ یہ افضل ترین کا بیٹا تھا تو پھر کیوں مارا؟ پھر کس چیز کا تمہیں انعام ملے؟ اور ایک بار عمرِ سعد نے حکم دیا وہ نیزہ لایا جائے جس نیزے کو ہم نے پہلے کہہ دیا تھا بلند نیزے کو یہ پہلا سر ہے عرب میں

پہلا سر ہے کہ ابھی کٹا تھا کہ ایک بار نیزہ لایا گیا اور نیزے کی نوک پر اس سر کو رکھ دیا گیا اور اُس نیزے کو لے کر ایک ایک لشکر میں پھیرایا گیا اور بتایا گیا حسینؑ مارے گئے، جزاک اللہ رونے کا آپ کو حق ہے حسینؑ مارے گئے، یہ تو سر تھا کہ باجے بجاتے ہوئے اور سر کو لئے ہوئے پورے میدان میں گھوم رہے تھے، کہ ہم نے حسینؑ کو قتل کر دیا تازہ لہو گلے سے بہہ رہا تھا اب سوچ کر بتایئے کہ ماں کہاں جائے، سر کے پاس جائے کہ لاشے کے پاس جائے کہ زینبؑ کے پاس جائے کہ سکینہؑ کو سنبھالے، لیکن بَن میں ایک صدا بار بار گونج رہی تھی زہراؑ کی یہ وہ وقت تھا کہ پورے آسمان پر دھول چھائی ہوئی تھی کوئی مخلوق ایسی نہیں تھی کہ جو حسینؑ کے ماتم میں مشغول نہ ہو انبیاء نوحہ کناں تھے ملائکہ عرش سے اُتر کر کربلا کی زمین پر بھر چکے تھے اور مقتل کو چاروں طرف سے طواف کرتے ہوئے ہائے حسینؑ کی صدا دے رہے تھے اُس وقت تو تمام پرندے سیاہ آندھی کو دیکھ کر ایک جگہ پر جمع ہو گئے تھے اور اِک درخت پر بیٹھے ہوئے تھے اُس میں سے کسی نے کہا سلیمان امامت کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ آج کیا واقعہ ہوا؟ چند پرندوں نے بتایا ہم فرات کی طرف گئے تھے کہا ہم نے دیکھا فخرِ سلیمان قتل ہو گیا فرشتوں نے پُرسہ ادا کیا ہے رسولؐ کو تو، سارے پرندے کہنے لگے ارے ہم تو کوئی کام کریں زہراؑ کا لعل مارا گیا ایک بار کئی کبوتر اُڑتے ہوئے خونِ حسینؑ پر گر گئے اور آواز نکالتے تھے ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ اور ایک بار سارے پرندے خونِ حسینؑ میں لوٹنے لگے اور اپنے پروں کو خون سے رنگ لیا، کہتے ہیں چھ پرندے وہاں سے اُڑے جو سفید تھے لیکن اب لال رنگ کے تھے اور یہ طے کر کے چلے ہیں یہ کہہ کر تم وہاں جاؤ تم وہاں جاؤ اور مختلف سمتوں میں اُڑ گئے۔ ایک تو شام کی جانب چلا اور

ایک باغ میں درخت پر بیٹھا اور روتا جاتا اور آواز نکالتا جاتا وہاں یہودی کی ایسی بیمار بیٹی جو کوڑھ میں مبتلا پڑی تھی جیسے ہی پرندے نے اپنے پروں کو جھٹکا دیا چند لہو کی بوندیں اُس کے جسم پر پڑیں اُس کی آنکھوں میں روشنی آئی وہ صحت یاب ہوئی، جب اُس کا باپ آیا تو اس نے پوچھا بیٹی تو ٹھیک کیسے ہوگئی؟ کہا ایک پرندہ ہے جو بار بار ''یا حسینؑ'' کہتا ہے اُس کے پروں سے لہو کی بوندیں ٹپک رہی ہیں اس میں شفا ہے بابا لو تقریر ہوگئی، ایک پرندہ نجف کی طرف گیا لیکن ایک پرندہ اُڑتے ہوئے سید حامدینے گیا ہوگئی تقریر سب سے پہلے اُس نے قبرِ نبیؐ کا سات بار طواف کیا اور اس کے بعد اُڑتا ہوا صغریٰؑ کے گھر پر بیٹھا اور پروں کو پھیلا کر آواز دی اہلِ بیتِؑ نبوت حسینؑ کو قتل کر دیا گیا یہ سُن کر صغریٰؑ باہر آئی کہا نانی اُمِ سلمیٰؑ اس کے پروں سے میرے بابا کے لہو کی خوشبو آتی ہے تمام عورتیں مل کر بین کرنے لگیں، ہائے حسینؑ وائے حسینؑ ہائے حسینؑ قتل ہو گئے زہراؑ کا راج دُلارا مارا گیا، ہائے حسینؑ!

عشرۂ مجالس شائع ہوگیا ہے

عشرۂ مجالس
دو ہزار سال کی کہانی
نئی صدی کی زبانی

------{بمقام}------

امام بارگاہِ خیمہ سادات ۔ لاہور

------{بمطابق}------

۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

حیاتِ امام حسینؑ
۲۵۵
عشرۂ مجالس شائع ہو گیا ہے
عشرۂ چہلم
معصومین کا علمِ لسانیات
۱۱ صفر تا ۲۰ صفر ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء
امام بارگاہ جامعۂ سبطین گلشن اقبال
......انیسِ خطابت......
علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی
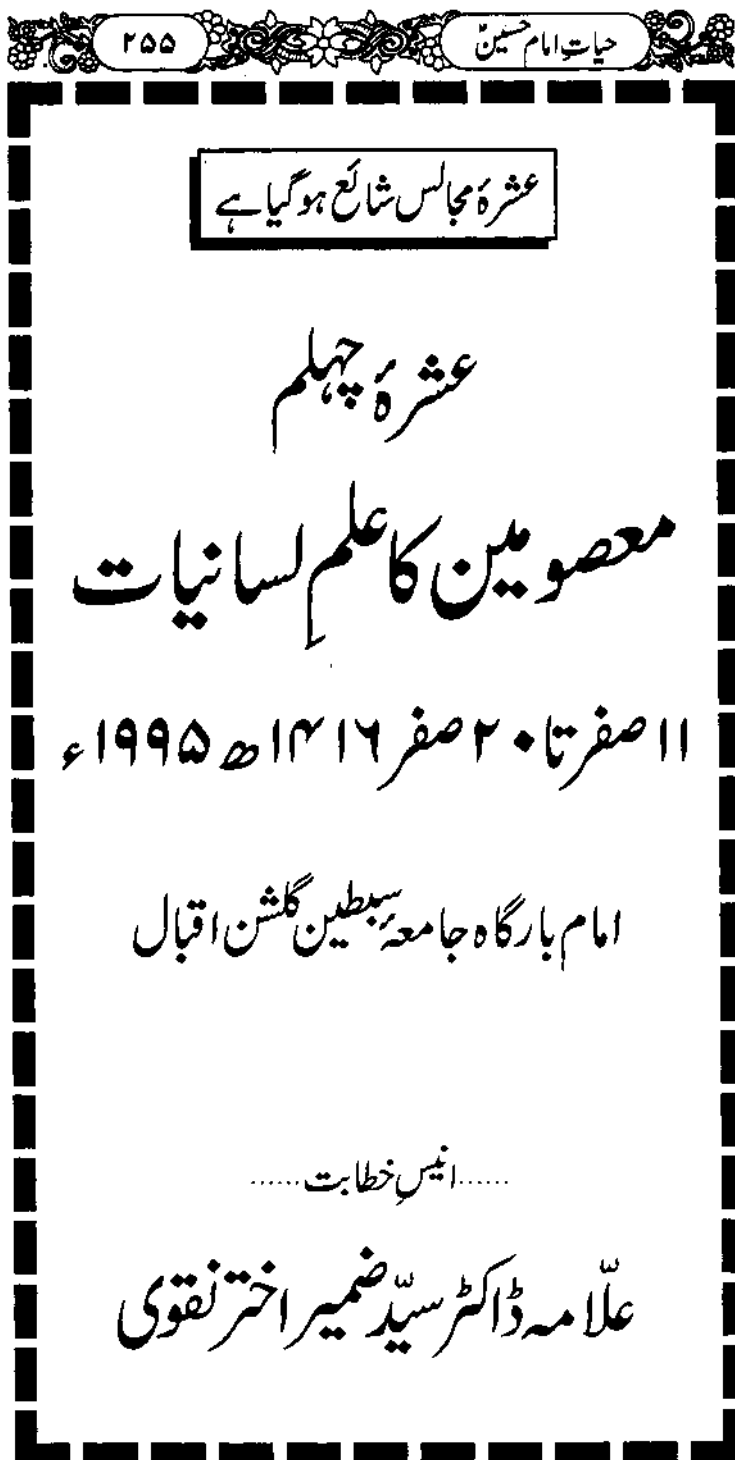
علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکۃ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے

حالاتِ زندگی
اصحابِ امیر المومنین حضرت علیؑ

......تالیف......

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی